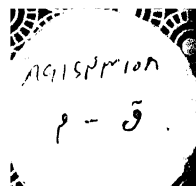


UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222772

UNIVERSAL
LIBRARY



Osmania University Library

Call No. 1915421011

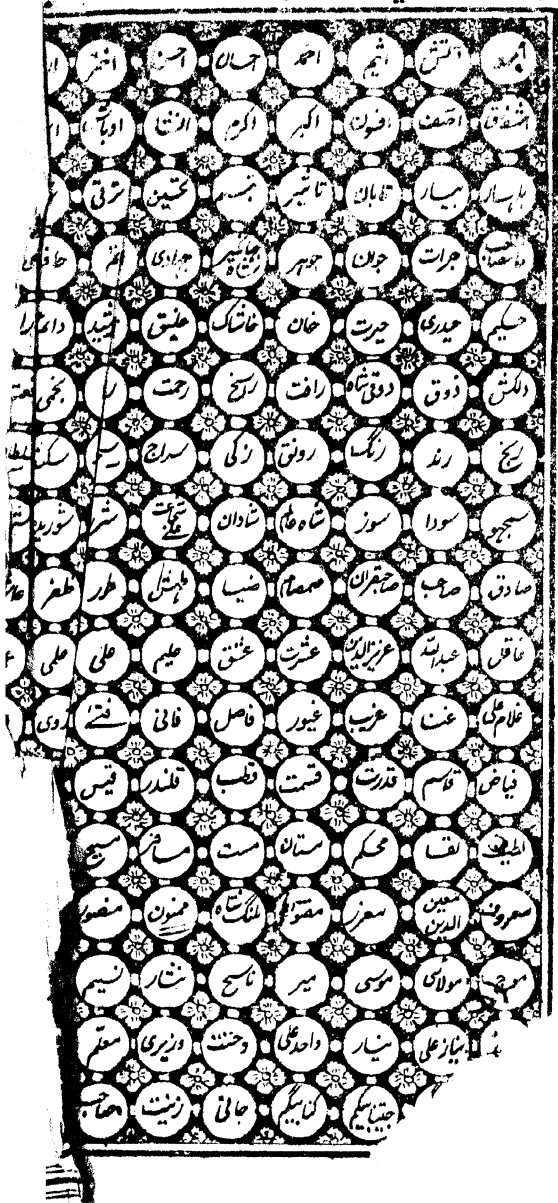
Accession No. U-10900

Author P - Q

Title

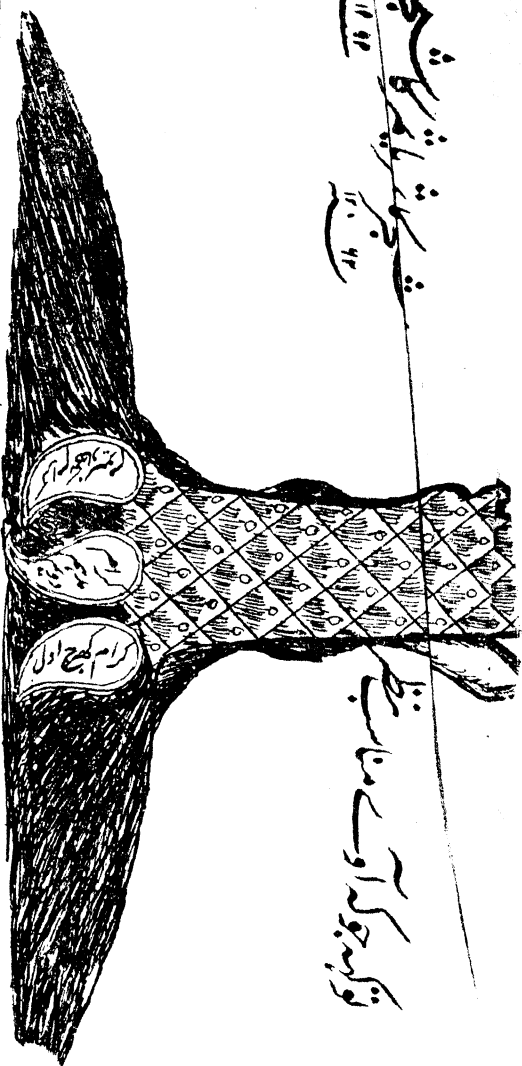
This book should be returned on or before the date last marked below.

اسمعی بنی عزان فصیح البیان از هندوستان جنت



جگر شایه کلاش
۱۱۰ ۱۲

تو کہ جو کہ آئے مناسب



ادب سے ہے الحمد للہ

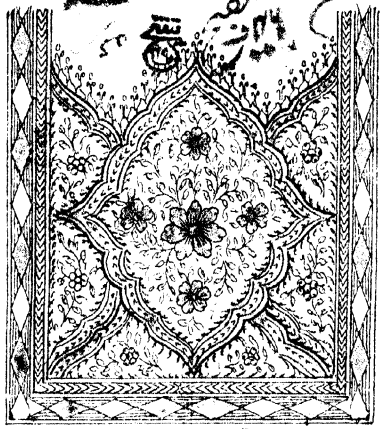
عنایت چمن پر نگار و گار و صانع و فراعین و ہمارکین سخن



سب سے بہتر و سب سے زیادہ

لہ باغ عدم طبع نایا تھا جناب قاضی ہوشیار

۱۰۱۶ ۲۱۰۸ ۵۴۰۹



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نار ساہی شاہین جسکے پیار کی ثنا
یا رب ہر گز نہ تو جنت کی ثنا
حضرت زہرا کی اور شیر و شہر کی ثنا
اکی ہی ساری عمر ترکانِ ستار کی ثنا
حضرت استاد بیگنے شاہ ظہر کی ثنا

کون کر سکنا ہی اس خلاق الہی کی ثنا
سر برہ اس منہ سے ہو سکتی کی ثنا
یہ زبان قابل ہی کب بات کے جو کیجئے
نام حوا و رمدح کا لینا مجھے اوصاف میں
جون نماز اپنے پر شام و صبح لازم کر لیں

غزل سودا

ہر سبک میں شرار ہی شیر ظہور کا
موسیٰ اہنیں جو سیر کروں کوہ طور کا

پڑھئے درود جس صبح و یلغ کچھ
جلو ہر ایک پر بن محمد کے نور کا



داہوت امانت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1969

عشق کے حال سے یاد کوئی گاہ نہ ہو
پاؤں اس راہ میں رہا کہ گاہ نہ ہو
عرف غم و غم دار و دین دل گاہ نہ ہو
حسن و بیف بھی نظر افسانہ کو چھو چاہ نہ ہو
نیل باہوت تیرے سر پہ بال ہوا
دل کا زہر وہ جس میں نہ نال ہوا
عشق کا نام سے یاد کوئی نہ نام نہ ہو
خاص میں تو دل و جنت کی خبر عام نہ ہو
انہما سوچے گا وہ فتنہ خود کام نہ ہو
ابتدا عزمین الفت کا سراپا نام نہ ہو
ذرا فتنہ

کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا کہیں سو پادشاہ تخت نشین کہیں بولا بھلا وہ کیلے است کہیں واجب بن کہیں ممکن کہیں فانی کہیں بقا دیکھا کہیں زامہ سن کہیں عابد کہیں رند و ن کا پیشوا دیکھا	یا رکوبنے جابجا دیکھا کہیں سو پادشاہ تخت نشین کہیں بولا بھلا وہ کیلے است کہیں واجب بن کہیں ممکن کہیں فانی کہیں بقا دیکھا کہیں زامہ سن کہیں عابد کہیں رند و ن کا پیشوا دیکھا
---	---

غزل نظیر ہوا رنگ شکر فیون کا نینا سنبھلے علیہم عذابا قتیلا تو پڑھا قلم اللیل الال قلیلا نکات جبالا کتباً مہیلا فقل حبیبی اللہ نعم الوکیلا	غزل نظیر اما آج مجھ کو وہ چنچن چھبیل کیا جس نے مجھے عداوت کا پنجہ آنکل اسکے زلفون کے کوچیا ایدل کہتا نہیں مارون اگر آہ کا دم نظیر اسکے فضل و کرم پر نظر رکھ
--	--

غزل حیدر صبا نے مار طاپکے مذہب کا لال کیا کبھی جو بوسیکا اس سے من لال کیا بدن سے روح نے آخر کو انتقال کیا فلک نے اس کو اٹھا کر وہن ہال کیا خدا نے اس کو زما نہیں سمیٹ ل کیا	غزل حیدر برابر ہی کا تیرے گل نے جنیا ل کیا وہن ہو چن مجھ سے کہتا مت تک نہ آئی کچھ بھی سیجانی تیری کام جڑ اگر تھا کٹ کے زمین پر کبھی تیرا ناخن ادا کا اسکے نہ کچھ مین حیدری محبوب
--	---

غزل رمضان علی باغ مین تیرے محبت کا سب پر پیدا ہوا اس قدر رویا کہ اشکوں سے گہر پیدا ہوا کیا چمن مین دوسرا رنگ قمر پیدا ہوا	غزل رمضان علی پھر دوبارہ عشق کا دن پھر پیدا ہوا اشک جاری اتدن ہی حتم گریاں پھر دیکھ کر گلشن کشتین بلبلین اس ماہ
--	--

گندمی نیکست ما نون اصلا ہو
 دل انا کو نڈاں جنس کار دہو
 عشق وہ گل ہی کہ دامن مین بنو
 عشق وہ غلی جی مین زلفاں بنو
 عشق وہ پوچی حسین مین نہ بنو
 عشق وہ باغ مین جی مین کی بنو
 عشق وہ شاخ مین جی مین کی بنو
 عشق وہ غلی جی مین کی بنو
 پھر وہی سرور کہ قمر کا سکہ لال لال
 پھر وہی شمشاد ہی جسک مین گرفتار
 پھر وہی دام کہ پانہ مین حیدر
 پھر وہی صحرای ہوا خواہ مین باد

۱۰۰

بہت جا ادل پنج دیکھے ضم کو	میرے دل کا وہ نا خریدار نکلا
مرا جی سے تیری مری چلا یا	غزل بہار
چشم جانان کے دل زار کو سونے ندیا	رات ہمارے بیمار کو سونے ندیا
یاد دلو کے صنم یا تیری آنکھوں کے	باغین زرگس بہار کو سونے ندیا
قبر میں جنکو سلانا تھا سلا یا ان کو	پھر مجھے چرخ ستمگار کو سونے ندیا
ہی یہ مشہور کہ سولی پر بھی آتی تھیں	وہ ان مجھے آنسوؤں کے تار کو سونے ندیا
آرزو دلیں ہی اب لاشر میری دفن کو	اگر میں چین سے بہا رہا کو سونے ندیا
غزل سوز	
قصا را وہ قابل ادھر آن نکلا	کہ لینے کو اسکے میرا جان نکلا
کھڑا غش پر ہو کے بولا کہ ہی ہی	یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
چھری لیکے من بعد سینے کو چیرا	تو دلی جگہ خشک پیکان نکلا
ٹپکے کہہ اناے میں نے کیا کیا	میں سمجھا تھا کچھ یہ میرا جان نکلا
کھڑے رہنے والو مگر سوز ہی بہ	بھلا اسکے دل کا تو ارمان نکلا
بھلا سوز ایا تابا جس کی خاطر	یہ غور شنید چھا کر گریبان نکلا
غزل سودا	
جب وہ گلشن کی طرف یا طرہ آجھکا	محبوب کو چمن غنیمت گزار جھکا
زرگس ست تیری آئین جہل در گلشن	گل غمخور جھکا بیل سہار جھکا
کان کے نیچے جو نکلی تیری سنبل زلف	جیسا پانی سے گل در طرہ جھکا
شب جہتاب میں بیٹھا تھا جو ہر سین	فرص الماس یہ وہ چہرہ بلد ار جھکا
عرق آلودہ وہ بلور چین کی دیکھ	لے ستار و کموز میں پر ملے انوار جھکا
بس شرابی کو تیرے دیکھے مینا مین	ستیشہ پیالہ پر جھکا پیالہ پر جھکا

کہتے تھے ہونے میں کے کچھ
 آئنا ہے سدا گورنار سے دیکھ
 یہ وہ موتی جی بڑی کی طبیعت پر
 یہ وہ موتی جی بڑی کی طبیعت پر
 آبد کو کے سوا خاک پر سلطان وہ
 یہ وہ باؤت ہی روئے چوٹ آتش
 یہ وہ الماس جی سوئے کسے پوچھا
 یہ وہ لعل کی آرزو میں پیدا ہو جا
 یہ وہ شمس کی سبب میں عیا ہو جا
 یہ وہ چلنے کی آرزو میں عیا ہو جا
 یہ وہ چھائی کی آرزو میں عیا ہو جا
 یہ وہ کبھی جی جی جی جی جی
 یہ وہ دیرانہ جی جی جی جی
 یہ وہ کھوکھوہ دار کو کی طرح ہو جا

پتے ہی می کہ ہواست کہ تیر جھکا
ہر ف دل پر میگر جبکہ وہ فوفا جھکا
جو اسی جنس گران پر ہو خریدا جھکا

غزل نسیم

گر بہمنے دل صنم کو دیا پھر کیوں کیا
ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہی چاک
آنکھیں تمہاری لال صنم کچھ نشہ پیا
اپنی تو زندگی میان مثلِ حباب ہی
دنیا میں لکھمنے اُجھلایا بُرائسیم

اسلام چھوڑ کھڑا کیا پھر کیلویا
 آپھی سیا سیا نہ سیا پھر کیلویا
 آپھی پیا پیا نہ پیا پھر کیلویا
 گو خضر لاکھ برس جیا پھر کیلویا
 جو کچھ کیا سو ہم نے کیا پھر کیلویا

غزل و رشید

مطرب سے کہہ شروع کرے گا نالینک
تیغ بہار چل گئی ملک خزان پر جب
گل کو لے گا نہنتے دینا ہی غنچہ مال
خورشید لباس کیا تھم لغیر زرد

فرخندہ ساقیا ہی یہہ انا بست کا
 بیٹھایا شاخسار پہ تھا انا بست کا
 گاتی ہی عندلیب تر انا بست کا
 کرتا ہی حبیب سے تر انا بست کا

غزل محکم

باقہ سے خستہ کٹ پیریں ہو چکا
تو شکیں کیا میرے شکنوں کے سود غم نہ کر
مت ہونا زان پھولنے سے گل کے ہر دم
اب تو سپہ پیر قبر کے برس آن کے
نیزہ آہوں کی کثرت رکھ لیقین محکم مدام

یہ بہن کیا چیز ہی کھڑے بدن ہوا تھا
رفتہ رفتہ ایک دن دُرِ عدن پہنچا
آخر خس و یزان سچھڑیں ہوا تھا
اکاہ تو یہو کے غم گلبِ بدن ہوا تھا
کھڑے کھڑے ایک دن چرخِ کہن ہوا تھا

بهر ده دوت ای که یکی بر خیزد
 در بر داغ خون اسرار غایت بود
 بهر ده دوت ای که اسرار غایت بود
 شام ملک عالم و خفته بود حرام
 ای اصف کایه بود کنایه
 شمع کایه بود و چون کنایه
 این شمع کایه بود و چون کنایه
 این شمع کایه بود و چون کنایه
 بهر ده دوت ای که یکی بر خیزد
 در بر داغ خون اسرار غایت بود
 بهر ده دوت ای که اسرار غایت بود
 شام ملک عالم و خفته بود حرام
 ای اصف کایه بود کنایه
 شمع کایه بود و چون کنایه
 این شمع کایه بود و چون کنایه
 این شمع کایه بود و چون کنایه

ہیں ہر شکوہ قیون سے کچھ مجھے ہم
روان تھا فائدہ شکون کا جو میرا رو

کہ دل لگاتے ہی اس آتش نے لوٹ لیا
بسو اس قسم غارت رہا نہ لوٹ لیا

غزل شفاق

دل میرا اور کجلی سے جو جمع ہو رہا
کیا خوشی رہتا تھا گلزارِ عدم میں آدم
کبریا حق کے ہین از بسکہ جہاں میں سمور
نخنِ اقرب جو کہا حق نے بیان کیا کچھ
وہم دیا حق نے نفختِ کائناتِ آدم کو
چونکہ جو وقت کہ ہم خوابِ عدم شفا

شعلہ جواہ کا کھلا شہر طور
آکے ہستی میں غم و درد رنجور
جو کہ پیدا ہوا عالم میں سو مغر و ہوا
آپ کو بھول کے میں اس بہت و ہوا
جسے ہی پار ڈھگل جو ہریر نور ہوا
وہی موسیٰ تھا وہی نور وہی طور ہوا

غزل ورد

قتل عاشق کسی معشوق کے لئے دینے والا تھا
رات مجلسین پیر حسن کے شعلے کے حضور
نظر میرا ہی وہ کرتا تھا صحرایا لیکن
باوجودیکہ پرویاں نہ تھے آدم کو
پرویش غم کی تیری اڑے صدم کر دیا
معتب کج تو میخانہ میں پیر ہاتھوں
درد کے طے سے آیا رہا کیوں مانا

پرتیرس عہد کے آگے کو بہرہ ورنہا
 شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہا
 میں نے پوچھا تو کہابہرہ بہرہ کو نہا
 دمان پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدوس نہا
 کوئی بھی داغ تھا سینے پہ نہا
 دل تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چہرہ
 اسکو کچھ اور سودا دے منظر نہا

غزل اصح

پہلو سے میر جگہ جدا یا رہو گی
صحیح و مساحیال قید یا رہو گی
زلف معین کو تیرے دیکھ کر محض

بیت الحزن مجھے درو دیو یا سولیا
ہر زلف و رخ سے مجھ کو سرو کا ہر بو
سنبھل حین میں مشک بتا تار ہو گیا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

عشقِ تباہِ میں گم بلہ پاکے فیض سے
از بس مواتِ حشرت دیدار یارِ مین
پیا سا تھا توں سے لہو کا میر سراج
سو دے زلفِ یارِ مینِ وحشت ہوئی نصیب
آنکھوں نے غرقِ لہجہ حیرت کیا مجھے
ہو و گزرو جو کو چہ جانان سے اکھبا
کل جسکو جا کے دیکھا تھا ظالم کجائے
بوسہ لیا تھا اس لبِ میگوں کا رات کو
سینہ تو میرا ناوکِ مژگان سچھ گیا
بالائے بام آ کے جو جلوہ دکھا دیا
بے پردہ گیِ فردن ہوئی کل و قور
خاموش فنِ شعر مین تھا دونوں سے

جب سے اس بزم میں آیا ہی قدم حقیقہ
دبدم کو یہ لہیتا ہی لب جاناں کے
اسکی فرقا دہوانے لگتا ہی میر
اپنے تھوکنے دیا غیر کو حقہ بھر
کہا مسطور اس شوخ سے تہ نہ ہئی ہو

غز
الطی ہو گئیں سب تدبیر
دیکھ اس بیمار ی

[illegible]

غزل منصور

ملکا کفر خون دل میرا مشهور کیوں نہ تھا	نہ دیکھا نرگس نہ بیاروہ رنجور کیوں
خدا پیدا نہ کرتا جگ میں گزوات محمد کو	تو موسیٰ کیتنیں معراج وہ کوہ طو کیوں
لکھا تھا طوق لعنت کا اُپر دیکھا فرشتوں نے	اگر وہ جانستہ شیطان تو وہ مغرور کیوں
کیا دعویٰ انا الخی کا ہوا مگر عالم کا	اگر سولی پہ نہ چڑھتا تو وہ منصوب کیوں

غزل ش

دیکھنا جب مجھے کی شان پہ گالی دینا	کس سے تم سیکھے ہو ہر آن پہ گالی دینا
اختلاط آپ سے اور مجھ سے کہنا کا ایسا	واہ جی جان پہ بھان پہ گالی دینا
ابو ستاہی نہیں چاہو سو بیار کہہ لو	پر تعین ہو ویگا نقصان پہ گالی دینا
آخر تر ہو گا جوان پھر تو کسے بھاویگا	چندر در اور ہی همان پہ گالی دینا
دیکھے دیجئے ہی عین سعادت میری	عاشق تو نہ تھی حسان پہ گالی دینا
تیرے غصہ سے جو لٹا ہو خدا ناحق ہی	پر تجھے چاہتے نادان پہ گالی دینا

غزل مست

آج دلبر کو خواب میں دیکھا	نور حق کا حجاب میں دیکھا
خود فنا ہو کے ذات میں ملنا	یہ تماشا حباب میں دیکھا
آپ کو سوخت غیر کو لذت	یہ مزا اسم کباب میں دیکھا
بیمہ کسیر ملک کی کرنی	یہ تماشا کتاب میں دیکھا
ایک پیار میں مست ہو جا نا	یہ تماشا شراب میں دیکھا

غزل مصحفی

انکہ اسی لیکر اپنا مجھ پر خمار ڈالا	کافر کی اسل ڈالے بس مجھ کو ڈالا
شب آسمان سے تارا آنکھیں لگے لگا	نرگس کا جب گلے میں اس نے نہار ڈالا

کوئی نادان دین تلک کا دیوانہ می
دردندان سے گرفتار کوئی نادانی
پھوڑا تازی دہ کی دیکھ کر مینا پیار
تیرا دیوہ کوئی جان کو کر تازی تار
چشم غم کو کساغت کوئی ہی تار
تیرا گلگان کا شادی کوئی ہی تار
دیوان میں نشتر کی چشم کوئی تار
یاد کا کلین کی کوئی چشم کوئی تار
صفت بل خزان دہ کی کوئی تار
نہ زدن ہی کوئی دہ کی کوئی تار
کوئی باخاں پرستان اس کے شبنم
چاک کر تازی گیہان کوئی تار
تلک

بختن پاک گاہی جھکو و سیلہ نیشک
چار یاروں میرا کام برآو ہر دم
انکی یارین را جو کوئی منظور ہوا
پیر میر میں صحیح قطب و عالم و اللہ
انکی کے حلقے میں جا آیا وہی فر ہوا
رو ز محشر کا بچے خوف نہیں ہی احمد
حامی تیرے ہوں دہان جہاں جی کو رہو

غزل رضا

اداسے دیکھ کر آنکھیں چرانا
ہمیشہ غیر کے گھر آپ جانا
قیامت پر قیامت مسکراتا
یہی حسرت رہی دلمین میری جان
جلائے سے یہاں گاہی نہ آتا
ڈرا کر آہ سے ہم دل جلون کو
کبھی تو نے کہا مسرا نہ مانا
رو اکب بجلا ای شمع مخلص
کسی کا خوب نین ہرگز ستانا
نصیحت مان لے کھینچے کا تکلیف
مجھے پروانہ سا ہر شب جلا نا
رضا بہتر نین دل کا لگانا

غزل مسیر

جواس سور سے میر روتا رہیگا
میں وہ رو نیوالا جہاں چلا ہوں
تو ہم ایہ گاہیکو ستوتا رہیگا
مجھے کام اکثر ہی رو نیسے ناصح
جسے ابر ہر سال روتا رہیگا
برای کر یہ آنکھیں تیری کیا نہیں میں
کہا تنک جہاں کو ڈبوتا رہیگا
میر دینے وہ نالہ پیدا کیا ہے
جرس کے بھی وہ ہوش کوتا رہیگا
تو یوں گالیان غیر کو شوق سے دے
بہن کچھ کہیگا تو ہوتا رہیگا
برای میر ترگان سے پوچھ آنجنوں کو
تو کتب یہ موتی پروتا رہیگا

غزل منظر

عمر بھر اس پہ میں مرا ہی کیا
وہ سیجا بھی دم دیا ہی کیا

پھر نہ دلتے اگر موتی کی اندھنی ہو
نہیں کوئی من جو چھیا لوسا پو تو دہی جا
کبھی کو کھینچے یوں کے گذار نہ کی
دل کو مار قدم اس راہ میں را لکس
فون گلا ہوں سخت کا اشارہ لکس
جانے نہ سوزید یاد گوارا لکس
آنکھ لگا رہو و ترگان سے لکس
تین سے ملے گلا ماسک لکس
بیب میں کب تک اس لکس
تو ہی یا فلن دیوبند کی لکس
تیرے حلقہ ہاں ہی لکس

عاشقی کے سوا بھی ہمنے اور تھا وہ نا آشنا مزاج ولے گو ہلا یا بُرا شاعر اپنا کر گئے قیس و کوہ کن جو جو یک نیک اسکی زلف دور سے شب فرقت میں منظر ہر روز	جو کیا کام سو ہر اہی کب آخر ش ہمنے آشنای کب سنکے یار و نہ واہ واہ ہی کیا ہمنے بھی اس سے کچھ سوا ہی کیا بج دل پر میرے پڑا ہی کیا سرخ سناں آہ دل جلا ہی کیا
--	--

غزل لالہ

آتا ہی حوالہ گاہ سے پیارا اٹھا ہوا زلفوں کے بال بند سے لٹکا ہوئے متوالی آنکھیں بند سے کچھ ہلے ہوئے یکایت میں جو آخر شب ہو کے بیقرار دیکھوں تو سب قیاس پر ہیں ادھر دہر لب سے ہی لب ملا تو اٹھانے لگا و لے میں نے کہا کہ جانی پہ لالہ غلام	جھکتا ہوا ہمارے اور کس ہوا صنیل جبین پر رات کا کچھ مٹا ہوا چیلر بنتی سر کے پر لٹ پٹا ہوا چور و کی طرح خوف سی کا پٹا ہوا جانی کے منہ پر شال کا پردہ پڑا ہوا تسے میں آنکھیں کھل گئیں اور مٹی ہوا یک دوسرے گھپا کے لیا تو مہ کیا ہوا
--	---

غزل اصف

آہ جنبک میر ہلو میں وہ دلدار تھا رات کیا بات تھی تھلا تو مجھے اظلام کر کے وہ تیغ زنی مجھ پر ہوا چین چین کل جو دیکھا تیرے بستر پہ وہ بیمار پڑا اسکے جانی سے تجھے موت نہ آئی اصف	آہ بھریا بہ میرا خالی زاسرا رتھا اب اقرار بھی کرنا مجھے دکھ رتھا یعنے وہ قتل بھی کر گیا سزاوار تھا آج بستر ہی فقط اوڑھ بیمار تھا ایسی سوانی کا جینا تجھے دکھ رتھا
--	---

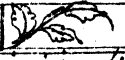
غزل شہامت

جن کو دعویٰ ہے ہم انکا بھی ہونا
حسن بناؤ کا حقیقت میں بلا تو تہا
بے کج لطافت پر کسے چشم کو وا
بے کج لطافت پر کسے چشم کو وا
حلقہ گیسو سے مجھ کو بے طبیعت کو وا
انچھٹو سے کسے کسے کسے کسے
جست نامی سے کسے کسے کسے کسے
جاکر کسے کسے کسے کسے کسے
بے کج لطافت پر کسے چشم کو وا
بے کج لطافت پر کسے چشم کو وا
بے کج لطافت پر کسے چشم کو وا
بے کج لطافت پر کسے چشم کو وا

غزل خامنه اندھی دل حضرت انسان کا بوم ہو جاتی ہمارے خانہ ویران کا صاف اڑتا ناوان سے کام اوسان کا فریب ہے اس گھر کے اندر اویسی مہمان کا احمد مختار خود ناظم ہی اس دیوان کا	غزل مزم ہی بیت الحرم کو زائد نادان کا حق سے جی خالی ہو دل تپتا آؤ نفسِ شوم حسب دنیا بیطر حکام ہی چار و نظر قال خالی کا خوان کوئی نہ کچھا بعدِ برگ تجھ کو توں کشتہ مات ایک صرع نو بہا
---	---

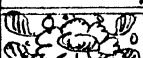


غزلِ حلیق



تھا ستار اکہ آسمان سے گرا
رات بلبس جو آشیان سے گرا
کوئی پتھر نہ آسمان سے گرا
پھول جو دست باغبان سے گرا
کھا کے ٹھوکر جو آستان سے گرا

اشک جو چشم خونِ شان سے گرا
اس پہ جل کے گل کباب ہوا
شیشہ دل تو چور ہو جاتا
میں نے آنکھوں سے لے لیا سکوہ
ہنس رہا یا رے جو راتِ خلق



غزلِ مید



اسی کے ہاتھ سے دار و مدار کا پہنچا
گلِ فسرہ کو خردہ بہار کا پہنچا
قدم جہانپہ میسرے گلغزار کا پہنچا
ہی قتلِ عام سے رنگین نگار کا پہنچا
خیال کیا تیرے چمن نگار کا پہنچا
ادھر بھی کچھ کے عالمِ خماری کا پہنچا
پیام جسکے بت گلغزار کا پہنچا

ہزار شکر کہ خطِ صبح یار کا پہنچا
دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہنچا
اگے یقین و دان سے ہزار لالہ و گل
تم اسکو رنگِ فنا خاص مت شمار کرو
ہمارے دیکھا اس مرغِ دگو ایسے یاد
جہان کو مت کیا یک نگاہ نے تیرے
امید اپنی طبیعت تو باغِ باغ ہوئی



غزلِ شاہِ خضرِ حلدِ شدہ



اقتسے کجیاد و پیرا دل ہو جاسا
صاف اسلام سے غیب طبع کا قیوم
فون نگاہوں پر کس شہزادہ دلخوا
ان غزلوں کی جگہ لیکھ لکھ لکھ
آپو سیکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
چو لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
ہر لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
نہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
جان بیاہی ہو تو ان کی سی لکھ
بہر موفی وہی لکھ لکھ لکھ
دیں مایان لکھ لکھ لکھ
جی پیر خضر ہو جاسا
نہ لکھ

لشتہ ہوں کے طرہ ضربہ مسموم کا گلشن ہو خلد کا کہ چین کا نعیم کا دولت سے عشق میرا ہر قطرہ سرنگ و کھل میں سوزش دل قیام ہم اگر آتی ہیں یاد ہجر کی ہم کو اذیتیں آنکھوں میں اپنے نور اسی ہی الظفر	خوش ہو ہی میری حال سے دین نیکیا کیا دل لگے ہی میری گلی کے مقیم کا تخمہ ہی میری جیب میں دُتر یتیم کا کانپٹھے شعلہ شوق سے ناچیم کا واعظ سے ذکر سننے صدا الیم کا یہم دمک سایہ محمد کے مسم کا
--	--

غزل قاسم	
----------	--

مجھے ہی انداز میر طرز سخن کا اس غزیت غور شید مارا مجھے ابس ملبوس کا پابند نہیں ہی کمی عاشق کند کو بھی دیکھا تو وہاں لگ نہیں سکتا ہی سوتی کے پھول پہ سادگی تیری کبھی ہو میں رقص تیری اس جادیتے پر	نالہ ہو سنا جسے کبھی مرغ چین کا جون خط شاعری ہی ہر ایک تار کفن کا مجھ کو کیا فکر ہی عربانی تن کا اللہ سے مطبوع تیرا رنگ میں کا کیا تھر ہی عالم تیرے ساختہ نیکیا قاسم کو دکھاتی ہیں سمان چاند کہن کا
---	--

غزل شہر	
---------	--

میٹھی نگاہ کی چاٹ پہ دل ہی لگا ہوا آنکھوں کی طرح داغ کھلے ہیں پہا ہزار قابل کو میرے قیل سے آیا نہ انفعال یاد آگیا جو شام کو اس سے کا خط سبز واشد ہوئی نہ ہو کو نسیم بہار سے شعر و سخن سے کیا خلیں جسے نفاق کے ٹھہرانہ کے قلم فانی میں آن بھر	ہی ان ریلی آنکھوں میں شریک لگا ہوا یکجا ہو تو دکھاؤں میں سینہ جلا ہوا کچھ خون کر کے اور بھی وہ بہہ ہوا سینے کا داغ از سر نو پھر ہوا ہوا جون غنیمت ساری عمر را دل کا ہوا مضمون ہی قیل سے اسکا لٹھا ہوا مثل جناب دتم میرا جی فنا ہوا
--	--

عشق کے اجازت سے جو ایک بابا ہی
 عشق کے نام سے لڑا ہے آتا ہی
 عشق بیون سدا کتا ہی عشاق کا
 عشق بیون سدا کتا ہی عشاق کا
 اس سنگدل اداسین عشاق کا
 ہو جو کجا محبت کو جو شوق دیدار
 چہرہ پاس کے نظارہ کے سدا کبار
 ملک المون کی شکل اسکو دکھنا ہی
 عشق کے عوض رکھنا ہی
 روزن کے عوض رکھنا ہی
 جان کی ہی ہی دم زانیے کتا ہی
 خانہ کی گت تباہی سے کتا ہی
 مدد سے کتا ہی
 ملک کے نظارے جی بابا ہی
 رکے

وہم اور اسکا منہ سے بولے کہ اے ایسے جوان میں تو کس قدر افسوس ہے کہ تیرا جسم نہایت کمزور ہے اور تیرا دل بہت کمزور ہے۔

[illegible]

سجین کا آنا	سجین کا جانا	سجین کا مڑھنا	سجین کا ہنسنا
سجین کا گلشن	پنٹ قیامت	غضب خدا کا	کلی کا گلشن
سجین کا لکھن	سجین کی لکھن	سجین کی زلفین	سجین کی باتین
سدا میں تہنی	سدا میں برچی	سدا میں خونی	سدا میں رجا
تیری کمر کو	تیری جن کو	تیری لبون کو	تیرے سخن کو
وہم نہ سمجھا	عدم ہو دیکھا	عقیق پیا یا	مین غب سمجھا
سخنور و مین	قلندر و مین	مدبر و مین	جنو تنون مین

بار منجی جس نے اٹھائے اور ہو اکیس چار سو اسی چھ سو اور سات سو بیس کو سوا اکیس چار سو

५५

[illegible]

الف سجادین بن ابی طالب علی هدی گرامش و جانشینان او را به بیعت نمودند و هر کسی که از این امر باخبر بود در آن کسب اجماع نمود

تم اپنے حکم سے ہرگز نہ باز آؤ گے | بجا نظر سے بھی جیسے سلامت کا

غزل علی

کہو بلبل کو لیجا و چین آشیان اپنا
اٹھا کر پہلی بلبل چین آشیان اپنا
ہوئی جب باغ سے سخت کہا رو رو یا
ارکھیا یوں چا، تو جی اور جان جا
یہاں جلتا ہی جی اس بلبل کی غرت یہ
جی جی سے بلبل لٹا کر خانان اپنا
نہ تو نے گل کہا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا
چہرے تری کسی کس سے زندگی کی
اگر اس طرح روی کہ سو ہو گئی بلبل
مگر دے تبار کھتا علی کو ہر سے پیار کو

غزل سودا

دیاں ہی ہمارا کیہ جو ہری کا
پھر جھٹ کر دیکھا جلو ہی ان کی
ای خضرک ہوں تیری محتاج رہبری کا
احوال کون سمجھے عاشق کی میری کا

غزل فیض

جائے گھر اسے عیاد پھر آیا الٹ
تن عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لگا
کیا نصیب تیرا بلبل شیدا الٹ
میرے یاروں وہ کرتے تھے غم الٹ

تم نے کافیت میں اپنا ہی
کہ یہ یاد نہ دینا ہمارا دکھ ہی
ابتدا عشق سمجھا کہ یوں بود و گیا
تنگان باتوں سے آگاہ تھیں غدا
نہ دے دیوں کا نظارہ یہ کھیلو غدا
بلبل کا تھا دل عاشق کی ہر غدا
شعری کہ باہر سے جھبیل آگاہ غدا
بلبل کا تھا دل عاشق کی ہر غدا
خداوندہ ہستی کی زلف کا لگا تھا غدا
مہر و قیاس کیوں غفل کا لگا تھا غدا
نہایت دماغ سے پریشان نہ غدا
دند

یار نے ابرو و مژگان مجھے صید کیا	اس کے تیر و کمان تھا مجھے معلوم تھا
بس جگت ڈھونڈھ پھر اپو کو نہ پایا ہرگز	و لکے گوشتیں مکان تھا مجھے معلوم تھا
روز داران جدائی کو خم ابرو دیا	ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم تھا
میرے سمجھا تھا کہ اس بار کو ہی ام و نشان	یار نے نام نشان تھا مجھے معلوم تھا
دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج	کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم تھا

غزل ہماکثر شاہ زادہ

گریا رہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا	مسموم شرابوں کے میخانہ ہوا تو کیا
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب کے نہیں	مگر کعبہ ہوا تو کیا تجھ نہ ہوا تو کیا
جب رد نہ ہو دلیں کیا عشق مراد ہو	کہنے کو بھلا کو کوئی دیوانہ ہوا تو کیا
اس عشق کی آتش سے جلتے ہیں عجب عشق	گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا
معشوق کے کانوں سے انکسرتن بچاؤ	یہاں تک میرا یار و دردم ہوا تو کیا
جہانگیر شاہ شہزادہ تھا عشق سے غافل	آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل تراشید

دوب کر دلیں میر تیر کا پیکان رہا	وہ کمان دار تیرا مجھ پہ اچھا رہا
زکری دستے پوچھا نہ کسی دشمن نے	مذہب شہزین اپنا ہی سامان رہا
ایجنوں ہاتھ سے تیر سے صد جاؤں	کوئی باقی نہ میرا تار گر زبان رہا
بستر خاک جہاں اور پیرن ہی عریانی	بے رفو برسوں میرا چاک گر یہاں رہا
آفرین ہی تیری بہت کو تراشید	عشق کا فر کیا آپ سلمان رہا

غزل سلسلے

ہی کون جھمکے ہو تیری جلوہ گری کا	کھڑا تو ہی علمان کا چہرہ پری کا
انحضرت عشق ہی نے بھی دل اپنا کونو کے	دیکھا نہ اثر کچھ بھی اس نے سحری کا

کوئی دیوانہ نہ بنائی کوئی یودانی ہی
دل نشانیوں فقط ذلت و سوا لانی
پیشہ مجلس جواں و لولہ عشق تھا
چند عہدین بڑا لولہ کیر پیش کیا
باغ عالمین ہوا غلی جانی غم ہوا
عیش و راحت گلستانین خالی ہوا
بش کی گل غم خاطر میرا گلستان لگا
بیدار دل فتنہ سب میں گلستان لگا
آخر نشوونما یہ میرا دل کا ہوا
کچھ دیا فتنہ اس عشق کا کیا ہوا
بخت بیدار لکھتے ہو دیا کھوسا
خوابین یا ناظرین فتنہ و فرما

دعویٰ نکر و لعن و نیراجی اپنے
ہرز و خاک اس کی گلی کا بھی سراگد م
ہوشِ عینۃ و اللہ میں اک عمر سے اپ
اس کا کل مشکین کا شوبہ تار سیلی

بہم فیضِ جا سب میر ہی غنچِ گلریکا
جس سے خزاں ہم ہی میر ہی گلذریکا
اس شوخ پر پوش کی کلاہ تری کا
تار اساجلکتا ہی ہو باغِ فزریکا

غزل سوز

عشق تھا کہ جس دِل گنتا ہی رہا
رات جب غصہ ہو میرے پاس اٹھ کر چلا
بوسہ دیا کا وعدہ کیا کہ رات و فا
کوئی تھی وہ جوانی کی گھڑی جو عمر بھر
جسکو محفل سے نکالا وہ بائید طلب
کیا قبول ہو زلفت کی غلش میں کہوں

خارسا سینے میں میر کو چھٹکتا ہے
 مین بخور اس کا دمن و جھکتا ہے
 کان کے موتی تلک ترے لکھتا ہے
 آرزوئے صل میں پر دل چھٹکتا ہے
 ہر قدم پر راہ چلنے میں چھٹکتا ہے
 خارسا سینے میں میر کو چھٹکتا ہے

غزل حید کا

وہ چاند سا مکھڑا نام خدا وہ رنگ سبھراصل علی
وہ گول بدن سانچے میں ڈھلا وہ بیگا سبھراصل علی
وہ گنگر والے بال سیاہ وہ زلفیں اسکی سین گر ہ
وہ سحر مجسم چشم نگہ وہ دیدہ جوڑا اصل علی
تمی ہونٹوں پہ یون سکی کی دھڑکی وہ جسی مین میں شام پری
تھے دانت کہ چون ہوتی کی لڑی ہر اس کا چمکتا اصل علی
وہ ابھری ابھری سخت کچین جو دیکھے ان کو ماتحت ملے
وہ بیٹھے حورین رشک کرین وہ ناف کا نقت اصل علی
گوہرین ہو جاو زبان تو بھی ہو مجھے اس کا سیاہ

گل کھلتے ہوئے باد عری کو دکھایا
 روشن باغ ایک تازہ بہری کو دکھایا
 استغنین تیشہ و سافو لے ڈور کی کھڑ
 اچھ بڑا وہ کچی جام کے ہر معمور
 زمین کے پاؤں سے بے باغیچہ کو چھوڑ
 روکھڑے لگان میں شبنم کو چھوڑ
 دور کر کے اسے گلے پہ لٹایا مجھ کو
 واقعہ گل کی لذت کا دکھایا مجھ کو
 زلف و گل کی کھول کدل بوش کو
 بڑا غماز بھی کھول کدل کو بیدار
 طالع خیر نے جو کر دیا محکم کو بیدار
 گلشن نظر آ رہا وہ صحت و بیدار
 نہ وہ گلشن کہ جسے لگان میں بادل
 باقیل کے پہ پہ لگان میں بادل

غزل	غزل	غزل
یہ ہر تھا اور بھی تیری چوخت نام روح اپنے کھٹے رہتی ہی گھٹ نام اس زلف غنیرین کی ہر ایک لٹ نام آنسو کیا جو میں غٹ غٹ نام لخت جگر بہا گئے کٹ کٹ نام چھائیوں سے کہتا ہوں نام	دربان و ان تو بند کئے ہیں نام خانہ خراب جسے ہی تو نہیں کد نام چھاتی پریشانی رسیدی رہی مغل میں ڈر کے قبط سے ساقی کے زور قطرے پلے ریزہ الماس آہ لگ گئے بھی دیانہ محض غم وصل میں	سید شمشاد کی جانب کو یامین الہار چم خمر سے لگا دیسے غم تو تیری گویا دل کو جنت ہوئی یہاں کہہ کیا ہی جو باغ ہی باقیات برتے تیار دوزخ و دوزخ کا انداز جو یامین الہار نابالان گلستانے زلفی غم سے لگا دیں تھادہ بانوں کی غم سے لگا دیں غار کا ملک ارادہ یامین الہار نہیں پہنچ سکے گا یامین الہار یامین الہار دوزخ کا ملک یامین الہار رخ دین کے تصویرین یا گل چوں عین گل
غزل ہرج	غزل ہرج	غزل ہرج
ہی ہو فار سے ہر ایک جا جا گا لاتا ہی دسک بتہ تیرے کن سدا گا کر تا ہی غم سے چاک لگی قبا گا تجھ کو آگے جمن میں ہو خود نما گا داغوں سے غم کے کاش دلمین کھا گا ہی دلمین غم کے نیت دعا گا زمرہ ہو جمن سے ہو ہی دعا گا	تجھ کو دیکھ کر ہی سو ہوا گا ہر باغبان جمن سے گلہ متہ باندہ کر لبیں ہی بسکہ شیفہ حُسن گلر خان کیوں پایا ل آفت باد خزان نہ ہو شری سے آب تنگی کی اور باد آہ کی یو وصل گلزار مجھے آرزو مہین سن رنگ دیوے شعر میرا رنگ سے سرا	یا الہی مظهر ہون کا ہی میرا آفتاب ہی بجا گرد رس پاؤں عشق کے ستار غم کے میدان میں جسے ہوا ثابت قدم بیجا ہی سے ہمارے ساتھ ہو میں بات کر زلف تیری نگنی کالی ہی میر چکا حال
غزل ہرج	غزل ہرج	غزل ہرج
کون دن ہو گا کہ حسد پیوستے جا چکا ہی کتابی چہرہ جانان گلستا کی کتاب دل نہیں جسے پایا شرفہ خان کی کتاب جہر بانی کرسم شکر تو ایجا لجناب ہر کے زہر سے جھوٹے ہی کتاب	کون دن ہو گا کہ حسد پیوستے جا چکا ہی کتابی چہرہ جانان گلستا کی کتاب دل نہیں جسے پایا شرفہ خان کی کتاب جہر بانی کرسم شکر تو ایجا لجناب ہر کے زہر سے جھوٹے ہی کتاب	کون دن ہو گا کہ حسد پیوستے جا چکا ہی کتابی چہرہ جانان گلستا کی کتاب دل نہیں جسے پایا شرفہ خان کی کتاب جہر بانی کرسم شکر تو ایجا لجناب ہر کے زہر سے جھوٹے ہی کتاب

خوشنما ہی ناک میں تیرے عجائبہ ہوائی ایسے جتنا ہوں تجھ غم کی لگن سے سرج	حلقہ در گوشت اور منجھالت سے ہو کر تیرے تجربہ برہ میں غم ہی آتش تن انگلیں کھلی
یا الہی کو نظر آوے میرا محبوب خوب بلبل گلشن غزلوان ہی فراق گل سستی از غم گر چلے سر بر مثال ذکر یا آزما یا ہوں کہ درد سے فکر و غم بوی دل کے سپار کیوں سیکل کر کے مین سیکل زنجیر خوشنما ہی تجھ کو مین کے آس پاس ایرٹ مصری بک دیگا میرا بل سیرج	ہوش کے شکر کو گر کر کے مخلو خوب گر ملین آپس میں دو نو طالب و مطو خوب یار کے جور و جفا پر صبر جون او خوب سب سے بے پروا ہوا ہی عالم مجد خوب جدول زخم جفا سے ہی ہے اسلو خوب جو نہ کہ پانی کے کنارے پر گئے دی خوب از سر نو ہو کہ نور دیدہ یعقوب خوب
اس عجب رو کے آگے اگر آئے آفتاب گر وقت شام اس میں تابا کو دیکھنے اس شمع کے رو بروکتا بلا سکے کب سے رخ رو ہو رو و اس رخ زنگ اس میں جبین کے جلوہ پر نور کو اگر فاضل تو اس کی آتش جگر نہیں جل کجا	مجلت سے پھر زین میں سما جا آفتاب تا صبح بیچ و تاب پڑا کھائے آفتاب سو موٹے صحن کے اگر آئے آفتاب رنگ شفق ہزار بنا لائے آفتاب ذره بھی دیکھ لیوے تو گھر آفتاب ڈر تا ہوں اسطر سے نہ جل جائے آفتاب
یار و مت دور و پھر تو میرے غم پر دم کو مین سدا ہوں تیرا لکھ کر بہر ہو میرے طرف سے جگہ اس یرحم کو	لگ ہی ہی آگ دلیں جو رہا ہوں کجا گر ملتا ہی ہے کو تو بلا لاؤ شتاب اب تو کچھ باقی نہیں ہی جانیں کجا

خوشنما ہی ناک میں تیرے عجائبہ ہوائی
ایسے جتنا ہوں تجھ غم کی لگن سے سرج
حلقہ در گوشت اور منجھالت سے ہو کر تیرے
تجربہ برہ میں غم ہی آتش تن انگلیں کھلی
یا الہی کو نظر آوے میرا محبوب خوب
بلبل گلشن غزلوان ہی فراق گل سستی
از غم گر چلے سر بر مثال ذکر یا
آزما یا ہوں کہ درد سے فکر و غم بوی
دل کے سپار کیوں سیکل کر کے مین سیکل
زنجیر خوشنما ہی تجھ کو مین کے آس پاس
ایرٹ مصری بک دیگا میرا بل سیرج
مجلت سے پھر زین میں سما جا آفتاب
تا صبح بیچ و تاب پڑا کھائے آفتاب
سو موٹے صحن کے اگر آئے آفتاب
رنگ شفق ہزار بنا لائے آفتاب
ذره بھی دیکھ لیوے تو گھر آفتاب
ڈر تا ہوں اسطر سے نہ جل جائے آفتاب
یار و مت دور و پھر تو میرے غم پر
دم کو مین سدا ہوں تیرا لکھ کر
بہر ہو میرے طرف سے جگہ اس یرحم کو
لگ ہی ہی آگ دلیں جو رہا ہوں کجا
گر ملتا ہی ہے کو تو بلا لاؤ شتاب
اب تو کچھ باقی نہیں ہی جانیں کجا

جان بلب ہون میری آئینا اب انتظار
 ام نکھیں تو پھر گئیں تجھے سنگدل کے دھانین
 جھکو آنا ہی تو جلدی اگر مجھ جاوون
 اس گند و سوز خرابی تو جاتا ہی کون
 اور سب کاموں کا اسکا کارناہیگا

غزل سراج

ای سخن تجھ پرہیز ہون میناب
 دل کو تجھ غم میں بہت داری ہی
 آتش غم سے دل ہوا ہی کباب
 تاب دیدار نہ رہا مجھ کو
 گر می غم سے ہوش جاتا ہی
 ماہ نو گرچہ ہی ہلالی وقت
 غم کی فہرست سے لکھا ہی عباب
 آتش غم سے دل ہوا ہی کباب
 جون ہی آتش بے مضرب ماب
 تاب دکھالیا ہی مجھ سے تاب
 اپنے مکھڑے عرف سے ڈال گلاب
 بیت ابرو کا نے دیا ہی جواب
 فرد دہن پہ سب آنسو نکا حباب

غزل سودا

گرچہ ہون زیر فلک ناہیکیر نصیب
 جنتک اس کو ہی تیری زلف گدہ گیرے کام
 کس قدر ہمہ دل دیوانہ ہی زخمیر نصیب
 ظاہر ادرین یہ گھر نہیں تعمیر نصیب
 بیکہ مجھ کو ہی دیکھا ہی تغیر نصیب
 تیغ قسمت میں کیسے ہی کوئی نصیب
 حق تعالیٰ کرے سطر حے کیر نصیب
 گرچہ ہون زیر فلک ناہیکیر نصیب
 جنتک اس کو ہی تیری زلف گدہ گیرے کام
 ٹوٹے ڈکونہ بناتے میں سیکو دیکھا
 جرم کو غیر کرے تو بھی محتاب ہونین
 کوئی نو کشتہ ابرو ہی کوئی خزا کا
 کیا خاک در شاہ نجف ہی سودا

غزل لٹ

پھر آوا کھ میں اس زلف غبرن کا سانپ
 کجوس جی یہ کہ کسی تھی جے دھوپین
 کہ موج انک ہوا اپنے آستین کا سانپ
 جگر کو کاٹ گیا خون یا سب کا سانپ
 نہ ایا ہو گیا صحرائے ملک میں کا سانپ
 لٹ اسکے بالوں کی غبرن کج جی دیکھ

نہ کلان پر دنیا کوئی دلوئے نظر
 جوشش اشک سے خوارہ بنادید نظر
 تنہا مچو ہوا چشمہ خستہ بکسر
 داغ دل دہوینکو لہر سپید دیر بکسر
 وہاں ملی کسی کس نہی کا نظاں
 شمع ملک باؤن شمع کا نظاں
 خال دیا ہوا لوگوں سے کنی لیا
 آکھو کچھ میں نظارہ کنان پیا
 غنچہ دل جو کسی جانہ شمع پیا
 گلہ فر تو نہیں کس کو بھی پیا
 غلش شمس سے وہاں بھی خزان
 کوئی گل اسکے گلہ کا نہر مار پیا

شہیدِ خجرا الفت ہوا ہوں	سلامت ہے سلامت ہے سلامت
نہ کر ناجی کو قربان کچھ قدم پر	ندامت ہے ندامت ہے ندامت
جماعت میں پر پیویوں کے تھک کو	امامت ہے امامت ہے امامت
سراج اب عشق کے دین کا صیقل	علامت ہے علامت ہے علامت

غزل مسیر

وصل دلبر نہ ٹک ہوا قسمت	مر چلے ہجر میں بھی یا قسمت
ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی	ہمنے دیکھی بہت اڑا قسمت
شیخ خست مجھے تجھے دیدار	وہاں بھی ہر ایک کی جہ قسمت
بھول چن اٹھوں سے بھونکو دے	زخم تیغ ان سے اپنی تھا قسمت
کیا نزل میں مانہ لوگوں کو	تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

غزل مسافر

ہائے کس سے کہوں میں دل کلمات	روئے روئے گئی ہی ساری رات
پر نہ آیا تجھے رحم ہر چہند	سنکے احوال کو میرے یہاں
تجھ سے گالی و جھڑکیاں کھائے	الغرض لے گیا بسراوقات
کیا بھلا ہو گیا تیرے دل کو	چھوڑ دی ہے تو نے راز و مخات
نہ کبھی خط نہ گاہ پیغامے	کب تلک اس طرح ہمار سات
اب تو آنجہ طرف ارے قافل	جان جاتی ہی وقت ہی سہ کرات
ہر دو عالم سے کچھ نہیں مطلب	بس اس قدر ایک تیری ذات

غزل ہودا

نگاہِ مٹلر بردیا رسم اللہ کی صورت	قدِ رعنا سراپا ہی الف اللہ کی صورت
زلفِ لیل ترخ و انجیر کس شہد کوثر	نمایاں ہی رہو اد خط کلام اللہ کی صورت

ہوا لب پہ کچھ جھٹکے جا کر بیاد آیا
 پا کھانڈ لگا لنگو و دان دل لایا
 جھگڑا بارہ کشتوں کو کچھ کین کین پیا
 آکھیں نہ پیر کین و دان پینچیا
 می دیدار کین کین کین کین کین کین
 آمد و رفت کہاں شہر میں پیر کین
 ایک کین کین کین کین کین کین کین
 در مدد کین کین کین کین کین کین
 جو نہ تھیں کین کین کین کین کین کین
 جب دھن کین کین کین کین کین کین
 غارت سے مندر جو نہ کین کین کین کین
 جو نہ کین کین کین کین کین کین کین
 ہانگی

لیکن کی استین سے کافی ہیسیخ تو
رکھنا ہی اندر دیدہ پر دم عبت عبت
ای شاکشیم یار کا شہرہ کر نہ رکھ
بدنامی میرے شور و ستم پر عبت عبت
نقش گلی کا اسکے تمنہا ہی لپقش
تہمت ہی حریف باغ ارم پر عبت عبت

غزل سودا

جسکے خط اترے تو اس دل کا ناہی عبت
سیر کر وقت خزان گلشن میں جا عبت
ابر میں آیا رہ سکتا ہی کتنا آفتاب
چہرہ کو مجھے نکال اندر چھپانا عبت
پوچھنے کیا ہو کہ شب کس طرح گزری مجھ بے غیر
گذری ہو گزری جو کچھ کافیا عبت
ناصحا داغ جگر خون شمع پہنچا تا قدم
جل جلاک جاب تب آتش اکبر پہنچا عبت
غیرت لید انہیں ہی مقتضے سبنا کو
جیکو دور میں پھر کو نہ دکھانا عبت

غزل سوز

کئی صحبت سے اپنے شوخو تاثیر کیا باعث
طلعا اس مس کو کر کئی نہیں کیر کیا باعث
خبر اپنے دیوانیکی جلدی جا کے زندہ نہیں
نہیں آتی صد کے نالہ زنجیر کیا باعث
شک و ریخت ہر گھر کی جہان میں تو تیرا باب
سار خانہ دلی کی کمی تعمیر کیا باعث
بہا تائی ہی ہر دم سوز کے دل سے تو غم غلام
نہیں کرنے ہو دیوانیکی کچھ نہ کر کیا باعث

غزل شجاعت علی

نہیں تھکا کوئی ہی ہستان آج
غلام آسا ترے پیر و جوان آج
بہت قد سروہی چرخم زر گس
ختم لبس کر گیا ہی باغیان آج
بہار بوستان گلروہی بر میں
نخل جل جاپان سے اینخران آج
مصو کو کھنچ لے تصویر اس کی
کہ مکتا حسن میں ہا دیوان آج
میری طوطی طبع باشندہ ہستان
ذرا جا تو لب شکر فغان آج

دل تیرا دوسرا لکھ دیتا ہوں
کس نے لکھا دین لبی کا کلام مہر آیا
استان یار کا لکھ لکھ خالی آیا
گوین اس شبنم کی سیاست خرمین دیا
حسن کا چاروں طرف جلوہ گری کو پایا
تیرے دھجی میں اس رنگ کی پو پایا
دیکھ کر غم کو باندھ دے وہ گدا گدا
آدمی جان سب کچھ کھینچ کر لے کر
سرو کو ہوا اس کے ہر کی کو سے لے کر
ایسا بیدار نہ دین ہو گا زہن ہار
ابو ذری سے شہید میں قدر تیری
غیر کمین کوئی اس طرح قدم نہ تری

وہیں بولتا رہا ہو چین چین ہو
شجاعت کیا چلے اس جا دلیری

غزل سوز

آیا این جو سیرچین کو ده یاراج
 بھر و شکب دین و دل اب مجھے چھٹ گیا
 ممکن نہیں کہ تمام میں ہو دون تا ابد
 ساتی ۲۱ نے اتھ دیا جام بھر کر

نظر و نین لکھی ہی گل گل نثار آج
 خبر غم نہیں ہی مجھ کو تیرا غم آج
 گلشن میں جو زردی کھون وہ صبح بہا ج
 اس زندگی کی کیف کا ٹوٹا خمار آج

...

ہا تھا وہ اس کے آپت عیا کا مزاج
فضل خدا سے خیر بہر حال شکر ہی
حضرت سلامت آپ سے میں بولتا نہیں
کس طرح دخل پا گیا کیجئے کیا نہیں
چھپ چھپ کے کہ نظارہ خبردار اس طرف
آنکھیں ملے کہ انتا تو اسکو نہ دیکھو

غزل ہراج

اپنا جمال مجھ کو دکھا کر رسول آج
 اسی مہربان طبیب شہابی علاج کر
 مرہم تیرے وصال کا لازم ہے لیکن
 پیو باج بزم طبل نالان خراب ہے
 سیکر سوئے عذاب قیامت سے اسیر
 عاجز کی التماس کو کرنا قبول آج
 تیرے در سے ہی میں قبول آج
 دلیمن لگی ہے ہجر کے چھپکی ہول آج
 مہر جہاں رہی صحن گلستانین بھول آج
 دین محمدی کو کیا ہوں قبول آج

غزل سراج

غصہ حب اس شمع اجاد کا کچھ دھو
 ٹپکے پائیں تباہ ہوئے ہیں یہ کہہ
 دلی مینا کیسے پیار مجھے پامال کیا
 تجھ کو جان کا شوق ہوں ذرا سوچا
 یاد آئے مجھے دل میں نہ روائی ہی
 کشتن میں بیان کچھ کیسے کو پایا
 غم راضی صابو بہت پہ کو پایا
 سب جابا بہ سخن میں یہ زبان پر لایا
 تنے مجھ کو کسی دھڑکے میں سدا پیا
 دین تیا کو فراق میں سن سدا تیا
 واہ جی الیسا غافل بھی کوئی تیا
 تیرے نہ جاناکہ کوئی غمراہی
 مسکرا کر

جب سے پایا ہونین سخن کا گنج
عشق بازی میں ہیں ہی اور لباط
زلف تیری نے ای پری سپیکر
مارہ کو کیا ہون میں تسخیر
ای سراج آنکھوں کے پانی سے
لب ہوئے زیر چشم کے کا رخ

ردیف غزل ترقی

عجب لذت تھار افن تیرے تر و تہ
کون جو دیکھی کل مخون بنے تصویر
خون کے قطر و کمال تو میرے کو نہیں
بلبلو مکو مبارک ہو یہ گلگشت چمن
اگے دل تو تھا بیکل اس کا میرا آہ
گر مرقع میں بھی ہوا اس سیما کی شہید
و خماری انکڑیاں بھرے ہو باونین
فاصلہ کیا خط لکھوین اکو فطر شوق سے
گفتگو اس بار کی کیا بات ہی کیا گات
اور تو صوت ترقی کوئی بخشش کی نہیں

جس کا چہرہ چاہو رہا ہی سار
اکہیت تھان تھی لکھون بخیر و فکیر
لا لہ گل کا کیجو ذکر دلگیر و فکیر
لعل کے کرٹے جلتے ہیں جلاخیز و فکیر
آئینہ کیا فرق کیا ہوئے تاثیر و فکیر
جان بڑھا دو مصویرا تصور و فکیر
جس طرح دست جلاط ہوین ریختر و فکیر
فوت ہو جاتا ہی طلب محسوس و فکیر
ساری محفل کو لگا لیتا ہی تقریر و فکیر
ٹان مگر باعث ہو یہ قصیر قصیر و فکیر

غزل نودا

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ
باقی ہی جو نہ میرے عصا نین کی آہ
جس نے نہ دیکھی ہو شوق صبح کی بہار
وہ خار سوخ رو نہین اہل جنوں کے پا

جون غنی سوز زبان ہی اسکے چین
باقی ہی جو نہ میرے فخر و چین
اگر تیرے شہید کو دیکھتے کوئی چین
پا بوس کو میرے جو نہ پہنچا ہون چین

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ
باقی ہی جو نہ میرے عصا نین کی آہ
جس نے نہ دیکھی ہو شوق صبح کی بہار
وہ خار سوخ رو نہین اہل جنوں کے پا

کل حضرت ہمارے سب صفت میں زور
ہش کہ میں دیکھے تعلیم ہی بقرار
بعد از شباب ہونے ہی انگھان نہ بادہ
سو این اپنے پار چا کہ کچھ کہوں

رویا ہر ایک گل کے گلے لکھیں کہ
آرام دل جلوں کو نہیں عس و طغ کی
ہوتی ہے روزِ کیف شرابِ کبر کی
ایسی کی ایک نگہ کہ رہی من کی مشکِ بچ

غزل مسر

عشق میں ایک طیبہ ان ملک سوچ
بے تامل ادا کرے کہین مست کر
سری مت جہاں سے جا غافل
پھیل اتنا پڑا ہی کیوں یہاں تو
ہو نہ اپنا ملانہ سمجھے بن
گل و رنگ بہار پر دے میں
فائدہ نہر تھکے کا شیب میں میر

پائے جان دیا ہی یہاں ٹک سوج
 قتل میں میرے مہربان ٹک سوج
 پالون تیرا پر ہے جہاں ٹک سوج
 یار اگلے گئے کہ ٹک سوج
 یعنی جب کھولے تو زبان ٹک سوج
 ہر عیان میں ہی وہ نہاں ٹک سوج
 پیری سے آگے ایوان ٹک سوج

دلف ہے

غزل تابان

ابرو تیری نے مجھ پہ کیا واربطیرج
ممکن نہیں کہ عشق کے تھوہنسے جی پئے
عالم تھارے پھمن آو بگا آج جان
پکڑی کوچ استے پئے گائرا آج
کیا جانے کہ آج کس عاشق کی کچلی
ممکن نہیں قفس کے گل تک پہنچ سکے
خوارت خدا کرے تہرے ملک حاکم

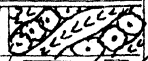
دلمین میرے لگی ہتی ہتھوڑا بیٹھ
 پیدا ہوا ہی ٹھک کہ بہار بیٹھ
 تھنے سجا ہی چیرہ بلدار بیٹھ
 زامہ کی فکر میں ہی وہ میخوار بیٹھ
 کیفی ہوا ہی اب تو میرا یار بیٹھ
 بلبل سوئی ہی اب کے گرفتار بیٹھ
 ہی فوج خط کے گرد نمودار بیٹھ

گدگدائی سے کیا اپنے سرسراٹکا
 ایک مٹی بات نہی تھی نہ بیخ نہ ہند
 دیر تک دو بدل ہی میں رہا بونہار
 دل سے مل گیا نفقہ پہ جو ہوش ہوا
 نہ رہا سفر لذت سے جو بیخ ہوا
 نہ رہا سفر لذت سے جو بیخ ہوا
 کوئلہ راخوہ وہ دم کے جو قاب کیا
 نہ مکان یا کی نہ صحبت کے جو قاب کیا
 اپنے گھریا نکا طوطا اس غرض گھریا
 چل کر کہ نہی کو گھریا تھا
 لاکھ اجاب کی صحبت میں ہے بچھا
 کہ دھڑکے خدا صوفی پر دامن ہوا
 شمع خواسے روشن میں اکاں ہوا
 غفل

تا بان بتا کر بار کو کو بکر مناسے | اب کے ہوا ہی مجھے وہ بزار صبح

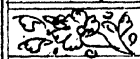


غزل ناسخ

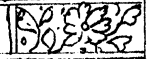


ہی شوق سی مجھ پہ اشار صبح
ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح
کیون شبِ فرقت ہے بزار صبح
ہی ہماری جان کو خو خوار صبح
شام سے کریشتر تیار صبح
زلفِ جانان شام ہی حار صبح
ہی وصال یار میں گلزار صبح
ہجر کی شب مجھے ہے بزار صبح
دیکھ پائے ہی پر پر خسار صبح
کار چو بی مہر کی دستار صبح
نور سے ہیں سایہ دیوار صبح
دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح
ہو چکی ہوگی ہزاروں بار صبح
شام کو کرتا ہی نو یار صبح
ہو بہ شام کا کل دلدار صبح

کیون دکھائی اسی فلک نے یار صبح
یہاں کسی غور شید کو یاد میں
زلف کو خرب سے ہوتا ہی بطل
کھینچ کر فرقت میں تیغ آفتاب
وصل کا سامان ہی آج ایفلک
حس کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ
سینہ پر داغ چاک پر بہن
وصل میں تھا صبح سے بزار میں
قہر ہو کر شملہ پر ز رستہ را
چاک کرتی ہی گریبان دیکھ کر
شام کیا ہو تیرے گھر میں بار بار
وصل میں حاضر تو غائب ہجر میں
ہی یہاں کہو شبِ فرقت میں ہو
وصل کی شب کب ہوئی ہو نصیب
ہی دعا اسی خالق لیل و نہار



غزل سراج



کیون ہو شرم سے پشیمان صبح
اشکِ شہم سنی ہی خندان صبح
پیر ہن چاک اگر بسان صبح

مہبہ سے تیرے ہوئی ہی تابان صبح
میرے کوئے یاد نہستا ہی
ہی تیرے حسن کی محبتی دیکھ

معلیٰ آئینہ کی سنسلا گیسب بیا
بامِ برف ن گلف کا چھایا بیا
کے کیش کسکول چادر فکڑ
چاندنی فرنی چمکی تو ہوئی دہر بیا
دایان بھول کسار دنی سوسر
کشتیان شش و ساعی کی بار بار
بیرسپا ہوں اس کے لاکہ دیا
وہ راسخل جو اس خوشگد کو بھایا
عینِ وعشرت کا جو سامان مہیا بیا
بیقراری سے یہ مطلع میں زبان نکلا
عاشق تازہ ہون اور وصل کی ہنسی
شرم سے کہیں سکتا ہوں کہ چھو بیا
جس کا

بکہ مقبول ہے دعا سحر
ای سراج آفتاب روایا
ہی مجھ آکھوں میں نور یا صبح
ہی میرے گھر میں آج مہمان صبح

ردیف غزل نوہ

لب تیرا مثل غنچہ تیری شوخ
سیکھ لے تجھے شوخیان کوئی
افتندہ چشم پر غضب ہی شوخ
تجھ عالم میں کوئی کب ہی شوخ
ہو وفا تجھے ہی پہرہ بولعجبین
نام ہو کیون نہ دلر با سیرا
دل ہی کی تو تجھے طلب ہی شوخ
اکل کے وعدہ کی آج شب ہی شوخ
نور کھیل سے ماہ کامل میں
اتنی بے مہری کسب ہی شوخ

غزل نوہ

کایون ہم تیرے نہیں ایامہ تلخ
سب شہین کی حشر میں ہوا ہوں طلیب
کیون تجھے گئی ہی تو انصاف میرا تلخ
زندگانی کیون ہوئی مجھ پر مہلک تلخ
شکر ہے اس کا زبان کی مسکندت چٹ گئی
نہر بھی مٹا ہی اس کا تھکا جو جھکود
نہو دل دینے کا تو بوجھ کر مجھے علاج
ہی محبت کا مہرہ میٹھا ولے براہ تلخ

غزل حقین

میرے پہر چاک گر بیاں ہی دو گستاخ
کہے ہی آئینہ مطر خنکہ چینی سن
نہ میرے زخم سے حرم کی آرزو گستاخ
نہ کرو اسکو اب اتنا بھی دیر دو گستاخ
تیرا دبا گیا ہوں خون کھلا ہوا
میں اس دیر سے پتیا ہوں غل اپنا
کہ جو شراب کے پینے میں ہی ہو گستاخ
کہ اتنے حبیب کو یا تھا کھو گستاخ

جب لگانے سے لگا نہیں لگتا
چینچ م سے سب اڑنے کے نہیں
چند خطوں میں لگانے سے سب اڑنے کے نہیں
نہ سب سے وہ بیوی جو واجب جمل
دست نہاں لکھتے ہیں بڑھاپا میں
کھات سے ادا نہیں ہو رہی کو دیا
راؤ تو وہ بہت ادا ہے میں
کسی یاد وہ بہت ادا ہے میں
میں کیا جاکے گا میں سے جو شہین کا جگا
ساز و صلح نہ ہے میرے لیے
جان کہ میں ہی دیکھ رہی ہوں
نہ میرے صدمہ میں ہی لکھ رہی ہوں

ہیں ہی محمد ستی ہرگز و نند و گستاخ	ہزار شکر تین ہیں اگرچہ ہوں شیدر
اردلیف دال	عسزل سراج
تجہ نام پر فدا ہوں قربان یا محمدؐ اپنے کرم سے کرنا آسان یا محمدؐ نازاری ہی تجہ صفت میں قربان یا محمدؐ مجلس میں اپنے کرنا جہان یا محمدؐ ہی جسم دو جہان کا تو جان یا محمدؐ ہی اسم ذات تیرا جہان یا محمدؐ رکھ آخرت کو ثابت ایمان یا محمدؐ	نبردہ ہوں دل سے تیرا قربان یا محمدؐ آلودگی سے تن کے ہی مجھ پر سخت نکل سپارہ جگر میں آیت ہی بادیری امید ہی تیرے محشر کے دن شفاعت تجہ ذات کی شان میں لو لاک جتنے بولا تجھ کو کہیں یا محمدؐ محمود بھی کہیں رکھتا ہی اسن بردم تجھے سراج باد
غزل	غزل
روز شب پر تھا ہوں سپر قسار ہوا رات دن مجھ کو طغیہ ہی سوا اللہ دو جہان تیرا دم یوں لکھ کر کتابی سند اول دم دویم کین سیم کہ کفوا احد	یا آہی کہ طے گا وہ جوان سرو قد ور د جان اپنا مجھ تھا ہوں تجھے ایچکدن لم یلک کوئی نہیں دنیا میں لیکن ہی خدا ذات ہی اسکی بقا جگہ فنا فی اللہ ہی
غزل سودا	غزل سودا
صاحب ز کے ہی اکو نظر سے پیوند مین کیا ہوں بہر بہت خون جگر سے پیوند کسی عاشق کے ہوا دیدہ تیرے پیوند شدیشہ ٹوٹے کو کین ہم بھی بہت سے پیوند دو کو لگے نہیں درد جگر سے پیوند	افک کو کہی فنا سا گہر سے پیوند دل کو میرے ز جدا لے کر اپنے ظالم دہن باز بخت تابی جو اتنا شاہد کوئی ایسا جن سے ست ہوا ساز میں کھینچا کیوں ہی باعث ناز طیب اکرو

یہ سب کچھ ملا دے جان سے ہوں
تنگ یا میری آغوش میں وہ چھین
غش چاہتا ہی ہوتا ہی میری لک
حال غرا کا ترانہ سبھی یاسین
غزلوں میں ہر کلام کو نکالیں
دل جو صاحب دہن مال ہر شاہ
غزلوں میں ہر کلام کو نکالیں
میری آغوش میں وہ چھین
پیش نظر ہوں وہ ہر دم ہر دم
غزلوں میں ہر کلام کو نکالیں
دوہین

ہو گیا سکتا مجھے بھی تصویر بنے
 گرد و خورشید یہ کھینچی بھی بنے
 فہم کیا ہے میرا دم تغیر بنے
 ہوئی شاید میری تقدیر سے تجر بنے
 کروں کس طرح سے یار و خطا تقدیر بنے
 کو چہ گرد سے ہوئی باؤکی زنجیر بنے
 ج طرح ہوتا ہی کا فو دم بکیر بنے
 رنگ میرا ہوا باعث تصویر بنے
 رنگی ہوتا نہیں ہرگز کسی تدبیر بنے
 پیدا کی آہ نے شاید میری تاثیر بنے
 دکھو غاشاک کے مین ناگہ بکیر بنے

کاکل مار کی دیکھی جو نہیں تویر عید
دو نو رخسار و نہ پہ عکس نہیں عوینکا
کاکا لہنگہ کرتے ہیں شرم کا یہی رسم ہا
سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے
لاکھ تیر کی کچھ بس نہیں چلت میرا
کوٹے رجانا کا تجس کیا میں نے یہاں تک
سنگلاؤ اذیری ہوتا ہی بخود ایسا
بوسے لیتے تو لیا پھر جو نہیں توڑی ملی
داغ فرقت نہیں جاتا کسی صورت دے
زنگ گھڑ کا مجھے دیکھنے کی ہوتا ہی
آسمان پر بہر نامان نہیں سن سنا

غزل خان

نزد ہی شستین خالی کوئی جا میرا بعد
 میرے مجنون تر کیا حال ہو امیرا بعد
 شاید آ جاؤ کوئی ابلہ جا میرا بعد
 پہلے ہیں جاتا ہوں اور باد صبا میرا بعد
 ہر ریش خاک اڑا دیگی صبا میرا بعد
 کون کھولے گا تیری بند قبا میرا بعد
 یاد آویگی تجھے میری وفا میرا بعد
 کون کھولے گا تیری زلف ویاہر میرا بعد
 اب نہیں آتے سو بھر آفسے کیا میرا بعد

آگے سجادہ نشین نہیں ہوا میرے بعد
کیا عجب ہی جو اٹھے مرقدِ لیسے اقصدا
تیز رکھو سر پہ خار کو اندیشہ جنوں
وہ ہوا خواہ چمن ہوں کہ چمن میں صبح
منہ پر رکھ دو میں گل روئیں گے سرخانِ چمن
اسلئے کرتا ہوں نہیں چاک کفن کو اپنے
جیتے جی قدر رشک کی نہیں ہوتے پیارے
دل پہ ایک نکتہ ابراہیمِ قدس پہ صہنم
جا کے کہدو کہ کوئی خاکِ نیکِ زبانی اتنی

[illegible]



غزل ضمیر

چہرہ اسجا ہی ہو لیکن لوگو ایجان زرد
 آنیے کے دھوم ہی مگر مگر سحر کے بیج
 مشکو گیا میں مجلس ہو لیکن امی ضمیر
 اس غمخیز کی تجھ سے میں حریف کیا ہوں
 کب کب رہیں تین چلیاں کے بدلتے رنگ
 رکشوں کے تھے جہاز تینوں کے گرد گل
 حوریں اور زردیاں بیٹھیں تین صنف
 پتھوار چیتا نالی میرے دل میں کب گئی
 ڈالے جسمی مار گلوں کے گلیکے بیج
 پیکار یو کلی اور مٹی ہر ایک طرف سے زرد
 رنگوں سے فتنوں کے تھے اسپن زرد
 ان سب کے درمیان میں بندہ دلربا
 القصد اپنے حسن میں ہر ایک شاہ وقت
 اس شہ سے میری آنکھوں میں برق ہو گیا
 انوار سے زیادہ ہی اس گلستان صمبر

کیا خوب بھولی سر پہ تیرے زعفران زرد
 بغیر قدم سے کے ہے اس کا کلہاڑ
 دل چاہ گیا غیب تھار ایک مکان زرد
 پہنے لباس نیٹھے تھے سب مہمان زرد
 نشانیں بستی اوڑھی ہوئیں دستار زرد
 چھتیں تھیں زعفران بھولی رسایا زرد
 سونیکے گلے پہنے ہوئے نوجوان زرد
 گرد حاشیہ کنار پکا تھا دیریاں زرد
 غمخیز تھا اپنے حسن میں گلہ خاڑ زرد
 کیسے کے رنگ سے تھا زمین آسمان زرد
 روشن کی عقیق کی تھی شمع دان زرد
 سونیکا آگے رکھے ہوئے پانڈن زرد
 پردے کچھ سے ہو گئے سب گمان زرد
 یہاں تک کہ یہ ہو گئے سب استخوان زرد
 کہتے ہی اس کے ہو گئی سب دستان زرد

غزل مسیح

قد و نبات و شہد و شکرین کہاں لہند
ہمیں ہوز غم سے لیکر بہر جلتے بزم شمع
ساقی ہو سیر باغ ہوا و رگلعد از بھی

شیریں لبون کی جیسی کے میں گلیا لیں لہذا
کام ہمارے میر نہیں استخوان لہذا
مشراب میں اپنے تب ہوئے مرغوان لہذا

ایک دوپٹا دیا شمع کا چمک رہا تھا
پیریا اور سیدنا جان پیر پر جا
عین جسم سجک جو چہیا لپکا
جادو برین بجلی کو شے کی
چرخہ شمس رخ روشن ہو چکا
تعبیرت سے سو رہی کران پر بار
کمر سے اکون پریشان ہو جا دم پر
کنجی چینی کا حواد کو سرا سو
تیل بالونین صفا کا جو دیا تیل لگا
منکبوت غصہ ہے ہوا گھر سارا
بال عرض ہے کیسے برا برا نہ
ایں چلی زلف کی تان تو دین چکا

سو کیوں نہ منوج شربت عیسیٰ میری زبان	نام اس کے لینے ہی ہوا میرا دکان لید
برسودہ و منہائی کی لذت سے دل بھر	بر ہی و ام بوسہ شیریں لبان لید
جون پتے قیس تیری شرک زبان کو	گلے تین خار بندے ای ساربان لید
جیتا مرین ہو دو کوہ سب ذوق صبح	کیونکہ گئے ہیں نثر بوستان لید

غزلِ نشت

کھدو آخو بجی صاحب کوئی کیا تعویذ	کہ میرے نہ سے لگا اسکے گلچکا تعویذ
کچھ تو دے اپنی نشانی مجھ بندہ بالا	تو راز بخیر کردا قول کا چھٹا تعویذ
دل دھڑکتا تیرے عاشق کا خجائے گز	گرچہ سو لاکھ طرح کھدے سے چھٹا تعویذ
غش ہے ہوا جی قہر تھا سرک فز کا	لال ناز میں بندہ ہائے نہ نیلا تعویذ
سرکے بالوں سے لٹک جھوٹے لکھا تو کئی	اب لگا مھکو ستارے یہ نہ نکوڑا تعویذ
گرچہ سیانوں نے پڑھ دیوں بہت اتوار کے	خون بہہ میرے واسطے لکھا تعویذ
جینے کا مجھے سایہ تھا اتارا لیکن	کام آیا نہ کوشش خاص گنڈا تعویذ
حاضرات اب نہ کرو بس پڑھو رہے سخن	دوست چاہے جو جادو یہ کہہ کا تعویذ
خیرات کی جہاں ہو تو جلا دو دھوکہ	اسکے بازو کا وہ نہنا سار و پھر تعویذ

غزلِ یقین

کیا خزان

کیا خزان لگا دیا ویران گلستان العیاذ	کس طرح بے بلبلین ہوئی میں لال العیاذ
لوگ ہیں او میں اب کرتے ہیں آہو کا رسا	بعد مجھوں کوں ہو میں بکسر غزال العیاذ
جب میرے گئے میں آنسو نہ ہو جا جا	اے یہ عقدہ گہر یوں ہو پریشان العیاذ
بات کہتے اے میں نے میں نے ہو پڑے	کر قریب یہ سنگدل ہوئی میں جو بان العیاذ
چاک کرو الہی ہاتھ پسنہ بھی یقین	چار تاہی اس طرح کوئی مایاں العیاذ

یہ کبھی وہ نکال کر فالکس پڑھا
 کبھی ان کو بھی جانے کی طرح پڑھا
 دُر و الماں کا کھکا دھو گیا ناگاہ
 چھٹا تاہی اس طرح پڑھا
 غزلِ نشت کا لفظ نہ تھا فید
 چاندنی کے گلے میں جو فید
 اس کے لئے کہ جو فید
 شیخ بازو کا کیا صاف ہے قتل جان
 کا جل جانمین لکھا تاہی ہوا فید
 ہر سان نہ لکے پڑے لکھ جان
 سی قواں تو قدس کی جان بھول گئی
 گل یوں کی قضا غیب میں بھول گئی
 نہم کا

روایف را غزل بادشاہ

بلبل شیدے پوچھا گل سے یوں پہنا
کیا نہ اکتے سے گران ہر مہرِ چشمِ یار کا
مطرب و مینا و ساقی نغمہ چنگ رہا
جو گل خسار جانان کے آئی دلو کو تاب
گل نے کر چاک گریبان یوں کہا کہ زار
تیرے مقدم کے لئے اسی سیمر گلزار میں
سیخا برو دیکھ کو آئی ندایِ بادشاہ

ای گل غنایتیرے امن سحر کیونچے
بار کا گل سے کمر کیونکر نہ لچکے بار بار
سب جیسا ہی ہے تیرا فقط ہی نظر
جب غنچہ گل غیر سے ہو کر مسما
چشم گل کو دک مشرکانی گلابی خانہ خوار
گل گریدبان چاک کر آیا گل نے اختیار
لافتی لا علی لاسیف الاذ و لافعا

غزلِ محسن

کفر کے زلمے میں بن گئی یہاں
چاندنی ہی سیر ہا اور بادہ گل رنگ
ماہتابی کے فرہیں راہ مہتاب بن
جموں تھکی تھکی جھنجھلائی چاند سی
واہ واہ تھین نیٹ یہ صرصر موزوں

مسنو اپنے عجب سحر دکھاتی ہے بہار
گر نہیں ساقی تو کس فرکو بہاتی ہے بہار
حیف اسکے جحر میں کیا مفت جاتی ہے
جب وہ گرو پاس نہیں کس کو خوش آتی ہے
جانبدی کے رنگ میں کیا دل لجاتی ہے

غزل مطلب

ماں تاہوں بھاری مین ہر بار
تکو لازم ہی پکڑو گے میرا
محب کو پیار لگی بھاری آج
خوب کروایا اب تو مت کروا
یک ذرہ بھی تو محب کو کرنے دے

آشنا و نینب بڑائی یا ر
 اتمہ میں ہاتھ با محبت و پیار
 چال دھیمی البے خوش رفتار
 مخمضہ کو رسوا بہ کوچہ و بازار
 یار مخمضہ دیکھ در دکی تکرار

شام کا رعبہ جس کی اداسی میں تھا
 سب لالہ لگا کر تو شوقِ بھول گیا
 لایا بزمِ روزِ زبان کو وہ چہانے لاکھا
 بھول لایا کیا حیاں غنچِ سوسن ہوا
 منہ بندہ چل غنا تو تاشا دیگی
 کہ نہ خیرِ با تو کہ کو کیا دیگی
 بالیاں میں چہ نہانے لگا کہ کو
 جمع ماری وہ سرشار سے گونج گونج
 بے لپس سے جو قافلہ کجوش زبیر
 کان کنیا لال ہوئے کانِ عبا بر کن کو
 شیاں تیری جیکے کوں چہ تیری فین
 بالیاں غنچہ لہر کی طرح چھوٹی فین
 نہ ہے

اکھنچکر پیٹ میں عدو کے کنار	اکھنچکر پیٹ میں عدو کے کنار
کر یہ مطلب کا خوش لگے تم کو	کر یہ مطلب کا خوش لگے تم کو

غزل غور	غزل غور
---------	---------

تھیں بھی کی شریں کچھ تیرہ زنی پر اس لئے نہ کیے لعل کا بازار کیا سر ان زلفوں کا غبر کے نہیں دیکھ ہوا خواہ اب انجی کے نام کی جلتا ہوں میں سرن کیوں نہیں سرد اپنا میں تبھر سے بھوکا کیوں غنچہ کے مانند گریبان نکرون چاک شاہنشاہ غور آفرین صدمہ جہا تم کو	تھیں بھی کی شریں کچھ تیرہ زنی پر اس لئے نہ کیے لعل کا بازار کیا سر ان زلفوں کا غبر کے نہیں دیکھ ہوا خواہ اب انجی کے نام کی جلتا ہوں میں سرن کیوں نہیں سرد اپنا میں تبھر سے بھوکا کیوں غنچہ کے مانند گریبان نکرون چاک شاہنشاہ غور آفرین صدمہ جہا تم کو
---	---

غزل نظیر	غزل نظیر
----------	----------

برگزینہ پامی مجھے تو آنکھ بدل کر میں کشتہ ابرو ہوں تیرا ایکبر قاتل تھے تو اپنے دل سے کئے قتل ہی مجھ کو جیسے خطا ہو کہ وہ جاتا ہی شعرو میں عاشق میل ہوں تیرا میر جانی کہتا ہی نظیر کو در آپس سے سو جا	برگزینہ پامی مجھے تو آنکھ بدل کر میں کشتہ ابرو ہوں تیرا ایکبر قاتل تھے تو اپنے دل سے کئے قتل ہی مجھ کو جیسے خطا ہو کہ وہ جاتا ہی شعرو میں عاشق میل ہوں تیرا میر جانی کہتا ہی نظیر کو در آپس سے سو جا
---	---

غزل سودا	غزل سودا
----------	----------

مٹے ہیں تو پھر چھائی کو چھائی سے رگڑ کر آذرینیں لایا وہ میر واسطے گھر کر دل ان لئے کیا مجھے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر	مٹے ہیں تو پھر چھائی کو چھائی سے رگڑ کر آذرینیں لایا وہ میر واسطے گھر کر دل ان لئے کیا مجھے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر
---	---

نہیں کیا تو سنا کہ ایک سو دین چھائی
کان کی لوت سر شمشاد گل کس لایا
چھاپا ہنس لست اور طوطی کیا
جو ہاں نہیں کیا تو تو کیا نہیں
ابو کیوں بول گیا میں جانی قین
نجلان ہر کی ل باق کا قین قین
طون گرد نہیں یہ ہنسا کہ کچھ نظر
چاہو جسے ہو بڑا شاعر و کا کا
نیکم کی سہی دلی جھگڑے کا اند
یاد نہیں کہ لگا جھگڑا لڑنے کا اند
نورتن بانہ طالع پیا سنا کا اند
نہیں وہ پھر اس جڑ او دیر با

دانا ہو سو سمجھے کہ محبت نہیں دہستی
کہتا تھا یہ سودا وہ نہ چاہیگا کہانتک

دور پر کیے بیٹھے جس کے لئے اگر ڈاکر
جا بیٹھو گا دور وازیہ اب اس کے من گڑبگ

عزیز

جاسکتے تھے جسے چھپرے کے برابر
اس بلکھی پوشاک پسلی ہوئی چولی
اس موسم برسات میں کیوں گھرنے پر تیار
وہ پردہ اٹھا گھر سے جودرت پر چلا آیا
کس کو اثر کرتی ہیں انشا کی دعائیں

تسب اُس سلا یا ہین کروٹ کے برابر
ہی بگڑی ادا لاکھ بناوٹ کے برابر
آنکھیں بھی بستی ہیں مہاوٹ کے برابر
غش کھلے گرا پیسے وہ چوکھٹے کے برابر
لقوئذ پڑا رہتا ہی ہر لٹ کے برابر

غزل حلیق

ہی حسن تیرا ہر درخشان کے برابر
کیکے بھین یوں ہی بھین تیرے گلرد
کیا چاہے عاشق کے تجھے قتل کو خنجر
یہاں تک یہاں تھا ہمت ہجر سے مجھے یا
اس مست خیالی کے تصور میں خلیق اب

دندان دُر و لبِ قفلِ مہِ خُشان کے برابر
 پروینِ ہی جیسا تمنا باں کے برابر
 ابرو مہینِ تیرے خنجرِ برآں کے برابر
 رنگِ زرد میرا سو وہی تھان کے برابر
 جی ڈوب چلا خبِ مُرجان کے برابر

غزل غلام احمد

مازکی بمل غنچہ دهن او گل عذار
لیا کر سکو نین قامت موز و خاک کے
لیا خوب سدا کا حن ہی بس کے حُسن یہ
سب جمن کو گروہ لٹک چال سے چلے
احمد تو ایسے باب کے و اشتیاق میں

یہیں بدن اور رشک فراد و طر حصار
سوجان سے آپ سر و گلستانِ نثار
خورشید و مہر، مین بیا ب و بقرار
ہر سر قدم سے اکونہ کیون تازہ بہار
اور اس کے نام کا ہی تو کہوردِ بار بار

غزل شاہ ظفر خلد اسد ملکہ

چہ نہ کل آنی تو کمانی تو نہا کر مچھوڑا
 چڑھو بوجھا سرست کے منہ پیا چورا
 سچ کے کوڑیوں کی طرح منہ پورا
 لہنا پنا پنا ہے شہ دل خورا
 جھپکا لندن سا بیت ریک فرسہ چہرہ
 دیکھا پیکر کے گردین جو کمر کا چہرہ
 عمر علی بندھا ہے خط اعضا
 لڑیا ماتھ کو پنا بند نہا ہے صدیا
 چھلے سوئے ہو کر دست نہا ہے صدیا
 انگلیاں ہو گئیں اس خوشی کی گشت نہا
 اری ہی تو دل اور بجا پنا ہے صدیا
 باگو کاٹے من کے دکھ پنا ہے صدیا
 ہے

تیری جو پازیب سہ کا جو مرزین پہ گو ہر فلک پہ اختر
ہوئے ہیں جلوہ منا چمک کر زین پہ گو ہر فلک پہ اختر
وہ فور اشکون کا ہی ہمارے نکلتے بالونین ہیں شراب
نہ کیوں کہ ہوں عرش پر نچا و رزین پہ گو ہر فلک پہ اختر
پھوٹے بالونین ہیں نمایاں تو سر پہ داغ خون فراوان
نہ دیکھیں دیوانے تیرے کیوں کر زین پہ گو ہر فلک پہ اختر
ذرا جہن عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھا دے چن کر
کہ تا نظر آوین ماہ سپکر زین پہ گو ہر فلک پہ اختر
بہ سیر و گل نہ جوش شبنم نہ چمکے جگنو ہوا پہ ہر دم
نظر شب آتے تھے مجھ کو کیسے زین پہ گو ہر فلک پہ اختر
ادھر تو فوراً رے چھوٹے ہیں وہاں ہیں اشجار پر چراخان
نئی ہی یہ ایک چمن کے اندر زین پہ گو ہر فلک پہ اختر
زمین نہایت ہی تھی یہ منہ کی طرف ہی استاد پر وہ کامل
غرض دکھا دے وہی بنا کر زین پہ گو ہر فلک پہ اختر

کے چہ زبان میں پہنچا دے سنا سنا
جس کا کھلوانی امداد اور قیامت سے کہ
دم در فراق وہ جھکا رہا میں ہوتوں کہ
میں نہ دن کا اسے نہ دن کو دیکھوں
غلامیہ زین دور تلک سال کا ہو
دل لرزنا میں گمان غائب کا خیال کا ہو
پھر عطائی سے جو تار پہنچا دے
چنانچہ جہن جواہر کی جڑی میں
جھاری اس طرح کی جڑی میں
مگر وہ سوئے نہ کر دینی تیری
دل لگا دے نہ جہن جہن تیرا
دست ہر دست سے تیرا
جہ

غزل سودا	ردیف زار
تیرے ہم کچھ فہم میں ہیں گرفتار عشق پر داز نہیں تاسیر دیوار بار و تم ڈھونڈتے ہوم ہم رنگارنگ اس قیامت سے نہیں ہی جو خبر نہ ہون دشت میں خاک سیر تھے کہیں ہار ہون میں تو دیکھا نہیں یہ کوئی بیمار ہون	بال و پر ہونے نہ پاس سے نمودار ہون ہونگے یا مال نہ کر سکو رہا ایسیا زخم شمشیر تکرانے کیا اپنا کام حق تیرا ہے جیتا رکے بس نہاں قیس و فراد کے ماتم سے تو جگمگایا تیری وبری سے عجب حال ہی اب ہوا کا

چنس گئی عندلیب ہو بکیس قیس لیلی سے مل گیا شاید شب جو میں اُن سے راہ میں پٹا ہاتھ پائی ہوئی کچھ ایسی کہ بس اگلی کہنے کے میرے دامن کو ۵۵ سخت جل جائیگا پرے بھی سرک جب پہر سمجھی کہ چھوڑتا ہی نہیں لنگے دس لے لے گیا رھوان نہ ہی ایک دو تین چار پانچ چھ سات	وائے تنہائی اور کچھ قفس نہیں آتی ہی آج بانگ جرس خوف حاکم رہا نہ نیم عرس انگلی انگلی کی چڑھگنی جھٹ نس نہیں اب تک کیا کونے بس ارے میں آگ ہوں اور تو ہی نس تب تو ٹھہری کہ دینے بوسے دس ہکو پیٹے کرے جو زیادہ ہوس آٹھ نو دس ہوئے بس اٹا بس
--	--



غزل شہید



تیرے پر سے جھڑنے لگے شہر نہ ٹپ تو بلبل نہ اربس
جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس
انہیں گو کہ بارہ ہوان سال ہی میرے ساتھ پر پہر ہفتال ہی
ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس
کوئی کاروان بھی گیا اگر سوئے نجد قیس تو نول اٹھا
وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس
تیرے غمزہ کا ہون برین سدا سے جنگ جو میر قیق
نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس
نہ چلی کس کی فون گری کہ وہ زلف سانپ ہی جس گھڑی
کئی دل کو ڈس گئی دلو ڈس گئی دلو ڈس گئی دلو ڈس

بکرا دس سال کا لگا آٹھ ہر
خون باد صلی سے ان عجز و غف و غفر
نہا کھڑا نہ لڑو قیو نہ لڑا غبار و کاڈر
عیش و عشرت میں کیا کرتا تھا ادا قائم
کو کھینچا اور بس کی نہ خبر ہوتی تھی
میں ہوتی تھی کہاں شام کہ ہو جاتی تھی
دولت و مل سے غافل نہ تھا غافل نہ تھا
نہ جانی کا کسین غلام دل و مال
لیڈا رہتا تھا میں اس شے و مل کی کمال
چہ کی کئی سے کیا غیر غلام و کمال
کئی غلام نا کوئی خون و کمال
و کمال سے غلام و کمال
قد

تھے دیکھا جس نے کہ اسے پری بھڑا کسی کو نظر آئی
 نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس
 نوشہید ابرسیہ سے کہہ وہ شراب پیتے ہیں جس جگہ
 وہیں جابر بس وہیں جابر بس وہیں جابر بس وہیں جابر بس

غزل محکم

مجھے حیف ہی تیرا ای صنم کہو جا کے یہ کس کس لب
 نہ ملا در کس نہ ملا در کس نہ ملا در کس نہ ملا در کس
 یوں پکار اٹھا تیرے در پہ شب مجھے چور کیلے وہ بوقت
 تیرا آج عسین تیرا آج عسین تیرا آج عسین تیرا آج عسین
 تیرے عجز میں مجھے ای صنم پہاں پور روئے دو ماہ کم
 ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس ہوئے دو برس
 تب غم کے آئے اٹھا بھڑک بھڑا صنم یہہ جگر میرا
 نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس
 مجھے برین محکم کہہ رہا وہیں جان کر جو لپٹ گیا
 ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس

غزل شہید

ہو گا تجھسا دنیا میں کوئی کا توں سو کوں
 ہاں ہی شکل سے بیزار میں اب یا کہ ای ہمد
 مبارک ہو تمہاری ہم مغیر و سیر گلشن کی
 کمال آستان جس گہری کو پیسے ٹانگ
 میرض عشق کی کہنے خبرے جلد ایتظام
 کہ مطلب کتابی سہلے میر نام سو کوں
 ہلاتے تھے ہیں جو بھیج کر پیغام سو کوں
 ہار می راہ میں پہلے ہو میں ام سو کوں
 ہوا تھا ناتواں غم کو ہر گام سو کوں
 ہوئی ہی ورنہ طاقت دارم سو کوں

میں نے
 قصہ جابجا جو کہتا ہوں
 ہنس کر وہ کہتا تھا نہ جانتے تھے
 باہنیں لڑتے ہیں پری سے
 چار پانی سے نہ پوتے تھے
 روک کر میں جو کہتا ہوں
 ہنسنے لگتے ہیں
 عین دون جگر آج
 چاہتے ہیں کہ جو جگر
 فکرت میں ہی بیہوش ہو جاؤں
 وہی آج تیرا نام لے کر
 خاک کی طرح نکالیں
 صبح و شام میں لڑتے آؤں
 ہری

ایک دن خضر نے بھی آکر میری رہنمائی کی
غضبِ حق حالت سے اپنے ہندو قاف ہی بند
بھگتا ہی رہا میں صبح سے شام سو کوں
شہید جبکی خاطر سے ہو بزمِ سو کوں

غزل حب

تسے کچھ قد میری آہ بگانی افسوس
دستانِ رد کی اپنے میں کہوں کس آگے
دل اگر کہیں میں ہوتا تو یہ دکھ کیوں ہوتا
چشمِ ترضعفِ بدنِ شکلی لبِ نر دی رنگ
قدرِ دانی سے کوئی بات مانی افسوس
کوئی سنتا ہی نہیں میری کہانی افسوس
ہی بغل میں بھی میرے دشمن جانی افسوس
یہ ہر ملے در محبت کثرت جانی افسوس
مفت برباد گئی تیری جانی افسوس

ردیف شین غزل سراج

کیا شرابِ محبت نے دل کے خم میں جو ش
صنم کے حسنِ خوشیدی کی مجال سے
نہیں علاجِ بجز ہم نوازش و لطف
ہو کہ صورتِ قیامت سے شور سے بیدار
تیری دوا بر و ہمسر کو دیکھ حیران ہوں
فسرہ دل ہوں ز مایگی ہر دمہری سے
کمند عقل سے آزاد ہی مثالِ سراج
عجب نہیں جو قیامت ملک ہو میں ہوش
ہو اسی چاندِ نقابِ جاہلین و بوش
جنا کے زخم سے کراہی اُنی افغانِ حروش
جو کوئی خیال میں اس چشم کے ہوا جوش
سنا نہیں ہوں کہ میں نے وہاں دوش
عجب نہیں میں اگر مثلِ شمع ہو خاموش
جو اُسکی زلف کے زنا رکا ہی حق و گوش

غزل لعین

رات دن چہ بان کو ہی دہا مغتو کا تلاش
اٹک زنگین گلی ترے کو مشہد کر دیا
حظرِ حے ڈھونڈتے ہیں لوگ خاطرِ تلاش
رو ز لبِ لبلی کو تھا دیریں چہرہ کا تلاش
مرگے ہیں بیکار جس چشم پر خوں کا تلاش
جس طرح رہتا ہی بھکوا جانِ مخر کا تلاش

میری جو محبت غمِ باری کا دل بھریا
پھوسے کانین میں شعلہ چہرہ کیا
مالِ اندر سے تیری جا جو بدولت پیا
صوفی بناد سے غضبِ جہا پیا
آہ و خاک میں بوسا کی عادی رہے
کسی رنگ طمانی کو عادی رہے
آئینہ سے وہ دو چہارہ چہرہ رہے
شوقِ خود بینی کا منظور نظر رہے
زلف و عارضی سے فدا نام و نام رہے
طوق بن بک بن رہے شکرِ قریب رہے
نار و انداز میں غمِ غمِ غم رہے
خود مانی میں خود آرائی میں رہے
زلف

جیسی میری لگ ہے ہی ورنہ کی طرح
شاعری ہی لفظ و معنی سے پر لیکن عین

جس طرح ہوتا ہی دیونیکو قیونکا تلاش
کون سمجھے یہاں تو ہی الہام مصونکا تلاش

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

ساتی نہ دکھا نرمین تو جام کی گردش
چھرتی ہی میری خاک گولے میں تیشہ
یکٹ نہ میرے پاس وہ آیا نہ تابان
آنکھوں کے تصور میں تیرے تھا ہی لکھا
میں بھرتے ہی ساتی کے ظفر ٹوٹ گیا جام

یاد آئی ہی چشم تب خود کام کی گردش
ابتک مجھ میرے ساتھ ہی ایام کی گردش
گرد و نشہ کی ایک سیر کام کی گردش
خامے نے نہ کی جب دم ارقام کی گردش
نہشت ہی میں تھی زندگی شام کی گردش

ردیف صاد

غزل رنگ

مرتبہ حق دیا ہی تمکو خاص
غیر کی بومیرے دماغ نہیں
حال قلب طالب دنیا
آپ انا قحط ہو ورنہ
بحسب معنی میں عرق ہو گا رنگ

تسے رکھتا ہی دل میرا خلاص
الفت دل عجب خاص خاص
جس طرح سے بنا ہوا رقا
مصحف روی سورہ اخلاص
ما تھ آیا سخن کا ہو غواص

غزل ث

یون دل سے دنیا میں نہیں ایسا شخص
موج دریا نہ آت میں رولے کیونکر
جبکہ صوٹ کی طرف دیکھ بھگت میں
کوئی ممکن ہی بھلا جان بچے دیکھیں تو
ایکون خرابات ہو خانہ اسلام بھلا

یاد دیکھا بھی کوئی نہیں ایسا شخص
جگہ غصہ میں ہو میں بھین ایسا شخص
چاہے نرم میں ہو صد رشیں ایسا شخص
دوست تو جسے کہہ ہو برسر کین ایسا شخص
ہو جو تجا نہ میں غارت گردین ایسا شخص

زلف بچھو سونو دل کا ارجا
بانجے کے صاف ہے حسن و عفا
میں بچھو بانجے عین پکارے کا
تازہ نہ غزل شاہ ظفر کے سجا عین
مکمل بھی ہے ہی زلف کے سجا عین
درد افراط زکات ہے ہوا شامین
ذو ذہن نہ ہی نہیں جو کہ اعضا کی خبر
خالی نشان نہ پشانی کو کہ کلام
جانستہ نہیں نظر اسے نگاہ
میں خود اس کے جوجین بھین شک
بارفت کا زکات پر غصہ تواری
درد میرے کسب عشق کو کب تواری

سب کائنات سے پھر کیون شرف ہو دل کو
 ساکن کوئے صنم خانہ ہو بک رکھے ہی
 یار نیش کو سرا عیش و طرب میں رکھنا
 دیکھ جس دلیں ہوا البتہ کہیں ایسا شخص
 ہو سب گلشن فردوس میں بریں ایسا شخص
 حیف ہی عرو ملک سے جہوں ایسا شخص

غزل سراج

جز عشق جان گدا زینن کیمیاے خاص
 تجھ عشق کا مر لہجی بیاب دل میرا
 محکومہ زو جھ دلیں دجے عاشقوں مثال
 جز غم نہیں رفیق میرا پیو کے بھر میں
 قہقہے وصال کو کوثر کی آرزو
 مجھ پر نگاہ گرم ہی اور طف عام پر
 ایشوخ تیرے حسن کا برونہی سراج

غزل سوز

آسودہ زیرِ چرخ نہیں آسما کر ص
کر منہ کو ٹک ہوئے قناعت بہت تان
انسان ہو ذلیل نہ ملے کہ تھ سے
اپنے سو کیونہ پایا حریص حیف
اوقات ہر طرحے بخوبی بسر ہو سوز

دن میں ہزار درجہ پھرا دگر ادائے
رہتی ہی لاکھ طرہ کی آفت فتنہ کو
ذلت کیسے کو کوئی نہ دیوے سو کر ص
کی قطع روزگار نے محقر بنائے کر ص
پر درمیان ہو دے بشرطیکہ پھر ص

غزلان

اے ہی چکا زدل کو تو ایسی ہوا غرض
ایسی گلی میں دیکھ کے کہنے لگا مجھے

پانی کی طرح حسین بنادیوں کا گلا
 کا ہر کوئی کوئی سنگ لگا دیا
 نئی نئی نظر سے دل دم کو مینا
 اہل غار کو ایک پلین کی خاکیا
 پلکین چھلکا کر زار فتنہ دین
 لاکھ چھریان دل عاشق یہ لگائیں
 مری ہو ہوئے سر شاہ لگائیں
 ہوئی جس سے سر شاہ لگائی
 دانت تھک کر دل پہ چھل جھان
 کر دیان کے پتھر کا سر شاہ
 جان بلب ہو گئی دیا ایک کون
 خون لاکھ کس ہزار ہا ہاتھ دم میں
 غل

کیون فایده ہی کئے گاہے سطرے
مطلق نہ آشنائی دنیا پر گمخند
موجب حصول بھی کچھ مدعا عرض
اثر خیال محض ہی اپنہ بھولیو



غزل سراج



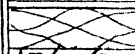
مایل ہوں گلہز کا مجھے گل سے کیا عرض
خونی دلوں کے قتل کو سیدھی نگاہ بس
اک کل میں سبکے بندہ ہوں سنبھل سے کیا عرض
اس تیغ کو فہرہ تغافل سے کیا عرض
بہی غبار راہ لباش نشہ ہی
جام مے است سے بخود ہوں سیراج
سلطان بخودی کو تمہل سے کیا عرض
دور شراب نشہ پُر مل سے کیا عرض



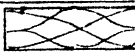
غزل ہودا



چھوڑا میں کفر میں فقط پار عرض
سینے میں دل جو ہی ہو تیری یاد کیلئے
تسبیح نہ کام نہ زنا سے عرض
خبر دید کیا ہی ید غنار سے عرض
طوبی کی چھاؤں تھکوا مبارک تو را خدا
تم کا نہ ہر سنو نہ سنو اسکے حرف کو
مچھو سو ایہاں کے کچھ اور فکر ہی نہیں
ہی دلوں کو تامل سے کیا عرض
دیوانہ خون کو تامل سے کیا عرض



غزل لہین



کب سے زنجیر مجھ مخرج دیوانگی عرض
گرچہ میں تم سے شکریہ میں ہوتا ہوں اغ
شیشہ مجھ دل سا پناہ و او تیری گھون سا جام
دکو دیران مت کرو ہی جہنم کا تخت
فصل جاتی ہی تھیں اور باغبان کے کیا
میں پہنچی کان تک سرفراز کیا عرض
شمع کی خدمت میں اتنی ہی پروا نہی عرض
کی اگر ساقی ہزاراں لہجہ نکی عرض
ای ہی پر زردان کہ جو شمع دیوانگی عرض
کوئی کرنا میں ہمار باعین جانی کی عرض



غزل مولوی



ردیف طام



میں پہنچی کان تک سرفراز کیا
شمع کی خدمت میں اتنی ہی پروا نہی
کی اگر ساقی ہزاراں لہجہ نکی
ای ہی پر زردان کہ جو شمع دیوانگی
کوئی کرنا میں ہمار باعین جانی کی
میں پہنچی کان تک سرفراز کیا
شمع کی خدمت میں اتنی ہی پروا نہی
کی اگر ساقی ہزاراں لہجہ نکی
ای ہی پر زردان کہ جو شمع دیوانگی
کوئی کرنا میں ہمار باعین جانی کی

سوزست دل لگا و مشغول تھا و کامش جان ہی عزیز و دیہاں کا تھا	دل میں میر غائب کی بزم میں جانیکا خط وصل میں ہی رو مند و کو نہیں جنت نصیب
ردیف ظا	عسزل تعین
بگو خودت کا انھوں کے کام فرمایا خط دیکھ لیجئے شمع کے ٹپ سے پو پکھ کیا راگ لکھیں گے انھوں باغین جانیکا خط یا سکے پاؤں نہ سر کو سکے مر جانیکا خط اس بگاہ سے لیتا ہی میا جانیکا خط	اس طرف کل ٹوٹا ہی اس طرف بل کا لہ جی نکلتا ہی میرا سپر کہ آویجا ماتھ بوجھتا ہی غیب کیفیت نظر کی تعین
غزل جامی	غزل جامی
آج رکھتا ہی ہر کس کے جگر پر اٹھنا اندون پر آگ سے کہنے پرو راٹھنا اچھے اچھے لول اٹھتے ہیں ہر اٹھنا ساکن کوئے صم کہتے ہیں اگر اٹھنا آج کہتے ہیں پکارے پیر اٹھنا	سُخ جو راج کے نکلا کہے ہر اٹھنا دیکھتے ہوتا ہی کیا رہتی ہی جاتی ہیں تیری ہم بیٹری مزہ او ر تنخ ابرو دیکھ کر اسکے کوچکی نوکر ایدل سکونت اختیار جامی اُس اشد نہ دیکھتے کیونکر بنے
ردیف عین	عسزل تعین
فصل گل نزدیک آئی گیباں اوداع باغبان کا حکم یوں ہی گلستان اوداع تو ہم سے ہو گئی اسی پرستان اوداع اب خدا حافظ تمہارا ہی غزالان اوداع اب یقین پڑھا ہو ہی نوجوانان اوداع	دن خون کے آن پہنچے ہوشیاران اوداع نہیں ہمیں صحت کہ ایک سالانہ تعین میکد سے قصہ کہ گاہی کیا کریں ہم سے تھا ویر تہا باد ہم بھی چلے نا توانی سے آج رو جھاکئی تاب نہیں
غزل مرج	غزل مرج

عجب بیکار کی محبتی اے عین دل انداز
 ایک بیکار کی محبتی اے عین دل انداز
 ناز سے کرنے کے باغ میں ہر شام
 ناز سے کرنے کے باغ میں ہر شام
 منہ پر لانا اے عین دل سے لگا خط نام
 منہ پر لانا اے عین دل سے لگا خط نام
 شبی عاز زبان کی چھٹی لب پر شام
 شبی عاز زبان کی چھٹی لب پر شام
 چمکیں گے جا بجا بجا نا اس کو
 چمکیں گے جا بجا بجا نا اس کو
 سر چاشنی کے سر سے زور ادا اس کو
 سر چاشنی کے سر سے زور ادا اس کو
 رات کے لگا کر دینے دے دے دے دے دے
 رات کے لگا کر دینے دے دے دے دے دے
 چھپنے کو میسر دے دے دے دے دے
 چھپنے کو میسر دے دے دے دے دے
 خیال ابیری دے دے دے دے دے
 خیال ابیری دے دے دے دے دے
 اپنے گلچین گانے لگا دے دے دے
 اپنے گلچین گانے لگا دے دے دے
 جب کہ بیکار کی محبتی اے عین دل انداز
 جب کہ بیکار کی محبتی اے عین دل انداز
 بولادہ زور و جوش سے لگا دے دے دے
 بولادہ زور و جوش سے لگا دے دے دے

تجھ مکھ کی تاب دیکھ ہوئی بھرا شمع
از بلکہ تجھ خیال میں چشم خون نشان
آہ زم عاشقا نہیں تابی الصبح رو
تو خط کے رخ پہ اس خط ریا کا کو دیکھ کر
چہرے کے میں ہی عجب گریع چلے
تیرا حال دیکھے خواباں ہو محفل
دیکھا جس سے اس گل خسار کو سراج

جلتی ہی بزم عشق بنو اور آئین
خانوس میں یہ آنکھوں کی ہوئی گلی شمع
ہر شب تیرا فراق ہی شکر شمع
لکھتی ہی آج دو خط غبار شمع
دیکھے سے ہو کے حسن کو شمع مسر شمع
بے نور ہی سورج کے نگین جان شمع
آنکھوں میں ہی تپنگ کے مانند خار شمع



غزل میر تقی

اردیف غین

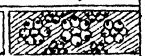


کہاں دماغ میں پتھر دروغ دروغ
تم اور پوچھو ہمارے جن دروغ دروغ
شب فراق کو کب سحر دروغ دروغ
ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ
وہ اور اس کو کتنی نظر دروغ دروغ

ہم اور تیری گلی سے دروغ دروغ
ہم اور تم سے محبت تھیں خلاف خلاف
فروغ کچھ نہیں دیکھو صبح صادق کے
غلط غلط کہہ رہے تھے تم تک غافل
کسی کہنے سے بد گمان ہو میر تو



غزل سراج



جس کا نام مجھ میں شکر گار بیدار
جب مجھے ملا ہی وہ دلدار بیدار
تین جفا کا مجھ پہ نہ کروا بیدار
دل لیکے کیوں کیا ہی پھر نگار بیدار
منصور ہو ملک کی پڑا دار بیدار
کچھ خوب نہیں تغافل ہمارا بیدار

پایا ہوں اس جہاں میں یار بیدار
بیدار اگر ملے جو کسی درد مند کو
امید ہی تیرے جن مہر کی لگا ہ
ہو آتشا وہ میر سے بیگانہ ہو گیا
آنکھوں کا میر کو نہ تیرے غم سے ایصنم
ایک بار سے پیار سے حال سراج پوچھ

جلیجیار میں کامل ہوا وہ ماہ تمام
تب ملاقات کے لئے لکیر پوچھ پیام
نقد دل نہ رہے تھے میں تیرے پیغام
اہل بازار ہو بوسہ تانی سے غلام
پروین سے کتنی ہنس کر سب سے لگا
میں نے یاد رکھا ہے تیرے سب سے لگا
کبھی دشمنی نہ ہوئی کوئی نہ لگا تھا
نور ہو گیا کوئی درد سے جلا تھا
رقہ کھینچ کر آت کوئی نہ لگا تھا
کوئی نہ لگا تھا کہ سب سے لگا تھا
دی ہو تھی جو قسمت کا لگا ہوا
کوئی

	غزل سوز	ردیف فا	
مرتے مرنے بھی دکھایا مجھے دیدار پر تیرے دلمین نہ آیا حیف میرا حیف گورین نکلگی پہاؤ ازای عیا حریف یہ تیری صورت فلانی اور پھر حریف سوز کے فہم پہیں سنتے ہیں کھن بار		زندگی آخر ہوئی آیانہ وہ دلدار میں بھی بندہ تھا اگر ملنے تو کیا تا خلل یچھلے دنیا سے ہم ارا مان تیر و صل کا حسن صورت کو ہی لازم میرا حسن خلق شعر پڑھنا باگز نامسکرا نا بہکان	
	غزل ہراج		
بلائے جان ہر محبتی زلف دل عاشق کی دامنگیری زلف کتا جس کی قفسی زلف عجب یہ خوشما تیری زلف سراج اب خواب کی تعمیر زلف		مثال حلقہ ربخیری زلف قیامت لگ خلاصی نہیں ہی ممکن ہوئی حل شکلات سورہ نور دیباہی صفحہ رخسار کو زیب نصیب شیم ہی خواب پریشان	
	غزل غلام احمد		
گر کرے عمر تمام اپنی ماسی میں بس صرف جو کہ تحصیل کر گیا وہی با و گما شرف کس کا مقدور ہے ہو کر کامیاب گما کیا کر امت کے بہتران میں بس دونوں طرف تاب خورشید جیسا کہ چمکتا ہی بس		مکتب عشق میں حاصل نہیں ہو پا کر صرف عشق کا علم ہی ایسا کہ نہیں ہو سکا سطر ابوہریرہ کے اس لکھ کیا ممکن والضحیٰ روئے صنم زلف ہی والی لیس جی احمد اب عشق کی تافت سے سراپا ہی گدا	
	غزل نشا	ردیف قاف	
کیونہ پھر یوسے بلائیں تری چہ چشما شوق		کوہ لب چاند سے کھر کا گھونگٹ	

کوئی کہتا تھا کہ سوجان فراق میں نہیں
کوئی کہتا تھا کہ تیرا باغ فرما نہیں
کوئی کہتا تھا کہ ناشاد و سیرا نہیں
کوئی کہتا تھا کہ بس وصال خواہ نہیں
کوئی کہتا تھا کہ کسی سے بناوٹ کرنا
گلی بی بی کسی سے نہیں لگا کرنا
سرسرہ سرہ کوئی کہتا تھا
جلسہ گنج کوئی زلف بنا کرنا
لب لباب کوئی تھوڑی غصہ کرنا
دورِ دستان کوئی ہنس کرنا
خود بخود لاک کوئی لب پرانا
فراق کوئی اس کو دکھانا
کوئی بونہار گنگی سے کچھ چاہنا

ہیں معلوم اچھے تھے یہ کیا پڑھ بھون کا بھانگے پھرتے ہیں کچھ اور اٹھانا ہی مزا کسی شے کی تم کو غیر دل سے بہم وراپنے گھڑے باز کل آخون سے اپنے سر کے چھپ کے کیا موندی ہے اکھین ار بس کی آئین سب سیر جو باغ ارم کی پر یان اسی سیم سحری آتے یہ کہیو کہ تیرا ایک غزل اور نئی قافیوں کی کہہ انت	کہ تھیں دیکھتے ہی ہو گئی جھٹ پٹ عاشق لکھا کے چھڑ بان تیرا تھوٹے سٹ عاشق گھونٹ لو ہو کے پئے کیوں غناخت عاشق سرخ کرنا ہی وگر نہ تیری جو کھٹ عاشق تار جاتا ہی تیرا پانوں کی آہٹ عاشق سو ہون دیکھے تیرا بہ چھر کھٹ عاشق رات سے اتو بدلتا نہیں کروٹ عاشق جسکے سنسے ہو معشوق جھٹ پٹ عاشق
---	--

غزل سراج

ہی تھی مجھ سے پروا سر عاشق پا گیا ہی چہرہ مقصود کو لیس کے وہ اس کو آفات حرارت سے نہیں سبب چھ منزل ل کو نہ پایا دوتے کہتے بدل ہی خیال چشم خوبان و غن با دام سے اس کو خست بید خوانی نال و فریاد سے بخبر ہی محفل کو نیق سے منل سراج	سے میرا دل ہو اسی مطلع انوار عشق جو ہو اسی مثل جھون بلبل گلزار عشق جس کو تعویذ گلونے دل سوا طوار عشق لیکے غم کے گرد یار و بانین معار عشق بستر تنہائی دلیر جو ہی جوی ہمار عشق جن رہیں گے گلے کا اری زار عشق جو ہو اسی بخود کی جام شراب عشق
---	--

ردیف کاف غزل انت

ایک دن ہاکی صحبت میں نہیں تھو شریک اتو تک ہو کے کھڑے ہا ہمار کی سلو پاچن بات تھ سے کل غیکے تو نے کہا یا	ہو کیا فائدہ اگر آپت میں ہن نزدیک رات ہی کو چرو باز پڑی ہی تاپیک اپنے لو ہو کے غرض گھونٹے پئے ہن لیک
--	---

دیکھا جیسا کہ عالمی ہر احوال
 اتھا یا اور پردہ ہر ایک ہر نوال
 سرو قد وچہ دین کھنکھان
 جان طعری بہان بالی پیکار کمال
 زکسکے دینے کجی دلوہ زاریاں تو
 کاف دین تن اچھی سر کی جو فدا تو
 یہ ہو با بل کہ باغی خوشی سے لگا ہوا
 تار لالاکے دل اس گل کا کیا ہوا
 طرہ ایسے ہوا اور سے عاشق زار
 بوجھان میں سنگا میں تو پتی رہنما
 گریبان داکو دکھائیں سے چاہون
 چٹکنا پھولن سے چو اہو چاہون
 جانی

دور ہو وادے و رفتے کل ایجنون
وادی عشق میں نشا تو سبھل کر جانا
کس سیلے سے ملے بھگو یہاں تلیک
ہاں خبردار کہ یہ راہ بہت باریک

غزل سودا

ہو کے کرتے میں مجھے قتل ہم چاروں ایک
ستم و ظلم و تعدی و جفا عالم سے
ہو کے آپس میں گئے سوخد م چاروں ایک
حکم کے ہیں ہمیں کس سخن تیرے پاس
نیرہ و تیر فضا سیف و قلم چاروں ایک
شاہ مردان تیری خلقت جو ہو نہ تلو
ہوئے غرض نہ کھو گئے ہم چاروں ایک
رتبہ شعر و سخن میں ہیں ہم چاروں ایک
انوی سعدی و خاقانی و مداح تیرا
مجلس شادی و تنہائی و غم چاروں ایک
جس کے تو پاس ہو تو اسے عالم میں
ہو کے کہتے ہیں تنگ اہل کرم چاروں ایک
کاغذ و نامہ و تحریر کتابت سودا

غزل سوز

رودیکو میرے تاکجا دل سے لئے شک
خون مگر جو آنکھوں سے جوتا سو بہ گیا
نکلے ہی خون چشم سے ابو بجائے شک
دو باز ہم کوئی آتا ہی شمع سا
لے شمع پالوئے تک نہ ہمیں نا کھلا شک
نظروں سے جب کسی کے گے بول کیا سکے
کسے سنی ہی آنکھ سے گرتے صد آنکھ
ای سوز کیا کرو نہیں بیان وفا شک
آنکھوں سے ایک دم نہیں ہوتا میرے جدا

غزل محکم

عطر سے جب کی مہر اس کا کر لیک
وا کرے بند قبا و گل چین کا جب
ہو گیا بس بونے ہی ہست سبیل لیک
غیر و گل رقص کو آئے جب اس گل
کیون نہ ار جا و عزیز و نگہ گل لیک
نیشہ و ساغر و ساتی بیتے میں حدی
لگ گئی گلے ترانہ سنکے بلبل لیک
شوق میں اگر بھی کرنے لگے غزل لیک

چینی بانوں سے چھ چایا گیا
حال اس کے کہا میں نے نوید میرا
چین کتنا کہ چھ صاف زبان سے کہا
بات کی ایسی جا کہ ہوا دل چو
عشق کی بو سے مہر کو کھو بیون
خدا جانے اگلے عطر کے دیون کے
پان بنگوانے کی کہ ہم میرا چاری
جمع کن ہیں سے عشاق کی بولی چاری
بہی خیر و بگووری چلو رہی چاری
قتل پر اٹھا یا میرے جان بیکاری
سرد لوٹ بوجھلے نکلے جی کے
کہ کیا رنگ سے میں خون جاگیر چری

غیر تنہائی نہ دیکھا اور کچھ بستر پر آہ خواب سے جو چشم محکمہ کو گھل گیا

غزل سوز

تجھ کو تہمت مت لگا بہر حال تو الفباک
ہاں اگر قصیر یہ کہنے کا ایشب باغین
اس گنہ پر جو تیرے دلیں ہو سو تو کر سوک
اور ایک بات یاد آئی ہی میں جھوٹا نہیں
دیکھ کر تجھ کو نہایت طیش سے بولا کہ وہ
رگ کیا اپنا سامنے لیکر قدم پیچھے پڑا
اس گنہ پر جو تیرے دلیں ہو پھر رخ کہن
ہاتھ بھی ہنسیا نہیں اتنا کہ ہر دم تلک
رخسہ دیوار سے دیکھی تھی قاتل کی جھلک
لیکھا تھا اس شرابی کے کہنے میں دل گزک
جو نگہا میں پاس اس کے اٹھ گیا دیکھ کر
اپنے رجبے سے نہ رکھ تو پاؤں سے کچل کر
ہر قدم پر مار کھلتے کہ میں رہتا تھا جھلک
اپنے اس دسوز کو تو ہاتھ میں پانک

غزل اسد

آہ کو چاہئے ایک عمر اثر ہوتے تک
دام ہر مومن ہی حلقہ صد کام نہنگ
عاشقی صبر طلب اور تمنا دنیا ب
ہمنے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز بک علاج
کون جیسا ہی تیری زلف کے سر ہوئے تک
دیکھیں کیا گذرے قطرے بہرے ہوئے تک
دل کا کیا رنگ کروں غن جگر ہوئے تک
خاک ہو جائیگی ہم کو خبر ہوئے تک
شع ہر رنگ میں جلتی ہی حر ہوئے تک

غزل سودا

کرتی ہی میر و ملین تیری جلوہ گر رنگ
کس رنگ میں دیکھا نہ تیرے رنگ کا جلوہ
اشیش میں ہر آن دکھاتی ہی پری رنگ
سب رنگ میں ہی تو تیرا ہے پری رنگ

یوگیا جامی حسن ایب مرشد
ہم بیادہ رانم ظرفون سے دیہ دنیا
سازن دل لگ کر ہر ایک سے زیبا
نیشہ دلہ میرا سب دل جانی ہوئی
نیشہ دلہ میری یا قوتیان چھوٹے
کیا خاک سے غفے آٹھوٹے دکھانے
پتی با قوت کی دکھانا تھا کوئی لا
بجلیان بار کو اسے رنگین بالا بالا
سر میر دیتا تھا کوئی آنکھ لگا کر لا
مسی بچھوٹا تھا کوئی لکڑی کوں نہیں کا
بچھوٹا تھا کوئی پتھریلے شکر کا
چھوٹا تھا کوئی رنگ جانی نہ
ظنا

یہ شیشہ کران لکھوئی مابو جتاو
ہی خاک بزارج خدا جانے چمن کا
کس گل میں ہم جلوہ دی کا بکچہ فزین
کر جانہ عریانی کو خاک تری سودا

پیدا کرے پھر درہی کہ نشینہ گری ہنگ
یکھ آئی ہی کیا جا کے نسیم سحری ہنگ
دکھائی ہی میری مجھے بیباں فری ہنگ
جو غم سفر بہان سے تو ہی بہ سفری رنگ

غزل حُرّات

رکمتای جو مزایہ دل تنگ رنگ تنگ
 بدخوئی مجھے کربا ہی ہر دم تری طرح
 جسے کیا ہی تو نے چمن کی طرف گداز
 کیا دھنک ہنست کیلئے شرابِ شیخ
 دلاصاف تھا تو خوف تھا دیکھے ہمیں
 جو رنگ معنی شعر میں جرات کہیں نہ

سودہ تمام خلق کا ہی تنگ تنگ ڈھنگ
سیکھا پہر تجھے ان بھی بڑا تنگ گنگ ڈھنگ
گھل دیکھ کر سو اسی منٹ دنک تنگ ڈھنگ
رکتا ہی اور بادہ گزرتا تنگ ڈھنگ
اب کیا دکھاو دکا میرا تنگ ڈھنگ
پاکو کوئی سکرٹوں فرسنگ تنگ ڈھنگ

غزل سودا

چونکہ دی ہے سقلی ہے ہمارے نین اگ
رنگ گل کچھ طرح کے ہے ابر بہا
لالہ خور و نہیں ہی خون ہے وند کے
جس میں ہر دھوم ہو ریکی و لیکن تجھ بغیر
رنگت یا قوت نہ کا دے ہے اچھا و نکلیط
گو بہا رانی کسی سود اہل لکھا ہی باغ

دیکھے ہی چون خطہ فالو سچ ہر ستم
آشیان ہیرا جھڑک لگتی ہی لکھنڈنگ
جو شبنم اگر لگا دے کو دکھ مہر لک
یہ گھال اڑتا ہی چون بڑک ہی بڑک
حسرت سے چہرہ اس گل معدنیں گل
لوں چمن میں گل نظر رہے ہیں چمن میں

غزل اش

مسکرتا تیری شبِ بحر میں نورِ ملک
سیجِ مہولوں کی ڈیری استی محسن پر کی پس

میں کے لین کر وین یہاں تک کہ ہو چو رنگ
صدے ہوتی ہی تیرا دیکھ ہر ایک عمر رنگ

چلے چلا ڈھنگوں کی سی کرتا
 گھنٹوں کو کوئی پا جا نہ پیا جو آتا
 رنگ گندن سا جو دیکھیں چمکتا
 جانکونگی جیسا کوئی چڑیا آتا
 کہ تیاں کیے کوئی خانہ خراب آتا
 چلے گی کوئی حال پہیلی آتا
 راہ داروں کی کیا بارگاہ آخر ہوا
 کو چرگ کسی کی بد چنوں آگاہ
 رفتہ رفتہ ہو دفتہ مرغ فریاد
 برف پرہ نشیں کو بھی زار آج
 دھن کی گھوٹا دھن کی پیما آج
 مہرے مادیوں کا دھن کی پیما آج

بھانڈی میں لونہ سو کو مٹھے پڑ رہی گریز
 لیکے ہو جاگ پری کوئی نہ کا فور لینگ
 بادلی تیری نگیر کو جھانکے ہی ۴ ماہ
 دیکھتا ہی ہے شاید تیرا منظور لینگ
 آج پر یونکا اتارا ہی یہاں کے اٹ
 ماستا بی نہ بچھے پھر بدستور لینگ

غزل شیدا

جی بھل جاوے گا سن او گلبدن
 جو ہوا مٹھے لو اک ان الگ
 عاشق زار کا طور
 اندون ہی کھاور
 مثل گل غم سے تیرے غنچہ بہن
 چاک دامن ہی گریبان الگ
 مٹی کشیکا جو مزا
 ہن ہی نام خدا
 یار ہوسا قی ہوا ورسیر چمن
 پیوین خلوت میں میری جان الگ
 خوب ویونگی دلا
 میٹھی باتو نہ بجا
 دلو لے لیتے ہیں کر سیکڑون فن
 ان رہتا تو کب مان الگ
 زیت عاشق کی تیا
 ہو کر طرح بھلا
 ماری ڈالے ہی سی کی چھین
 خون کرتا ہی ادھر پان الگ
 دتے کر کے کو بہل
 ماجر ہی مشکل
 شیدا مانگے تیرے بالوں کی پھین
 کبھری ہن زلف پرین الگ

ردیف لام

غزل سودا

ایں جنک سیرین آیا یوین مل کے مل
 کیا بنائے صانع قدرت تو کین مل کے مل
 بہر وہ دریا کہ جس گدھے پل باندہ مل
 موزج شمع عاشقان تو رہیں کلمین مل کے مل
 قتل کا کیسے کیا ہی آج ان آنکھوں کے غم
 کھینچ کر نیچے رہیں ابرو اس قابل کے مل
 ہمیں تیرے کہ جسکو ہوا ہی شغل عشق
 مچ رہی ہی شرق سے غزل تامل مل کے مل

ایں جنک سیرین آیا یوین مل کے مل
 قتل کا کیسے کیا ہی آج ان آنکھوں کے غم
 کھینچ کر نیچے رہیں ابرو اس قابل کے مل
 ہمیں تیرے کہ جسکو ہوا ہی شغل عشق
 مچ رہی ہی شرق سے غزل تامل مل کے مل

میں گل کس سے ہو سودا کی نہیں باغی	گولہ و شکارکے تقدیری شکل کے گل
غزل شہید	
ای گل اندامِ حینِ نونزل بر سر گل کچھ تو شبنم کو محبت ہی کہہ برت نہا کا تو پھوٹ گئے شور و فغان سے بلبل عرق پس چہرہ گل رنگت یوں لہرا یا ہو سدا آمد گلشن کی تمنائیں شہید	دھیر ہوئے ہیں ابھی تو کسے گل بر سر گل ادھر اُدھرستی آ رہی ہی گل بر سر گل اب یہودہ تو کیوں کرتی ہی گل بر سر گل جیسے شبنم رہے مینائی سے گل بر سر گل خند لب کو کون بڑھا جائے گل بر سر گل
غزل اش	
جس زمین پر ہو تیرے سہ دیدار پھول کشتہ تیغ جھا کا ہو جو غم منظور خاک آغشته سخن چاک ہوا در کچھ اور شجر طور اگر دیکھے اگر اس کو کلیم کیون انشا کرے تلویذ میری خط کو	کیون پھر وہاں آئین برین با یک پھول تو بھلا فائدہ کیا تو نے گلزار کے پھول پھول درکار تو ہوں آہ شربار کے پھول تو پچھاو رکھتے لمعہ انوار کے پھول جسین ملفوف ہوں اس طرح دستار کے پھول
غزل رصف	
میرے لیے نہیں ملتا تیرا دل چھپا یا مجھ کو کیون تو بلا میں غرض ہوتا ہی غنیا سخت دشوار نہیں ہی اختیار اپنے میں یا رو میں ہے جان سے راضی ہوں اس پر	بہت ہی سخت تیرا سو فادل میری قصیر کیا تھی کہ بھلا دل ہو یا رب کا مبتلا دل میرے اب ہاتھ سے جا لیا دل تیری جس بات میں ہو کو رضا دل
غزل تابان	
کیوں ملنا ظلم سے عادل ملے دل اور دل	کیون تپتا ہی کیا جفا دل ملے دل اور دل

دیکھو غیب ہوئی چاہ پائیکیں ہوا
 روزِ ناب کو کون نام نہ نہ باری
 دور کی کوئی بات نہ ساری
 دوزخ و جہنم دہ گھر ہو
 غنیمت و نعمت دہ گھر ہو
 موتی جھلکے کو بھی لپکے ہو
 ہزار بار کا گیا کہ نہ یاد چل کر
 آشنائی سے کوئی پر کنہا رہا ہو
 جہنمی بر آکون دیدیکے اچھا رہا ہو
 حاذق

میں نے عالم کیا ہی قتل میرے دیکھتے	بجھ سکرے ملال نے دل فوس دل
کس جو پڑ چھپا یا دل میرا ملتا نہیں	دُھو ڈھقا ہوں کیا ہوا دل فوس دل
جانتا تھا میں کہ وہ ظالم بیٹ پریم ہی	کیوں ہوا تھا مبتلا دل فوس دل
دیکھ کر میں منہ نہ کو مجھے ہو کر اب جدا	کس طرح سے دم گیا دل فوس دل
کس سچا چو کہان فوس دل پاتا نہیں	کیا ہوا تانا بان میرا دل فوس دل

غزل میرنگ

گلستان بچہ ان گل لے گل فوس گل	آشیاں کچے کچے کہاں گل لے گل فوس گل
گاہ نہادی گاہ غم گاہے گلستان گاہ بند	ہی یونہیں طرز زبان گل لے گل فوس گل
دل میرا دھون بچہ پر آہ شعلہ مار سے	جل گیا بے خانان گل لے گل فوس گل
اتو اس کئے قفس میں جو ہے مہیا دے	ہو گئے ہم نہجان گل لے گل فوس گل
باغین ہرنگ میرا کج سا رکھ دلیب	تھے ہی کرتے فغان گل لے گل فوس گل

غزل کتر شاہ

لیکھا وہ دلربا دل آہ دل فوس دل	بہ لیا دل وہ گیا دل آہ دل فوس دل
میں کہتا تھا پریشان ہو گا درود ارفا	ای گرفتار بلا دل آہ دل فوس دل
لگ گئی لکھی نظر جو ہو گیا یوں مضمل	تھا بھلا چنگا میرا دل آہ دل فوس دل
نقد دے لکھے سمجھ کے قلب اس دلبر نے آج	بید رہ سستایا دل آہ دل فوس دل
میں کہتا تھا توں ایدل کتر نہ مل	پھر خدا کی جو رضا دل آہ دل فوس دل

غزل علامہ احمد

پتہ کے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل	اپنے پیارے عشق سے ابھی رہ جائیں چل
دو نوں چہان میں جس کی تکی سے تاباں	وہ آفتاب حسن نظر میں بجا نہیں چل
جس کی ہاں میں محل محل میں آج	سلوت میں ناب خفی کے پیا کو بائیں چل

چاندنی زات گردن سپاسی نظر دوزخ
 یوں تو دل کے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل
 لکھے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل
 لکھے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل
 لکھے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل
 لکھے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل
 لکھے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل
 لکھے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل
 لکھے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل
 لکھے دیکھنے کے تاتے کو جانیں چل

پرواہین پیاگوکشی وصال سے
 دم کا مرد کر کے ارادیکاتار باندھ
 ناسوتے گزہ کے تفرج سے ای علم

فن سے ایسے اسکوائس میں جہاں جل
سہ صد اکا مور بنا کر سنا میں جل
لاہوت کے مکان میں جل جہاں میں جل

غزل ولی

دل کا یار ہے بدل کا چھڑنا مسکلی
حسن ہے ام بلا زلف ہیں دو کا گامگ
آتش عشق نے ہونکا کیا خانہ خراب
یاد کرنے کو کیا اتھہ میں منکا میں کا
طفل نادان ہشیلامیر اعظم اے
جو عمر یاد میں گذری ہو محبت سمجھو
راز مخفی ولی ظاہر نہ کہو کرنا

عشق کا زخم لگا اسکا سلانا مشکل
جس کہین ناگ دُسا اسکا جلانا مشکل
آگ دریا کو لگی اسکا بجھانا مشکل
دل اوپر بوجھ پڑے اسکا پھرناس مشکل
مکتب عشق میں تعلیم دلانا مشکل
سو گیا عشق میں پھر اسکا جگانا مشکل
خاص بات گئی اسکا کھیرنا مشکل

ردیف ممیس

لکھا جانی اسے سیر کر کے کاشنا سین دوم
 زلف کو کھولا تو کمر بند کی ہوز کا علاج
 دے گئے وہ شور دے لے آتے ابائی بہار
 بعد زمین لاغری تیسرے سن ابنا دھیر
 تہہ نگاہ گرم کی حسرت سے دل کا رچی خوش
 دو کون کچھیں تیرا بچلی عروج شہک
 لب سے اسود اشرا ب سن ندیم میں پیہن پیر

ردیف میس

شور ہی جس کے لئے کہے میں تجا نہیں دھوم
 سخت دیو ان کی بکھر کر کھلیا نہیں دھوم
 ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر فہین دھوم
 جون ہال عید ہی سیر کھڑا نہیں دھوم
 راگ دیکھو نہ ہو نینج بستمع و پر نہیں دھوم
 ہو گئی سب وجہ ان اطفال دین نہیں دھوم
 نوسنے ای مظرف کی سیل ہی تاج نہیں دھوم

عزل شود

[illegible]

خانہ پرورد چمن ہین آخرا یصبا دہم خندہ گل بنیک فریاد بلبل بے اثر ذبح تو کرتا ہی ملک فرصت گلے لگنے کی د قریب دم گیا اپنے قدم فیض سے مین نکل سکتا سیر سیہ تیرا ہی سرو ای خون مصرع تیرا سودا کی ہی بنجیر با	اتنی فرصت کہ بولین گل سے کیا دہم اس چمن سے آہ جا کر کیا کہنے گی یا دہم عید قربان عید تجھے دے لین مہار کما دہم خانہ زنجیر رکھتے ہیں آس آباد ہم طوق قرع کی طرح رکھتے ہیں در ز دہم نبرد سے تیر نہیں ہوونگے آبا زاد ہم
--	---

غزل سودا

نہ عرض کفر سے رکھتے ہیں اسلام کام دل نالان کو میرے کسی آرام کام کیون نہ افسی چلے ہر ایک جگہ کو کر اگر کیلا کہیں مل جائے ہین تو دل کا جو نہیں آخا تیرے کام کا دیکھا سود ہوں سیر کا جیسے گرفتاری صید	مدھا ہو تو ہی ساقی سا و جام کام کوئی چین ہو اپنے اسے کام کام نہ پڑا تیرا تیری زلف سے فام کام لیجے من مانا اس شوخ گل اندام کام وائے وہ نہ کہ تجھے شک ہو حکام کام نہ گرفتار سے طلب ستی دام سے کام
---	--

غزل سراج

صنم ہوا نہ ہوا تو وہی صنم کا صنم اسی جہان میں گویا مجھے بہشت ملی ابھی تو تمنے کی تھی ہمار جاں بخشی وہ گلبرگ کا عجب سراج رنگا رنگ نہ رکھ سراج کسی خبر سے چشم وفا	کہ اصل ہستی ما بود ہی عدم کا عدم اگر میرے پر رکھو گے وہی کجا کرم پھر ایک دم میں وہی نیچے چلے کا علم صبح کو لطف تو پھر ستام کو تنم کا تم صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم
---	--

غزل سراج

جا بول یصبا وہ دلارام کو سلام میر لطف سے دہر گفام کو سلام	
--	--

نایاب جانے کا فتنہ غضب دکھایا
نہیں بنا کر کئی بڑا دل کو دھندلایا
کبھی مودا سہری جانب کبھی افراتوڑا
دانیسے کبھی بفر کبھی غصہ کھایا
کے کو غم سے اپنے دل کا فتنہ
رو تھا درد و دہم پہرے کی بات
کلیں میں بدل آہ پرست
انک انکوں سے درد و جلاں لگا
شب کو وہ فتنہ خراب اسکا کھینکا
سیر تیرا جہان میں مسموم جہنم لگا
غم سے تنگ نہ نہ کر کا دنیا پر فدا
خانہ تو تو ہو گویا کسے دہر تجھ کو
دن کو

جس قدر کہ دیکھ سہو کے اڑتے ہیں فاختہ

یکدم لجاوه سر و گل اندام کو سلام

فاصلہ کوچھ مجھ کو سرفراز کر کر د
 خم کیون ہو کر زانہ خشک کی زلف کو
 میں عشق کے طفیل کیا سیر باغ دل
 ہو باد بھال تجھ ابرو کو دیکھ
 لاوے محاسن ج تو کیا بلکہ آفتاب

اسے کو دین بوس کروں نام کو سلام
کا فرہوے جو کرے اسلام کو سلام
اس خوش ہوا بہار کے شہنگام کو سلام
کرتا ہی چاندراتے کے دشنام کو سلام
مرصیع اس سخن کے دروہام کو سلام

غزل و زری

جوں بڑھ رہا تھے ہی سر روٹے ہم
 روٹے میں شب و روز اسی فکر سے یارب
 ارمان بہت رکھتے تھے ہم دیکھ چمن میں
 جس گل پہ نظر کرتے ہیں آتا ہی نظر خاں
 ہم وہ نہ قلم نئے کسی مالی کے لگاے
 افسوس کہ دل کا کنول کھلنے نہ پایا
 اب پہلے ہی آغاز میں پا مال ہو جائے
 دکھ اپنا عجب کہتے ہیں سیر دکھ آگے
 زندان مصیبت میں بھلا کس کو ملاوین

اس گردشِ افلاک سے پھولے نہ کھلے ہم
 غنچِ گلِ طرحِ باغِیں گل ہونہ کھلے ہم
 بیٹھے خوشی سے کجوشکِ تلے ہم
 گلشنِ بینے جاتے ہی کانٹوں لے ہم
 نرگس کے نہالوں میں تھکے اصفِ پلے ہم
 کوئی دن کو چلے جلتے ہیں ایشیں تلے ہم
 فریاد کر کے سستی قسمت کے جلے ہم
 بے بس ہو جان اگر گزرتے تلے ہم
 رستے ہیں وزیرِ سگی ذراتِ تلے ہم

غزل زکی

نہیں تاب کہ دیکھوں جمال صنم مجھ اپنے ہی غم کی کام
 مجھے جس کے جلوہ گری کی قسم مجھے عشق کے پردہ دردی کی قسم
 تیرے عاشق زار ہزار بہانے تجھے دیکھنے آتی ہیں خلق جہاں
 کوئی دیکھا ہی نہیں ابھی سوختہ جان تجھے میری یاد دہلیز میں
 نہ ہو قاصد یار تو چین و غم میں ابھی اپنا خیال ہے اور کہیں

[illegible]

ابھی ہوش کی اپنے خبر ہی نہیں مجھے عالم حسیبہ کی قسم
شب وصل کی ہو گئی صبح عیان کہ ترپنے لگا دل سوختہ جان
بیچہ دیدہ تر ہوئے شعلہ فشان مجھے اس شوق سحر کی قسم
نہ کرا تازگی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہی نہ ذوق سبو
تیرے شعر سے آتی ہی خون کی بو مجھے تیری ہی جگر کی قسم

غزل سوز

ایک صبا کی طرح چہر اس چین میں ہم	پائی نہ لو وفا کی تیرے پر میں ہم
شیشے کی طرح شام کو رو کے تاحر	خالی کریں ہیں دلو کو تیرے چین میں ہم
فالو سن بیچ شمع جلے طرح ہنوز	جلتے ہیں تیرے کچھ سے ظالم کفن میں ہم
شعلہ اٹھانے سے ہمار کبھی سوز	ستنی کی طرح جل گئے کچھ ہی میں ہم

غزل ہمت

میں مجھے کپری تھے لسان کی قسم	دیتا ہوں تجھ کو تخت سلیمان کی قسم
کرو بیان کی تجھ کو قسم اور عرش کی	جبریل کی قسم تجھے رضوان کی قسم
طوبی کی سبیل کی کوثر کی جام کی	حور و قصو حبت و غلمان کی قسم
روح القدس کی تجھ کو قسم اور مسیح کی	مریم کی تجھ کو غفٹ دامان کی قسم
تجھ کو محمد عربی کی قسم ہے اور	مولا علیؑ کی شہ خراسان کی قسم
توریت کی قسم قسم انجیل کی قسم	تجھ کو قسم زبور کی فرقان کی قسم
ملت میں جسکے تو ہی سبکی تجھے قسم	اور اپنے دین و مذہب دیا کی قسم
ہم کو میرے ائمہ سے اس امت تجھ کو	تجھ کو سحر کے چاک گریبان کی قسم
مدت تیرے چاہ و فن میں غریبوں	بالہ تجھ کو یوسف کنعان کی قسم
قتیدی و نہیں تیرا مجد او مذہب	اور اس عزیز مصر کے زندان کی قسم

یہی غزل خزان باغ جوانی کی ہے ہمار
نچھپان باغوں کی بوئیں کا ماز ہمار
عشق انکھون میں ہو گیا ہر دم ہمار
یہ ہوشی شکل کہ بون کا جو حسیبہ ہمار
آئینے میں بری صورت کا جو حسیبہ ہمار
زینت تیرے دم و دل کا جو حسیبہ ہمار
سے اجاب تیرے دل کا جو حسیبہ ہمار
دوست تیرے دل کا جو حسیبہ ہمار
عشق تیرے دل کا جو حسیبہ ہمار
یہی غزل خزان باغ جوانی کی ہے ہمار
نچھپان باغوں کی بوئیں کا ماز ہمار
عشق انکھون میں ہو گیا ہر دم ہمار
یہ ہوشی شکل کہ بون کا جو حسیبہ ہمار
آئینے میں بری صورت کا جو حسیبہ ہمار
زینت تیرے دم و دل کا جو حسیبہ ہمار
سے اجاب تیرے دل کا جو حسیبہ ہمار
دوست تیرے دل کا جو حسیبہ ہمار
عشق تیرے دل کا جو حسیبہ ہمار

سوس کی ہی قسم بھلو رو کوہ طور کی
 سو گنداسنی کی تجھے کچھ لائے
 اگر کے آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی
 تجھ کو قسم ہی غنچہ زنبق کے تاک کی
 سونے کے گائے کی قسم اور زونہ کی
 بستر میرا ہی خار غنچیلان سا قسم
 ایسی میری قسم بھی مانی نہیں ستجھے
 کو نین باغ کے وہ جو رہتا ہے گشت
 دیو سفیدی قسم اور کوہ قاف کی
 تو ناچمار کی قسم اور کلو بیر کی
 تسنیں تو ساری ہو چکیں باقی رہی ایک
 اُن بھر تو کہو ہائے وہ کس طرح ہوا

غزل طہیر

کچھ دیکھوں نہ سنبھل باغ کو میں مجھے اس خم زلف تو ناکی قسم
 نہ کر کوں عارض گل کس طرف مجھے اس رخ مہر و وفا کی قسم
 یوں پھر ہی چین کی فضا میں صبا وہ نہرا طر حے ہونا کس
 میرے دلوں کو کبھی اسکی ہوا مجھے کونے صنم کے ہوا کی قسم
 جو نہی آیا ادھر کو وہ چشم سیہ وہیں لیلیا دلوں سے برگ
 یہی عقل و خرد کو نہ چین جگہ مجھے سن بت ہوش با کی قسم
 بدن اس گاہی رد کش برگ سمن میرے برین جو اد وہ رنگ
 کھلے غنچہ دل میرا گل کی من مجھے اس گل بند قبا کی قسم

میرا چہاں کوئی دشمن نہ کرنا ہی چلا
 جان کہ دشمن جان کی جگہ میری با
 دل کا اور سے لوجہ سے غلو چلا
 جگر سے ملے ملا با تجھے تو کچھ چلا
 جگر سے ملے کسی دم غضب آجا چلا
 غم کے کما کیسے کسی بار کیا جائے گا
 جان جا بھی میری بار کیا جائے گا
 نہت بیون سے میری جین چہرہ فرمایا
 بجا فرمایا بیون سے کون نہایت جلا
 اور دشمن تو کا فی الغرض مجھے نہ جان
 تو میرے تصور میں زبان پر لایا
 تو میرے جانی تو کیا جانی ہی طور سے
 تو نہیں اور سے اور نہیں اور سے
 دلین

تیرے عشق نے دل میں پردہ دیا تو کچھ محسوس فرہ میں ایسا لیا
 نہ کروں نہ کروں نہ کروں میں دو امین نے کھائی ہی اتودو کی قسم
 اگلی ہندی جو ماتھوں میں اسکے میان تو وہ سرخی کچھ ایسی لالہ فضا
 وہ شفق جو کہ صبح کو ہووے عیان ہو دکھائی ہی کچھ خالی قسم
 میں نے دیکھا نظیر جو اسکے تئیں تو وہ شرم جیسے ہو کر سرو قرین
 کیا نیچے نکھاروں سے جان و دین میں کہوں کیا اب کچھ کھائی کی قسم

غزل طغیر

دو سے تھے سانی سنکے میخانیکو ہم
 مٹی بھی ہی جیبا بھی ہی سانہ بھی ہی مٹی نہیں
 کیوں نہیں لیتا ہماری تو خجرا ہی یہ غم
 ہو چھپنا تھا قہقہہ کیا لگہ صبا دے
 بس رستے ہی وہاں آبا و زہیکو ہم
 اتو پوچھنے لگی کسی کا فر کے تھانیکو ہم
 اب کہاں لیجا کے بیٹھیں ایسے دیوانیکو ہم
 تاکہ شادی مرگ ہمیں ایسے مر جائیکو ہم

غزل ہوس

ابھی کتنی تھی لیلی پردہ نشین نہیں کھائی ادب کے خدا کی قسم
 غم قیس سوانحے کچھ نہیں غم اسی کشتہ ناز و ادا کی قسم
 رکا پایا جو لیلی نے عجبوں کا جی کہا کیوں ہو خفا میرے سر پہ
 نہ تو میں نے کو سنگ بات بھی کی مجھے میرے شرم دجیا کی قسم
 میرے گریہ سے جا دیگا صبر و سکون میرا کھوں سے ٹپکے ہی قطرہ خون
 نہیں کھائی ہی قمری زہر زبون مجھے لیلی کے فدا کی قسم

دل میں بہا ستارہ کی تو دل میں نہ
 یہ فتنہ ہوئی کہ دل و عشق ہوا
 نہ لگا یا نہ اس لیے ہی جو ہو گیا
 کی رکھائی وہ بادشاہ کی کمر لیا
 دیکھا اندھیرا دل پیش سے محو ہوا
 جی جانا نہ تھا اس نے کھانا نہ ہوا
 چن چن میں یہ چھپنا لگا تھا صبا
 دل لگ لگا نہ ہوئی کسی غم میں ہوا
 بندہ گئی عشق کی اپنی بہرہ نمان ہوا
 لالہ دیون کو پروا نہ تھی نہ ہوا
 دیکھا رنگ ہم پہنچے ہم فتنہ کا
 سرور و شوق بھل گیا کھانا نہ ہوا
 انا

شب بحرین اسگون کا خون بہا ہے دے رنگ تنو کا اڑ
 نہیں اسین مبالغہ ایک ذرا مجھے تیرے ہی رنگ خنکی قسم
 تیرے کشتہ غم کا ہی حال تیرے ہی کہو جو جانا ہو تیرا ادھر
 تجھے فاصد موج نسیم سحر میں بحر کے شب کے بجاکے قسم
 کبھی کہتا تھا قیس غزالون سے کہو ناقد ادھر سے کہہ کر گویا
 کبھی کہتا تھا تو ہی تباد سے صبا تجھے پسید کے زلف و ناکی قسم
 کبھی ساغر و صل نہ میں نے پایا کبھی زخم جگر کو نہ میں نے سیا
 غم و رنج و تعب کو عزیز کیا مجھے عشق کے جو ر و خاکی قسم
 میرا نکلا ہی جاتا ہی تے ہی نہیں چین ہی تیرے بغیر صدم
 تو تو غیروں سے اب رہ جا کے بہرہ منجھ دیتا ہوں تیرے خدا کی قسم
 تیرے کو جیسا بہن نہیں اٹھنے کے ہم کرین رہ میں تیرے ہم سر کو قلم
 ابھی دل پہ مٹھی ہی پہر ہی وہ صدم مجھے غوث و قطب اولیا کی قسم
 نہ تو پائی ہوس کبھی بھولو نہ کی بونہ تو بیٹھا ہوں میں کبھی برباب جو
 اپنی بھلی دلی گئی نہ کبھی مجھے جانے کی اپنے وفا کی قسم

ایک گل تازہ سے دل میں عرض چکا
 چہن کا اپنے جو مان دکھایا
 سخن تو ہم کی روش میں چلے گیا
 سخن تو اپنے اپنے آواز سے اڑ گیا
 سنی دن لگے نہ اپنے کیا کیا
 نوجو قد سے سرو صدم کے اپنے کیا کیا
 میں نے اس گل کو جو بیکر میں کیا کیا
 خار نے تو سب اس غنچے میں سے کیا کیا
 دیکھ کر مجھ کو یہ گل دربان پر کیا کیا
 اب میں ناخن سے اس کو کپڑے سے جھونکا
 سنی ہی باد کہ تو اپنے جھونکا
 نہ غصہ جھوٹ کے سب کو ہی جھونکا

ردیف لون غزل سودا

باتیں کہہ کر گئیں تیری بھولی بھولیاں ہر بات ہی لطیف و ہر ایک سخن ہی دُر حیرت نے اسکو بند نہ کرنے دی پھر کھو اندام گل یہ ہونے قبا اس خریسے چاک ساقی پہنچ کر تجھ میں اس ابر بہا میں	دل لیکر بولتا ہی جو اب تو بہ بولیاں سر آن ہی کنایہ ہر دم ٹھٹھولیاں آگ کھینچیں جس سے تیرے نہ پھر بھولیاں جو روشن جموں کے تپ سے کستی چھو گیا بڑے نہیں ملے گریستی میں گولیاں
--	--

جو چاہوں کھوین کھو احوال دل کا	تو اٹھو کو اپنے قلم دیکھتے ہیں
گزرے ہیں سو سو خیال اپنے دلین	کیسا جو نقش قدم دیکھتے ہیں
مے تم ہو میرے قیوں سے جا کر	ہیں میں کہ سو سو تم دیکھتے ہیں
بہت جھوٹے وعدے کئے تو نے سے	بھلا تم تو تیری قسم دیکھتے ہیں
نواؤے نواؤے میان ہوتو ہر شب	تیری راہ تا صبح دم دیکھتے ہیں
تو کی گلی میں شب و روز آصف	تا شاخہ الی کا ہم دیکھتے ہیں

غزل سمجھو

یوں دین رخ ہی حجاب میں روشن	ماہ ہی جن سماں میں روشن
اسکی بینی میں بہر بلق نہین	شمع ہی ماہتاب میں روشن
جام می میں ہی عکس چہرہ یار	یا چراغ آفتاب میں روشن
اسکے گورے بدن میں لال لباس	دیکھو آتش ہی آب میں روشن
ساتھ رہتا ہی فندق پا سے	بیخ شاخہ رکاب میں روشن
سوز ہی سے رنگ شمع میرا	نام ہی شمع و شتاب میں روشن
یوں مدار و وسگے تو پھر سمجھو	آنکھیں دیکھو گے خواب میں روشن

غزل لہجی

حسرت بھر اس دلو کو کہاں جا لگاؤں	وہ یار اگر آویز و روکے سناؤں
لہا جو کیا ہستی اس شوخ نے موقوف	پھر عین سے کیا فائدہ لہا تھاؤں
سچ ہی کہ تباہ ہوتے ہیں ہمہر و جفا کا	منظور نہیں بہر کی جھوٹو جھلاؤں
ظاہر میں اگر چہ سہوے آنکھوں کے	بہر داغ جگر سینے کے کس طرح مٹاؤں
سینے میں قہمی کے تیری فرقت سے سنگم	ایک گلی تہی چلوں کو بجاؤں دین

غزل شاہ عالم

ایک
آتش شکرے حالت میری کی کیا ہوئی
دھواں فناں میری پر وانی ہوئی
خونچان کی کسکو خبر اصلا ہوئی
شیخ کج طرح جلانے تھے پر وانی ہوئی
دسوں کا نہ خبر مجا یا ہوئی
کسکے ہر مصلحت میں جا یا ہوئی
آتش افروز و زور میں جا یا ہوئی
مٹا جی جھپٹتی میری آنکھوں میں شمع
چری جھپٹتی میری آنکھوں میں شمع
ایکے ساز کی سو شمع نہ جھپٹتا
میرے غنم کے شکرے دل پر نہ تھا
میرے غنم کے شکرے دل پر نہ تھا
غیر سے چرب زبانی ہی خجل میں نہ تھا
چہرہ بوسا چمکاتے جلایا نہ تھا
کیا میرے دل کا نول نے بجا یا نہ تھا
باغ

کریچاک گیان بجے بدنام کر دین پردیکھ تو کیا ہی تھے اب کم رو دین کیونکر کڑے گردش ایام کر دین ایک دم میں جنوں کو خم انعام کر دین شب روز کو ادھیچ کتنے شام کر دین اللہ کا شکر نہ انعام کر دین	خارج ہوں میرے ہاتھ سے کیا کم کرو دم رکھتا ہوں آئندہ کو اس کے تو مجھے ہی دور جہان میں مجھے اس کو مجھے آوے جو تصرف میں یہ سیکھہ ساقی چیراں جو تیرے حیرت کس طرح ہے یاد محکومت عالم کیا اس رب نے کیونکر
---	---

غزل حاجی

کیا چکی کھڑی زنگین تار چمن میں تو جاں سوت زینت گلزار چمن میں شاید کہ وہ پہنچا ہی طر حد ارچمن میں اسیر سے مطلب ہے نہ کچھ ارچمن میں آجائے یہر حاجی خبر ارچمن میں	کتنی ہی تیری آنکھوں کو ای بار چمن میں ہو جائیگی نیرار ہر ایک پھول سے بلبل بواج تو لاتی ہی صبا اور طر کلی ہم وحشیوں کا رہو بیابان سلاست تاکیدی در بانوں کو یہر باغین جاگیر
---	--

غزل سوز

وائے غفلت اس زندان میں سوز تپہ اپنی صوفیوں کے روز جا حقد میں یہ برادر یہ پرہیز خورشید بہر فرزند میں سو جھٹاتا نہیں یہ خاک کے پود میں سجدہ گنیں انکھڑا تب سوز آئند میں	شہدین جیسے گن ہم حرص میں باند میں رزق کا ضامن خدا شاہ کلام اللہ میں متعزین دیکھتے ہیں اپنی انکھوں کے رو تو بھی عنایت سے ٹھوکر مار کر جلتے ہیں یا جیتلگ انکھیں ہیں کھیر دکھ دیکھیں
--	--

غزل کتر سہ

خریدار سے کب نہاں چھپا ہوں خریدار تم ہو تو کیا چاہتے ہو	متا سچ دل اپنا عیان چھپا ہوں میں دل چھپا ہوں میں جان چھپا ہوں
---	---

غزلت کا چمن اگلے ترکہ ہوا
 بجلی سے لگی گلشن لاف میں ہوا
 لشت علیہ لیلان قفس با لکیا
 خارج ہوں پویدہ اگلے ایندک جا
 غزل دل پر جو ریاقت ہو تو کیا ہوا
 خوش نصیب سے کمال تو تار ہی
 ہم نہیں کتنے کو دیکھتے ہیں بیخ کام
 اس بی بالاکا آخر کو بیا کام
 اپنا آغاز بھی کھیر بادیا کام
 آخر اونی سے اس جن پر ہنسا کام
 یہ کب سے ہم ساری عینا قتی غمی
 چاندنی پور خدا سے یوں کھتی غمی
 قہر میں کا

زخمی سا ہو کر خزاں داریوسف	تو میں سب کا سب کا روں بیجا ہوں
کہا مجھے قاتل نے سز چپا ہی	کہا میں نے ہاں مہربان بیجا ہوں
اگر تو میرے چہرے نیکو ہی کہتا	نہیں بیجا ہوں تو ہاں بیجا ہوں
بکا نام پر اسکے وہاں تو کستر	اب آگے رہا کیا عیان بیجا ہوں

غزل محکم

کر کے وعدہ جو صنم آپ بدل جاتے ہیں	حلق پر خنجر سدا چل جاتے ہیں
گر چہ افتادہ ہیں اس گردنِ فلکِ شام	پھر سہا لے کر تیرا سہل چلے ہیں
پہلوئے غیر میں ہم دیکھ لے گئے پیارے	آتشِ رشک سے شمع کے جل چلے ہیں
جان و صبر و خرد و ہوش جو اس آدینا	تیری رفتار قیامت سے نکل چلے ہیں
وہ تو سنسے نہیں احوال دل اپنا محکم	تازہ پڑھ لیکے ایک ہم اور غزل چلے ہیں

غزل نظیر

صفائی اسکی جھلکتی ہی گوسے میں	چمک کہاں پہنہ لباس کے گلے میں
نہ موتی ہی نہ کناری نہ گو کوں سپر	سجی ہی شوخ نے انگلیاں تیکے سینے میں
جو پوچھا میں تیرا تھے تو ہنس کے یوں بولے	میں لگ ہی تھی اس لگیا تو مجھے میں
پڑا جو ہاتھ میرا سینے پر تو اتھ جھٹک	پکارا ہی آگے آہ اس فریہ میں
جو ایسا ہی تھی تو اب روزِ ہم نہ آویگے	کھو جو آنے تو ہنسنے میں یا ہنسنے میں
کھوٹک کھوٹک بس کھو پیالہ بیک	دماغ کرتی تھی کیا کیا نثر تیرے میں
پتھر جو دور کے کونھے پہ پڑی کہا	تو میں نے جا لیا اسکو دھڑکے زینے میں
وہ پہنا کرتی تھی لگیا جو سر نہ لایا	پسے کے تن سے وہ تر ہو گئی پسینے میں
پہرے سخی لگیا جو دیکھی ہی اپا پر کی نظیر	مجھے تو آگ کسی کچھ لگ ہی تھی میں

غزل

--	--

۱۔ زخمی سا ہو کر خزاں داریوسف
 ۲۔ کہا مجھے قاتل نے سز چپا ہی
 ۳۔ اگر تو میرے چہرے نیکو ہی کہتا
 ۴۔ بکا نام پر اسکے وہاں تو کستر
 ۵۔ تو میں سب کا سب کا روں بیجا ہوں
 ۶۔ کہا میں نے ہاں مہربان بیجا ہوں
 ۷۔ نہیں بیجا ہوں تو ہاں بیجا ہوں
 ۸۔ اب آگے رہا کیا عیان بیجا ہوں
 ۹۔ حلق پر خنجر سدا چل جاتے ہیں
 ۱۰۔ پھر سہا لے کر تیرا سہل چلے ہیں
 ۱۱۔ آتشِ رشک سے شمع کے جل چلے ہیں
 ۱۲۔ تیری رفتار قیامت سے نکل چلے ہیں
 ۱۳۔ تازہ پڑھ لیکے ایک ہم اور غزل چلے ہیں
 ۱۴۔ صفائی اسکی جھلکتی ہی گوسے میں
 ۱۵۔ نہ موتی ہی نہ کناری نہ گو کوں سپر
 ۱۶۔ جو پوچھا میں تیرا تھے تو ہنس کے یوں بولے
 ۱۷۔ پڑا جو ہاتھ میرا سینے پر تو اتھ جھٹک
 ۱۸۔ جو ایسا ہی تھی تو اب روزِ ہم نہ آویگے
 ۱۹۔ کھوٹک کھوٹک بس کھو پیالہ بیک
 ۲۰۔ پتھر جو دور کے کونھے پہ پڑی کہا
 ۲۱۔ وہ پہنا کرتی تھی لگیا جو سر نہ لایا
 ۲۲۔ پہرے سخی لگیا جو دیکھی ہی اپا پر کی نظیر
 ۲۳۔ چمک کہاں پہنہ لباس کے گلے میں
 ۲۴۔ سجی ہی شوخ نے انگلیاں تیکے سینے میں
 ۲۵۔ میں لگ ہی تھی اس لگیا تو مجھے میں
 ۲۶۔ پکارا ہی آگے آہ اس فریہ میں
 ۲۷۔ کھو جو آنے تو ہنسنے میں یا ہنسنے میں
 ۲۸۔ دماغ کرتی تھی کیا کیا نثر تیرے میں
 ۲۹۔ تو میں نے جا لیا اسکو دھڑکے زینے میں
 ۳۰۔ پسے کے تن سے وہ تر ہو گئی پسینے میں
 ۳۱۔ مجھے تو آگ کسی کچھ لگ ہی تھی میں

عاشق و مستوف برین ہوا تھا ہر لطیف
فاصلہ کہیں صدم کو خاک بہت ہر قدم
اب شکر ظلم سے جلون لگا یا چاہیں
تیرے قدموں کے لئے امن چاہا یا چاہیں

غزل عاشق

دو لون جس راہ پارے میں
ہم سے دو بول پہنکا مارے میں
ابر و اور خالی چاند مارے میں
تم ہمارے ہو ہم بخت مارے میں
انہیں بو ندین عرق کی چہرہ پر
ایکباری تو خواب میں آؤ
صحن مجلس میں آنکھ مارو ہوں
راتیں کاٹیں میں تارے گن گنکر
جنگو کہتے میں غول صحرائی
چچ میں ککولاد کے صاحب
دل بیتاب کو دو نیم کب
عاشق ہوئے اس پرورد کے

غزل رضا

خواہ نزدیک کہ خواہ رکود و زمین
صورت حق تو ہر آئینے میں ہی ملو غنا
دیکھنا ایک نظر کو ہی منظور ہمیں
دیدہ چرانے سلسلے نہیں و ہمیں
کسا دل ہی کہہ سرِ گل و گلشن کا
بھجر کی رات تو تلتی ہی نہیں ہی مارے
اب ترے لیے کی بھی طاقت نہ رہی ہو کر
اس قدر آہ کیا عشق نے رنجور ہمیں

غزل وطن

ابھی خط فغان نہ مجھے تاب نہیں
ناصحا صبر کی وائے نہ مجھے تاب نہیں

عاشق و مستوف برین ہوا تھا ہر لطیف
فاصلہ کہیں صدم کو خاک بہت ہر قدم
اب شکر ظلم سے جلون لگا یا چاہیں
تیرے قدموں کے لئے امن چاہا یا چاہیں
غزل عاشق
دو لون جس راہ پارے میں
ہم سے دو بول پہنکا مارے میں
ابر و اور خالی چاند مارے میں
تم ہمارے ہو ہم بخت مارے میں
انہیں بو ندین عرق کی چہرہ پر
ایکباری تو خواب میں آؤ
صحن مجلس میں آنکھ مارو ہوں
راتیں کاٹیں میں تارے گن گنکر
جنگو کہتے میں غول صحرائی
چچ میں ککولاد کے صاحب
دل بیتاب کو دو نیم کب
عاشق ہوئے اس پرورد کے
غزل رضا
خواہ نزدیک کہ خواہ رکود و زمین
صورت حق تو ہر آئینے میں ہی ملو غنا
دیکھنا ایک نظر کو ہی منظور ہمیں
دیدہ چرانے سلسلے نہیں و ہمیں
کسا دل ہی کہہ سرِ گل و گلشن کا
بھجر کی رات تو تلتی ہی نہیں ہی مارے
اب ترے لیے کی بھی طاقت نہ رہی ہو کر
اس قدر آہ کیا عشق نے رنجور ہمیں
غزل وطن
ابھی خط فغان نہ مجھے تاب نہیں
ناصحا صبر کی وائے نہ مجھے تاب نہیں

دکے بیان کرے ہو دین کھلی کند گلاب
 صفحہ دل سے مٹا دیکر تہ نال زبان
 بس زبان کیجئے کوتاہ مجھے تاب نہیں
 اٹے دنیا سے کہیں جاہ مجھے تاب نہیں
 آہ ایشیج سحر گاہ مجھے تاب نہیں
 آگے غمخوار کی یا شاہ مجھے تاب نہیں

غزل سوز

میرے دلمین ہی خواہتے وصل تباں کو لھیب کیو ہوا ہی نہیں
 کروں گس میں حال دل اپنا بیان بیکرد در کی وہ تو دوا ہی نہیں
 پیسہ لکی طیش کو تو غور کر دیرے واسطے فکر نہ اور کر د
 کوئی یار سے ملنے کا طور کر و کہ دوا سے ہوتی شفا ہی نہیں
 کبھو خندہ گل سے بہر دل نہ کھلا رہے رو بہ ہر دم دین سدا
 کروں رہے کے عزیز و مین باغ میں کیا مجھے رستہ ہا کی ہوا ہی نہیں
 تیرے کو پیسے گل کہیں باغ میں جا تیرا د صبا نے جو نام لب
 کبھو دیکھا نہ اسی بت ہوش رہا کسی گل کا جو ہنس بجای نہیں
 اسی اور بھی ہو کوئی تازہ غزل ایسے سحر کا قافیہ سوز بدل
 غم بھرے کر چکا اپنا خلل با سے وصل کا حال کہا ہی نہیں

غزل غلام احمد

ایصبالا لکھت زلف و دوائے نازین
 زلف بیا دام ہی یاد شکرین حیدر

عابدانی من سے خان چک پہن
 غم کو بھان مٹی بگدن اگل کی گلاب
 گل کی شرم کو بد جانتا تھا تو دل
 اشرافی سے بھر دین پر تھا شمع کا گلاب
 گلابین شکر کو نظر قائم بجا بیا
 ہاتھ لے لکھ کر کوئی گلاب آیا
 آگے دو تھا نکا پا جا بیسے شکر
 کراؤ کو کوئی گلاب سے شکر
 کھیلان پڑی تھی گلاب بگدن شکر
 پانچا بیسے کا تری پانچوین شکر
 دیکھا ہر وقت بگدن شکر
 نیو جیت سے کرین نہ کراہا تھا

لے قتل کا عاشق کے فرمان بکلیت میتوں سے میان جی کھڑے ان بکلیت	ہر خبر وای یارو کیا بلبل سے مادی کے سود کے دسے الفت مشکل ہی سے جاوے گی
غزل سویدہ جو زندگی سے پیڑا سعد رہیں لب خشک ہو رہے ہیں کانٹے زبا پر ہیں ای ہمنشین میں بھی حیران ہوں وگدہ رہیں کہہ کی آرزو میں آئندہ بدر میں اس نخل عاشقی کے دو گل تین ہنر میں جو گرم اشک پر شوریدہ چون شہر میں	باتو کی گرمیوں سے جلنے دل و جگر ہیں تیرنگہ کی دیکھی ہے تیرے یار رب یاران فرنگان کا مت پوچھ مجھے قصہ خوشیدہ کو میں بھرتے ہی دیکھتا ہوں سینے کے داغ سوزان آنکھوں کے ٹھکانے کشتیوں کے غم میں رو یا کس قدر تو
غزل معنون گرہ میں دل مہلبا باندھتے ہیں ہم اب اشیانہ جدا باندھتے ہیں جو پاؤں نہا کے حنا باندھتے ہیں یہ ہم تم سے شہ طوفان باندھتے ہیں یہ ہر نازک بدن خوش ادا باندھتے ہیں یہ ہم جمع کر کر کھلا باندھتے ہیں اگر آپ کس کھلا باندھتے ہیں	تباں جبکہ زلف دو ما باندھتے ہیں نہیں ہستے بلبل سے اپنے چین میں میں ہاں خون روتا ہوں ماتھوں پر بھاگنے پر نہ دھمکیے جی کو گرہ دیکھ کر جو با لونکا جوڑا ہر ایک تار میں اس کے دلہائے عاشق میان حال مفتوحہ کا دیکھا نہیں کیا
غزل اسخ اگ ہم رنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں تم فقط تہہ فدا کرنے کو جان رکھتے ہیں کہ کتنے شمع کے مانند زبان رکھتے ہیں	دلین پوشیدہ تب حشر تباں رکھتے ہیں مثل پروانہ نہیں پھرد و مال اپنے پاس مخل یار میں کچھ بات نہ نکلی منہ سے

نہاں سے تیرا دل میں بہت مال
جلی سکی کا کبھی پاؤں نہ سجا
دل تھا گاہ نہ فدا کیا جانوں دریا
گلہر و چھل کی صفی ستاروں دریا
نہیں زندگی کا کچھ نہ تھا
اگر کب یاوے کی ہمت نہ تھی
تو نہ جانے کس کو زور کا کھلا کر
شاخ گل ہی تھی تو گونگے گل
دار کا ندھ سے یہ کس کا ہوا
کان میں بلبل کا ہوا
چوں چھید کیا کب ایسا جان
چھلا

ہو گیا زرد پری جسکی صینو نہ نظر
ہی عوض ملک جہان ملک غنی ہے

غزل محبت

ہو ترس روئے دین کیا کروئی کا گلا
کھتے ہیں بان و سیکھ شوق و جان کے
صاف کھل جاتی ہی سہم ان ہوا کی کیفیت
پہنچ نہیں شمس قمر سر ترے کرتے ہنسا
انک دکھا دے چاند سا کھرا کھنکھرا
کس طرح ہم پر نہ کھجی و در شاہی بھلا

غزل اوباش

باغبان کس محبت میں تیری کہ نہیں
سو بار یک سبتا ہین کمر کس گل کی
یہاں سے اٹھ جاں سب آپکا گل کی نہیں
یا الہی شب بھان کی سحر کی کہ نہیں
وہ تیری ہر کی اگلی سی نظری کہ نہیں
کوئی تہلاؤ تو اس مریض کی کہ نہیں
میان اوباش کا اس میں گزری کہ نہیں

غزل سودا

غیر کے پاس پہ اپنا ہی گمان ہے کہ نہیں
مہر و زور میں جھکوی نظر آتا ہے
پاس نالوں مجھے مشتاق ہے اے طبل

چمکا چمکوں کا لگا تا خانہ سر پر کیا
چوٹی اردن نہ تیری ہی سر پر کیا
نوجو بھی چونکنا باغ و بہار
یہاں ہی نہیں اتر چکا کجا
میں تیرے رنوں میں کہا کرتے تھے
عطر ملے پہنچتے نہ کیا کرتے تھے
کے مغز ان کی صورت نہ زبان
پڑنا خانہ بڑی ہی تفریق سے کیا کرتے
نیش روئی تھے کہ تھے جی تھے
کے پیر نہ بات کی تھی مجھی نہ بہار
کے پیر نہ بات کی تھی مجھی نہ بہار
یوں کہ نہ یوں نہ خدا کی کھلتا تھا
میں تیرے کا طوطی نہ خدا بولتا تھا
رفتہ

کچھ علاج اس کا بھی ایسی شے کران کر نہیں موسے باریک اے خوش گران کر نہیں کوئی تو بولو میان نہیں زبان کر نہیں تیرے شے کامعین بھی مکان تک نہیں کچھ تھے عقل سے بہر بھی میان کر نہیں حلقہ زن ہو گیا کار کوئی یہاں کر نہیں	دکڑے کو کو نعل پنج لئے پھرتا ہوں اگے شتر تھاری کے بھلا بہر گران جرم ہی اسکی جفا کا کہ وفا کی تقصیر پوچھا کہ زمین سودا گری آوارہ یکسبیک ہو کے برائے تھے لگا بہر کہنے دیجائیں قصر فریدون کے در پر یک شخص
--	---

غزل خسرو

اگر حال مسکین مکن تغافل صدائے مینان بنائے تہیان
نہ تاب محبت ان ندارم ایجان نہ لہو گاہی لگائے چھتیاں
چو شمع سوزان چو ذرہ حیران ہیشہ گریان لعنتی آن مہ
نہ نیند مینا نہ انگ چنیاں نہ آپ آوین نہ بھیجیں تہیان
شبان حیران دراز چون زلف و روز وصلش چو عمر کوتاہ
شکمی بیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسی کاٹوں اندھیری رتیاں
یکایک از دل فرییم من برد چشمش قرار و تسکین
کے پڑی ہی جو بھینا دے پیار پیو کو ہماری تہیاں
بجی روز وصال محشر کہ داد مارا قریب خسرو
دراز را کہوں تو سنای ساجن جو کہنے پانوں بولوں

غزل مصطفیٰ

یہ کیسے کیسے ہوئی لعلی نشان کی رن شاخ گل قصر میں ہی وجد میں آتی تھیں تکے پوشے سے جو مقصد نہ براؤں کیا	رنگین گل کھائی مر جانکی جان کف زمان برگ میں سن لعلی نشان کی جان گو کہ جو جا کے کسی پر سن لعلی مان
---	---

دندہ ز قہر ہو پوچھا سلسلہ کیسے نام
بے اجازت عیاں نہ لگاؤں غفلت
سیر عالم کی پوی چیم کو منظور نظر
ماہر بویس غنیمت کی اٹھیا لک
پانوں کی جلد بڑی چالے لگاؤں
راہ پر پناہ نہ لگاؤں
کوچہ گردی سے لگاؤں
آرہ چاندنی میں چھوڑی کی پانچنی
یون توئی کی پناہ کی پانچنی
خاک کا رابحہ تھے لگاؤں پانچنی
خفت دیس کے کوئی پانچنی
شہنشاہان سن لعلی کی پانچنی
دندہ

کلمۃ ذاتِ مین جب فکر کیا انسان کے
حادثہ دہر سے اجداد ہوتا مضطر

ہو تو اس چاہے ہو صاحبِ عرفان کی جان
تسخیرِ ہمت کو چڑھایئے اور سان کی سان

غزل عبد اللہ

شب کئی ہجر میں اور دن کئی عرصہ میں
جسے دیکھا اسے خود مطلب خود غرض کیا
کم سنا عشق میں ہو گا جو دنیا ہو گا کہیں
زوج کریت میرے فائدہ کیا محکوم
فیس و فرادے لاکھوں میں بیان عبد

لکھو دیاد لکو عبت یار کی عتیا یمین
آشنا پورا ندیکھا من کہیں یا یمین
لہر دیا سردیاو دل دیاد دلدار یمین
اتھ کیا آیا تیرے ایسے تم گار یمین
آخرش مہر ہی گئے عشق کی مہار یمین

غزل جہادی

شب وصال میں کیا ہے دو چار ہون
 منع نکر جمے روئے ایگل خوبی
 تجھ خیالِ جنت صیدِ افقنی کا ہے
 جو دیکھی ہی تیرے کانوں کے بالکی محلی
 جو تیری تیغِ جہادی نہ مجھے منہ مورا

روا فراق میں جیتا تو شرمسار ہوئیں
پہن ہی کو چہ تیرا ابرو ہوا رہوئیں
لگا دے تیرے مجھ کا شکر رہوئیں
نشاں مہی کے بے آب و بیقرار رہوئیں
پہلے وار میں دریا نے غم کے بار ہوئیں

غزل حرات

کوچہ جانا کہ جاتے ہیں جاسکتے نہیں
 میرے مالوں کی اسنے کی یہاں تک کہ بس
 دم میں ہو وہ محبت کا تو اس کے متجان
 عشق فریاد و خیران کہتے ہیں مرغان
 ہم کسیر و نکو ملا ہی تکیا ^{پہلو} قفس
 لونی اس کی اور ہماری دیکھو محبت فرا

و اٹھائے ہیں قدم بردل اٹھا سکے ہیں
 اس جھلکوں کے ہمائے ٹھما سکے ہیں
 ل کی بے صبری کے پریم آزمائے ہیں
 ضعیف پر نالوں کے سیر کجاڑا سکے ہیں
 یگر گرد و نیکے میں پر تپللا سکے ہیں
 دیکھیں دل کے غلطیوں کا سکے ہیں

دیکھتے تھے صاحب کین جا کیا
 نغمین ہم جھانکتے تھے کلا کیا
 سائے جاتے تھے کلا کیا
 افسانہ کبھی کرتے تھے کلا کیا
 ریت کا لطف عام ہر دم کلا کیا
 جان زندہ دون پر کبھی کلا کیا
 جان بوجھ کر یا سے کلا کیا
 جن خاص میں ہر نظر کلا کیا
 دیدہ بازی اور منظور کلا کیا
 اٹھ مرم دریا سے چرتے کلا کیا
 پیسے عاشق کو قیامت کلا کیا
 ہولوں میں رنج و غصہ کلا کیا

اے پہلو میں دل تیار کیا وہ غمزدہ	جس کے ہاتھوں نے کہیں آرام پاسکے نہیں
کیا ہوئے وہ دن جو یہ پیغام پہنچے	تو درود بھر کر آفت اٹھا سکے نہیں
صورت اپنی تم کسی رت دکھاؤ نہیں	میں ہے بس میں ہم لاچار اسکے نہیں
ایک نئی انداز کی برعین میان جرات غزل	اس سے بہتر اب کوئی مضمون لکھ نہیں

غزل سراج

عید وصل سرفرد سے میں سیکھتا دیاں	عالم بالائے آبی میں مبارکبادیاں
کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز سے	یاد میں اس شوخ کو کی طرح کی شادیاں
صاف بولوں سے نکالوں مجھے کراہی قتل	ختم ہیں اس ظالم غریز پر حقدیاں
پانوں میں زنجیر الفت اور گئے طبع قلم	کہہ دل حشی کو میرے کو نہ ہوں آزادیاں
کیا چلے دام نگاہ ہیرانی سے میرے	عید ہو جاوین یہاں عید کی عیادیاں
گر چہ لیلی اپنی شوخی سے نہیں آتی جہاں	چھوڑتا میں اہلک مخبون بھی اپنی لچاں
طاق پر گئے گھر جاتا ہی گئے سراج	یاد آتی ہے مجھے جہاں کی طرح عیادیاں

غزل نظیر

لیتا ہی جان میری تو میں سرت بہ ہوں	ای یار میں تو کشتہ روز سرت بہ ہوں
ایک دم کی زندگی کیلئے مت اٹھا مجھے	اسی بخت میں نقش زمین کا نشہ ہوں
تو مت کر شراب سے ایگلبدن مجھے	میں آپ اپنے نشیہ دل کا نشہ ہوں
دوری طریقی مجھ کو سمجھو نہ زاہدان	گر تو خدا پرست ہے میں پرست ہوں
ان سنگدل تو نہ کا گھر کیا کروں نظیر	ظالم ہیں تیری چشم گلابی سے پرست ہوں

غزل ایمان

گر نہ اگلی تو تیری زلف کی زنجیر میں جاؤں	آہ جاتی رہی ایک نالہ ستگیر میں جاؤں
آپ چوآن سے بجا ہی مگر اس کا یہ بیان	تازہ پڑتی ہے تیرے سیرے زنجیر میں جاؤں

سب سے پہلے بات وہ غزل ہے جو تیار کیا جاوے
 دیکھو میں جسے نظر دیکھو نہ نظر
 رکھتا ہی بدوہ وہ داسہ کی تہی پر
 تو تو ہر لکھنے کے بعد کیا کہتا ہی
 فراق اس طرح کا ہے کہ میں دکھاؤں
 کسی معصیت میں پڑی نہ غافل ہوں
 کہ ناک صورت تصویر ہوں نہ غافل ہوں
 میں ہی تو آدمی کی جان ہو میں
 جی نہ ہونا کہ اس طرح سے جاؤں
 پیادہ گونے اس قید میں کیا ہوگا
 جان

گر تیغ لگاتا تو لگا جلدای قاتل بے قدر و ان بے سہ بازار کھڑا ہوں	میں ایک محبت کا گرفتار کھڑا ہوں میں ناز کا خون کے خیرا کھڑا ہوں
محفل میں تیرے لگو کہ نہیں مجھ کو رسانی گر ملتا ہو تو مل کے میرے جیسے نبی ہی	حیرت زدہ لیکن پس پوار کھڑا ہوں واحد کہ اس جینے سے بزار کھڑا ہوں
نہ ابرو مطلب نہ غرض کو بے مرہوں	میں ہنسنے عشقین شہر کھڑا ہوں

غزلِ ناسخ

سب ہمارے لئے زنجیر لئے پھرتے ہیں کون تھا صید فاداکہ اتنا صیاد	ہم سہ زلف گرہ کی لئے پھرتے ہیں بال و پر کے تیرے تیرے پھرتے ہیں
تیری تصویر کے کی نہیں بنتی صورت رنگِ خوبانِ جہان دیکھتے ہی زرد ہو	ہم جہان میں تیری تصویر کے لئے پھرتے ہیں آپ زرد آنکھوں کو کبیرے لئے پھرتے ہیں
جو ہی حیرتا ہی بھلا کو عداوت ہوگی کرتی شعلی گنتی ہیں گرا آنکھوں نہیں	آپ کیوں ہاتھ میں شمشیر لئے پھرتے ہیں لوگ کیا بزم میں گلیرے لئے پھرتے ہیں

غزلِ ناسخ

ہم زبانِ شمع سے سنتے ہیں ہجرِ بارین میرے دل میں غمِ خال و خط و جان کا دہا	چاہے گل گل کے مہرِ عاشق کے کم از کم شک بھی تھوڑا چھڑک دے ہم رنگ کا
کو رو کر آئینے ہوئیں و ناہو کم ممکن نہیں نسلِ شاہِ عشق کیسویں ہو ہوں چاک	ہوتی ہی اکثر سفیدی ابرو دریا بارین تار کیسویں لگے ٹانگے دل افکار میں
ہی ترک کی گاہِ تفرقہ انداز کا گرمی باز آؤ یوسف آگے اس سب کے کیا	لبسِ لیل میں دام میں آؤ گلزار میں منہ دکھاتے ہی لگا دے آگ جہاز میں
جو کہ میں چنچو اراکونچہ دتا میں نہیں راہِ غریزہ میں قاتل چرکھا ہی قہر	چھپ چھپ موجود جب دیکھو بسوفا میں چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تیری توار میں

اگر میں دل لگاؤں تو کس نے جو سہل کیا
بولامیں بس تجھے دیدنی صفائی بہر کیا
مہربان غیر یہی تو تونے غصے سے کیا
میں نے غمی تو نہ عداوت اس لئے وہ وفا
دیکھ انسان جھلک اس کی چلو نہ نہ
علاقہ صائب پھر یہ ہوئی چلو نہ نہ
چروہ شکر کی طرح کا یہ ہوئی چلو نہ نہ
میں نہ کہتا تھا کہ اتنا ہی اس کا کیا کیا
بڑی چوٹی ہے اس کا اتنا ہی اس کا کیا کیا
میں کیا کہ زبان بند لڑائی ہو کر دار
مجھ کو کیا کیا نہ جلا دیا گیا جلا دیا
کان بکھڑا کر کے تجھے سہا دیا کیا
ابن

آفتاب حشر بھی ٹھکے بجا کر جایگا
بستر گل ہو مبارک یار کو آئی ہمار
ساتھی کو ترلیا تاہیں منہ خیم ایغریز

سونوالا ہون کے سایہ دیوار میں
خوب چکر کوسٹا بواڈ پر خار میں
مست ہون نامنغ میں عشق احمد مختار میں

غزلِ حمیت

وصل کی امید میں ہم جو یہاں آئیے
 گاہے تبسم کرے گا غصہ کی نگاہ
 وصل کی امید کے ظلم نہیں بخرا
 لئے سمجھ میں ہو ہرے ایسے کھن
 جو میں رحمت تیرے رو ہی رو ضم

دیکھتیری چال ہم دہلنے چھایاں
لے لے سکھائی تھے ہستی ہم چھڑایاں
عرض میری ہی تھی سہلو میری سہایاں
جبکہ لگائی لگن اسکی سزا پایاں
وقت ہی اب عنقریب جان نکل جائیگا

غزل نهادان

اگر سیرچمن میں بہین بلو او تو اوین
 آنیکو تو کہتے ہو مگر ایک طرح سے
 چو طرف لگا ہو و صف فرش مکمل
 اگر نرم بھی عطر وں بہت ہو و مطر
 ستر اسایا ہو و لب نہ پر آرا
 شیشے پہ پوشیشے و گلابی پہ گلابی
 سب ہو و گیا و ان جو عیش کا سا

سومستین اور پھینٹھاؤ تو اوین
ہر ہنسی ہر ایک انواع کی منگواؤ تو اوین
ہر سوئسٹ کافور کی جلاؤ تو اوین
اور شتیان پوشاک کی چنواؤ تو اوین
اور سچ بھی بھولوں جو بھجواؤ تو اوین
وہاں گرمی صحبت سے گھبراؤ تو اوین
شادان معہ روزن کو چہرہ بھراؤ تو اوین

غزل الطبر

کیون نہو بام پہ وہ جلوہ نمایاں
تا کہ سے اتبو قلم رشک میجا رکھ سے
عزقی دریاے محبت کی نہیں ملتی لاش

ماہ بھی چھپکے ٹکڑا ہی دلا میر دن
نسخہ بدے ہیں جان کے حکم تیر دن
ورنہ دوا باہر اس کے ہی سہا میر دن

آید وہ نزع میں ہی کی نہیں تابت
 تیری خیر اوصاف قاصر زبان
 ماہ قدر تکا ہی اس کے سوا کیا
 دل کے جسے نذر شمع بجلی لہان
 عروہ ہنسکا کے شند و حیران
 شوں پر کون توں نکسے خیال
 اسکی قامت قیاس کا پانی ہی
 کب قیاسے خلا پانی کے مال
 سوز گزرتا کوئی میں عجب دھوکے
 نہن کیا کسی قیاسی ہی
 اسکی قرار سے بہا گریا ہی
 نچر طور میں اعجاز سجالی ہی
 چال

دل بیاورد عقیق کو نکر سب بزر	خاک سے دایکو ہی نشوونما کر کن
چھتریت زلف کے مار کو تو دریا میں ہونو	سناپ کے کاٹیکو دیتے ہیں بہا تیر کن
تین دن چشم کے بیمار کا راسے علاج	ہوتی معلوم ہی تاثیر دوا تیر کن
لوگ کہتے ہیں کہ میں بھول تیر گشتے کے	مندی اٹھو کو تو قاتل نہ لگا تیر کن
عیر کھنڈہ نہیں باغ میں اگل مت بھول	راگت بیکے ہی زما نیکی ہوا تیر کن
چار فراس بت پر خون کے اوپر بھیج نظیر	آپ کے جو ہو جاتے تھا تیرے دن

غزل سودا

نہ چھلکے کہ ملتے ہیں زلف کی کھلیاں	چمن میں کیے حیمار کیسے انکھریاں ملیاں
کہیں جہتا ہے دیکھا ہی سخن رشید با نگو	پھر سے دھوٹے تھا شہز جہاں آباد گلیاں
تسمیوں لایاں جھلسی آلودہ ہو سوسے	ہوا برسیدہ میں طرح بجلی کی اچھلیاں
لب و لہجہ تیرا سا ہی سخن عالم میں	غلط ہی یہہ زبانوں پر کہہ سکی تیراں
دوانہ ہو گیا سودا تو آخر ریختہ پڑھیرم	نہ میں کہتا تھا ایظام کہ یہ بہا تیراں نہیں

غزل اس

پھن اگر چھب نگاہ سچ دھج جمال و طور و حرام آٹھوں
نہ ہو وین اس بت کے گرتے چارے تو کیوں سو میلے کا نام آٹھوں
ذوق زرخندان لب و دمان و رخ و چین و نمک تسجہ
سکھاتے ہیں اس پری کو کا فر یہ ملکے بقتل عام آٹھوں
اودا و ناز و حجاب و غمزہ کہ شمشہ شومی حیات فل
تھارے چوں کے آگے آگے پہہ کرتے ہیں اہتمام آٹھوں
جھمک لگا وٹ چمک جھمک اٹھا غصہ کرم رکاوٹ
کسیکے بانو پر گرتے ہیں یہاں کسی کا جی اہتمام آٹھوں

جال و فہر و غنہ کی کہ دنیا بیکو
 ہر قوم زلف و لب و لہجہ کی
 شریک نہ لگا عالم کو قیادت دیکھتے
 ہم فرما ہوا ہوا جمال دینے کی
 بدقول سے ایک بے حق چکر جاتی ہی
 ہستی تو نہ وہ عالم ہی کہ عالم ہوتا
 کیسے خزان وہی کہ سب کی ہمار
 یہ سب سے نہیں سب سے صفا ہوا کار
 سب کو بیاں نہ دیا ہوا ہوا ہوا
 ہر کسی کو جو ہوا ہوا ہوا ہوا

شکلب و صبر و قرار و طاقت نشاط و آرام و پیش و در پشت
تعماری الفت میں کھو ہی بیٹھا ہوں میں تو یہ لاکھام آٹھون
سریر و چتر و قشون ملک و شکن و تاج و کمال و راحت
میرے سلیمان کو دے خدا یا یہ جلد با حشام آٹھون
نہ پوچھ مجھے تو انا اللہ کہ نام عاشق کے کیا میں حشی
ذلیل و رسوا خراب و خستہ غریب بندہ ظلام آٹھون

غزل نامہ

زور ہی کر ہی باز آریسے کو چھین
 دیکھ کر تھکے قدم اٹھ نہیں سکتا ایسا
 دیر ویران میں تیرے عہد میں کچھ
 اور یہاں سیکرڈن پیوٹس پر کھینچے
 پاس بانوں کی طرح راتوں کو بٹاتا ہے
 زور ہی عشق نے یہ تھوڑے پرداز ہی کی
 آرزو ہی جو مردوں میں تو یہاں فتنہ
 حال دل کھینکا ناسخ جو نہیں پانا ہر بابا
 گر ہی تیرے بارہو کی اشاعت قائل

غزل سلطان

ایک آفت می رات بھر کھجہ بن جاؤ نہیں خلد میں اگر کھجہ بن اب اپنی نہیں خبر کھجہ بن عمر کا کھجہ نہیں مش کھجہ بن	محل کا بستر تھا میسر کھجہ بن بیس حقین تو وہ ہی دوزخ ہی اگر کجا ہی اور کیا اسلام درخت امید بار آور
--	---

آ رہی تھی لبونہ جان حزمین تو ہی اور آہ ایک ہمدہم ہی گر مین سلطان ہفت کشور ہون	م کادمین نہیں کعبہ بن کون لجاوے وان خبر کعبہ بن لیک مفسر ہون سیبر کعبہ بن
غزل غالب	
ایک بھی بات تھی لورسفا کعبہ بن دست رن ہی یہ کہان میں بیا بن سوریش ہانک میرے شک کی طغیان کیا میحانی ہی اس لعل بد خشا نہیں داغ اس کا ہی ازل میری مٹا نہیں ہم بھی میں تھادی غالب ہی غریا نہیں	ہیگا جو ناز و داد اس بت لانا نہیں مخمس میں تیا ہوں اس لیلی کے کا نہیں چرخ نے پنبہ مہتا کو کا نہیں دیا جان مردو کی پھرے کب جو نکے دشنام کا ریشہ کا کرتا ہی خیال ابرو پہنکر خودیگا خوشحال دوشالہ کوئی
غزل مصحفی	
بزم سرود و خوبا میں گو مرد نگیان شاہین بھین ساتھ فقیر کے ڈھولک کے اب ہم دھیمان رنگین بھین نالہ کشی سے رات جو گلشن رشک بزم عشرت تھا مقارین مرغان چین کی صبح تلک جو بن بھین شمع رہی شب جیتک جلتی نیند نہ آئی مجھ کو ذرا جھانجھین پروانوں کے پرو کی جبکہ سر بالین بھین بلے فراخ نامہ ک تیر نیند اچٹ گئی اس گل کی بالیان جو تھون سے اچھلکرات سر بالین بھین میں نہ تھے کہتا تھا زاپہ میخانے کی راہ نہ چل آخر کعبہ پر رستے ہی میں تالیان اور سپدین بھین	

معدہ اس ناف کی بنش کا لکڑی کا کلا
سیکس دین پریشانی ہو رہی تھی
گور زلفہ ہوا غنیمت جو چاہو
بہشت کی گلی میں دین بد چاہو
چھین نہیں پریشان وہ جو سب بوجا
نارہ نہ شک حق غنیمت ہر گل بوجا
زلفہ چھو وہ افغانی کہ افغانیہ
جسکے کا لگا جھانجھان میں نہ واند
بلو کی اس زلفہ سبیل و خاطر افغانہ
جو دیکھو تو پوچھنا نہ پوچھنا
آجے ناگ تو وہ کو را دم رند پوچھا
بلکے باندہ توڑی کی لکڑی کا کلا

اول کی تسنہ بھول گئے مہربانیاں
کیا ہو یگا سنو کے اگر کانِ ہر کے تم
دامنِ تلک بھی مازِ دستِ رستمین
ذاعِ فراقِ لالہ باغِ خیالِ ہی
مجددِ دل کے کوہِ طور کا سرِ مکے ہو تم
شاید کیسے قتل کی جوتی ہی مصلحت
کب لگ رزاکھیگی تغافلِ سراجِ پر

محبت اور یار ہو اور ساقی جام لیا ہو
 جس کی تیغ ایسی ہو اور کلا خرم لیا ہو
 خون لکھو کون نہ پئے جس کا قیام لیا ہو
 بہر آن صبح و سہا پہ دم لیا ہو
 جس میں رخ فانی مطلق کا سلام لیا ہو

42

و چون که کس را یسوی تو سنجی بهر جهان
جلال گوشتین نهان بود پنهان چنان
ان نامان کس عیارت و تیرت بران
مرغ نازک دزد هر تن بسط طایران
دل کمان برود و نکای تر از هر چه جهان
چرخ بازی و قیامت کبری کلان
خشم تن ز کس بماند نصیب کس
بنیک بخت جو بادام کس آنگاه طاف
پست اندام کابل خیم از دین کج
میوه گاه کس اگر دست حق بود
نشسته آنگاه غارتی بران بود
بخت و توان

دیکھ کر اس کے روئے خندان کو اس کے ہونٹوں کے آگے قدر نہیں آنکھ تیری شکار افکن ہی گرم ہو کر نہ سوئے یا کس تھ یاد آتی صورت یوسف	گل نے پرزے کیا گریبان کو اصل بھر جاوے گریبان کو کیون نہ بھاگے ہرن بیابان کو آگ لگ جاوے اس بیستان کو کھو لکھ دیکھتے ہیں قرآن کو
غزل	
جو سوئے گلے اس گل نہ بیا کے پیر نہی بو دماغ کیون نہ مضر ہو بلبس شیدا خطا لیا تیرے پہرے یا گل خندان جو ٹیٹا آنکے نعل میں نہ میرا لگرو نشانی جب تیرے زانو کی لگی ہی صبا	خوش آدمے کب سے نرسین وستر کی بو ہر ایک گل سے جو آتی ہی سخن کی بو گئی مزاج سے اتنک نہ بالے پن کی بو کئی وہست اس وقت انجمن کی بو خطا سے جاتی رہی نافہ سخن کی بو
غزل بیا	
عقین سیر کو ہم سر پہ لیا جو ہو سو ہو خصل کے در سے ہو شغلے میکہ میں آ لاک کی آگ لگ گئی نہ طرح ساحل کنا مھر کی مصیبتیں عرض کی اس کے روبرو دنیا کے نیک بے کام کو نیاز کچھ نہیں	عین نشاط و زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو جام فنا و بخود میا تو پیا جو ہو سو ہو رخت وجود جان تن کچھ نہ پیا جو ہو سو ہو ناز و آدا اسے کرا کہنے لگا جو ہو سو ہو آپ سے جو لگا رہا پھر سے کیا جو ہو سو ہو
غزل سوز	
نادر کوئے صنم یا تو مجھے پہنچا دو رہم و امن اسیر کی مجھے یاد نہیں	پیا اچھی دلو میرے پاس اس کے لادو نوگر قمار ہوں کہ تم مفسو سکھ دو

چندونوں میں وہ خیال کے شکر جی
جن کے دفتر میں ہی خوش ہو چکا ہو
ہر ایک گل سے جو آتی ہی سخن کی بو
گئی مزاج سے اتنک نہ بالے پن کی بو
کئی وہست اس وقت انجمن کی بو
خطا سے جاتی رہی نافہ سخن کی بو
عقین سیر کو ہم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
خصل کے در سے ہو شغلے میکہ میں آ
لاک کی آگ لگ گئی نہ طرح ساحل کنا
مھر کی مصیبتیں عرض کی اس کے روبرو
دنیا کے نیک بے کام کو نیاز کچھ نہیں
پیا اچھی دلو میرے پاس اس کے لادو
نوگر قمار ہوں کہ تم مفسو سکھ دو

غزل بیدار	
میں ساقی ہیں سب کی انا انا انا ہو ہو	عجب عالم ہیستی کا انا انا انا ہو ہو
بہار آئی نہ اے پرگے زنجیر دہانے	ہوا شور جنوں پر پا انا انا انا ہو ہو
نہ بکھا تھا جن آنکھوں کے کبھی ایک ٹپک قطرہ	ردان سے اس سے اب ریا انا انا انا ہو ہو
میر گلشن جانین باقی و مطرب اگر ہوتے	تو کیسی میکیشی کرتا انا انا انا ہو ہو
کیا بیدار عاشق کو تو نے قتلِ اظالم	کوئی کرتا ہی کام ایسا انا انا انا ہو ہو
غزل سودا	
لبانِ روتے آئے باغبانِ رو دیکھو	آنسوئے ہم شمسِ حوضِ نہرِ لہر دیکھو
یہ وصیت کر کے لیلِ باغبان سے مر گئی	کہہ گئی مجھ کو غسلِ حین پر دیکھو
بعدِ میرِ دفن کے تو قفنِ ٹمھا چاہے اگر	کھد کر ہنرخِ گاہ کو صاف ہی دیکھو
پھر قدم چالیس ٹکڑا کے تربت پر میر سے	فانچہ کی جاے پر تعریفِ گلکی دیکھو
بادِ تماوت سے سودا کتنیں یہ ناجرا	آج کیوں ظاہر نہیں کچھ ہمیدہ کا لیمو
غزل غلام احمد	
ای دلبرِ عجب تو بھی ہی ماہر و	نہ ہی تیرے مائدہ کوئی غور و
لکھ کرے کیا کوئی تیرے ساتھ	تیری تو فصیح ہی سبھی گفتگو
نہ مشکِ خن کی ہی بوا سطر ج	جو ہی تیری زلفِ معنبر کی بو
نہ ثانی ہی دورِ جہانین کوئی	تیرا ایشمِ نیکوانِ خوب رو
جدا ایک لمحہ نہ کرا ہی صنم	ہمیشہ یہا احمد کو رکھ رو برو
غزل صاحب	
تجھے قتل ہی منظور چلا بسم اللہ	تین موجود ہی حاضر ہی بسم اللہ

سکایا بیکار دستانِ بزمِ وفا کی لہری
جیسے لہری تھوڑا سا غزلِ طبع کی لہری
جیسے لہری غزلِ طبع کی لہری
کیسی لہری لہری لہری لہری لہری
ای شربتِ حویلی میں شربتِ ہی لہری
ہیں وہ شربتِ حویلی میں شربتِ ہی لہری
کام کر کے لہری لہری لہری لہری
بجلی لہری لہری لہری لہری لہری
دستِ جانِ بزمِ عجب مہمانی و غزلِ طبع
ہی لہری لہری لہری لہری لہری
بوی میر کی لہری لہری لہری لہری
ہم سے لہری لہری لہری لہری لہری

ہو حاضرین کرتے ہیں تیرا حکم عدل دیکھنے کے طافات نہ کھک ہو نصیب اس طرح خوب نہیں جانکا دنیا بسمل مگر تھقی بجھے حال یہ صاحب کے سخن	خون دل تو چلا تا ہی بلا بسمل ہجر میں تیر میرا تو چلا بسمل اس تیرے پرچہ تو چلا بسمل زخم دکھا تو اب آسکے بسمل
--	--

غزل مستحق	
کیا برین نہ پتا دل میا بی و اشہ تابِ سرخ دلدار سے ہنسا ہو نوشید جون نیمہ ترگان میں سیر گوہر آجھو کھتا ہی وہ شمشیر دکھتا شہ بنو کو مشتاق ہیں کر کے بھلے آئے جناب	سیا بی سیا بی سیا بی سیا بی و اشہ کیا تا بی کیا تا بی کیا تا بی و اشہ نایا بی نایا بی نایا بی و اشہ کیا آ بی کیا آ بی کیا آ بی و اشہ آدا بی آدا بی آدا بی و اشہ

غزل حرات	
مشتبہ کسی گل کی حکایات ہی ہں اشہ دلِ حنین لیا اس کے دکھا دستِ خانی عالم ہی جوانی کا جو اصرار ہو پسینہ دشنام کا پایا جو مزا اس کے لبوں سے جرات کی غزل جسے سنئی شہنشاہ	کیا رات کی رات کی رات کی رات و اشہ کیا اتھ ہی کیا اتھ ہی کیا اتھ ہی و اشہ کیا گات ہی کیا گات ہی کیا گات ہی و اشہ صلوۃ ہی صلوۃ ہی صلوۃ ہی و اشہ کیا با بی کیا با بی کیا با بی و اشہ

غزل سودا	
غیر ہمت ہی کرم ہم پہ ستم واہ واہ جہر کرے یا جاحس میں ہو اس کی رضا سبز کیا کشت کو برس کے عالم کو تو خانہ مشرب کے دیکھ تازہ بنا کو میرے	دیکھ لیا بس کھین ہے مسموم واہ واہ اس کی رضا میں سدا گدے جو دم واہ واہ مکت تو ادر بھی کھوا بر کرم واہ واہ کہتے ہیں نیت سا کی دید و حرم واہ واہ

تجھے تو کئی صفائی ہو غلطان تو
 تجھے کیا تو چھریاں آئے دم
 تجھے کر دین تار سے جو پیر کی لفظ
 شہر کی کچھ تو مہمان وہ ہو کر
 میکسٹن انون لکھا جو غافل ہو اسے
 میرا ہو کوئی تو لفظ فکرا جان
 کیا جو اس جاہ زخماں لفظ فکرا جان
 بول تو ہی ہی اپنی طبیعت کو جان
 مچھن مضمین میری وہ کنواں
 اپنی خبر سے میں جان بوسہ کھنجان
 سیر طواف تو نہ شکستہ راہ میں ہی
 و انون دل بنا دل زار سدا فکرا جان
 اس کی گردن

افسردگی جو کوئی ریختہ سودا کی طرح اس پر زمین سے ہوتا لوح قلم و اوراق

غزل سودا

جب خوش ہو تو دے گالی کجا ریو بہ تھم
رخش تو کہوں کسی ہی پیار سو بہ تھم
جب ہو تو بری دلیں بولے تو زبان پر
خاموشی میں وہ خوبی گفتار سو بہ تھم
اس دلوں کا کوئی کچھ عشق کی تپ سے ہو
آزار کدھ اپنا پیار سو بہ تھم
ہر دم کے شخص لائے میں جان نبھکو
غم اپنے کی وہ صورت عجز سو بہ تھم
صبر دل دین طاقت دیکھا اسے دوسرے
میں جنگ میں رفیق بننے دیا سو بہ تھم
ایشی شمع کی سوچ پر کوئی کڑہ ہنسین زندان
داڑھی ہی سو بہ نادر کسو سو بہ تھم
سن نظم کو سودا کے فہم پھر لگا کہنے
آفاق میں ہر شہر ہا شمار سو بہ تھم

غزل سلطان

میں ہوں اور نالہ شکیں ہی اللہ اللہ
در دینے میں میرا ہی اس کا فرکی
چاہ کر ٹھکوں میں اس چاہ بلا میں ڈو با
کسلے اس دل نالان کو لہما یا تنے
سرخ پوشاک سے بی طرح نظر آتے ہو
چھو دو اس دل یوانہ کو مت قید کرو
ہم مرین غم میں تیرے جھکو ٹھٹھو سو
نہ تو ڈیہ بیگا خدا کا نہ تجھے الفت ہی
دل لیا تھ سے اوڑھ لیا تھ تو ان
جو مومنین تھ موصو کا کہ جسے پیار
غم ہی اور بہ دل دلیں ہی اللہ اللہ
لوگ ترکان ہی اور تیرے ہی اللہ اللہ
خواہ یوسف کی بہ تعبیر ہی اللہ اللہ
انھو کی کون سی تعصیب ہی اللہ اللہ
کسے بہ قتل کی تدبیر ہی اللہ اللہ
پیر و نہیں زلف کی زنجیر ہی اللہ اللہ
کیا بری میری بھی قید ہی اللہ اللہ
سنگدل ظالم نے سیر ہی اللہ اللہ
خاک حسرتوں کی کسیر ہی اللہ اللہ
کھینچی اس کھر کی تصویر ہی اللہ اللہ

اسی گردن ہی مالک لونی سے لکھن
جسے دیکھا وہ گلام آپ سے باہر وہ چلا
آبادی سے جو محو نظر آیا وہ گلام
رنگ کی طرف سے کیا جو محو نظر آیا وہ گلام
یہ سب سنا کہ گلام کیا کہ گلام
پھر کیا کہ گلام کیا کہ گلام
رنگ سے سنا کہ گلام کیا کہ گلام
دار کون عالم کون لکھن کو تو فہم نہ کریں
کس بہتر کو ہی ہوں میں فنا کریں
تیری کوئی تعجب مانی ہی ہوں میں فنا کریں
سچ اگر جو جو تودہ سادہ و جان میں
کوئی زمین شاد و شادی کی شان میں
ایسا بارون

کہا کروں نصف تیرا کتھ کو سنوار دے
جب سے دیکھا ہی نہیں کہ میرا حجام

جلوہ نور کی تابش ہے اللہ اللہ
نسب سے سلطان چمان گیر ہے اللہ اللہ

غزل مہر

اس گل پہنچا ہی مجھے خاص بل کا تھ
برگ جنا اوپر لکھو احوال دل مسر
آزاد ہو رہا ہوں وہ عالم کی قید سے
ڈرتا ہوں میرزا کی تیری دیکھ ہر سحر
منظر چھپا کے رکھ دے نازک لب ہستین

غزل سوز

بس دل نا تو ان بس چپ
غل نہ کر غل نہ کر کہ تیری آہ
آنکھیں جانی رہیں گیں وہ نادان
میرے روئے لوگ رونے ہیں
پھول منستے ہیں میرے رونے پر
شعر کا ہے کوہ میں شہر کا رہن

غزل دلی

کہا مجھ عشق نے ظالم کو اس سے آہستہ
عجب کہ لطف رکھتا ہے غلو میں ہنگو
میر دل کو کیا بخیر تیری آنکھوں نے اظالم
ہو اب عشق سونے لیں رو دل میرا پائے
ادوا ناز سے تیری ہر کوشش میں گون

جون کش گلو کرتی ہی گلاب سے آہستہ
سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ
کہ جوں ہوش کرتی ہی شراب سے آہستہ
کہ جوں گلتا ہی آتش سون گلاب سے آہستہ
کہ جوں شہن سے گلے آفتاب سے آہستہ

ایکے بازو میں گلو جو دریا
میں جہان میں جہاں ہے
شعشعہ کو کہوں نہیں اندھیرا
سورج کے آگے نہ کھانی ہو
ایکے بازو میں گلو جو دریا
میں جہان میں جہاں ہے
شعشعہ کو کہوں نہیں اندھیرا
سورج کے آگے نہ کھانی ہو

ولی محمد دل میں آتا ہی خیال ناز ہے پڑا
کہ چون آنکھوں میں آتا ہی گھا خواب ہے تہہ

غزل صاحب

گر قدر جان لزار ہو سبحان اللہ
اس طرح ہمہ جو یہ جو ر روا رہتے ہو
بیشتر دید تھاری تھی ممکن اب تو
اس طرح دکھ لئے تھے میان پہلوں
ابلیں دیکھ کے گلشنین تھیں کہتی ہیں
اب جو دلسوزی و اخلاق بیان کرتے
سنئے صاحب سخن بار سخندان بولے
بات کی بات میں نزار ہو سبحان اللہ
کیا تھیں شہرہ زلدار ہو سبحان اللہ
در بدر کوچہ و بازار ہو سبحان اللہ
اتویوں جیکے طلبگار ہو سبحان اللہ
گر قدر تم تو طرح دار ہو سبحان اللہ
سچ ہی تم ایسے ہی غنچ ہو سبحان اللہ
گر قدر تم تو شکر بار ہو سبحان اللہ

غزل مستان

سویش فرقت میں سار بدین آبلہ
تجھ گاہ گرم کی کثرت سے اسیروہی
سوز سے روا جو تھامیں ابریا کی خط
اندون میں کیا کہوں پیدا ہو جا جواب
قطرہ فشان نہیں ہم کی گلشن کے بیج
ایسا ناز کی ارستے نام خدا
دست میں پائیں جگر میں اور دھنیں آبلہ
خوشہ انگوس کے کچے چین میں آبلہ
پہ گئے دیکھو صف کے پیر میں آبلہ
جسم و دریا میں سحر ایک نعمت میں آبلہ
میں لکھے دیکھو سرو اور سخن میں آبلہ
ایک بوسے ہو جاؤ ذوق میں آبلہ

غزل سوز

تم کر ویر گلستان واہ واہ
تم چین میں ہم فقس میں یا نعیب
ناخبر ہم بزم تم اسکے رہو
ہم میں پروانہ چون گردن کیں
ہم زمیں محبوس زندان واہ واہ
واہ واہ اسی غنڈیساں واہ واہ
واہ واہ شمع شبتا واہ واہ
سب گرین سیر چراغان واہ واہ

ایسا ناز تو کوئی پیغمبر کامل عاشق
یہ بیفلسکے کمال ہو تھی کی عین
ایک لہری کی کہ معشوقہ تین لہریں
نہیں اس طرح کہ وہ لہریں کہ وہ لہریں
سنا سننا جو کہ لہریں کہ وہ لہریں
سب کیں غزل کے ناز و نغمہ
سیلہ وہ سیلہ کہ وہ لہریں کہ وہ لہریں
ایک لہریں کہ وہ لہریں کہ وہ لہریں
ایک لہریں کہ وہ لہریں کہ وہ لہریں
نہیں غنچ میں کہ وہ لہریں کہ وہ لہریں
قد و پائیں کہ وہ لہریں کہ وہ لہریں
خوش طور نہ دوں کہ وہ لہریں کہ وہ لہریں
نہیں

سوز کو سے اپنے پہلو میں جگہ سے
واہ واہ گور غریبان واہ واہ

غزل غلام احمد

آپ تو خوب طر حدار ہو سجان اند
کیا کہوں آپ کی بس زلف مسلسل مشکین
آپ کے چہرہ پور کی ہو کیا تعریف
آپ کی ذات میں ہی نور تجلی تابان
ختم نہ کیوں ہو دشمنیں دیکھتے ہی تفلک
لب اعجاز میحاسے اگر فداؤ
کیجئے تب تو کرم آپ بس اس احمد پر

کیا پر یزاد ہو دلدار ہو سجان اند
دام صیاد ہو یا مار ہو سجان اند
آپ تو مطلع آوار ہو سجان اند
آپ تو صاحب سارا ہو سجان اند
واہ کیا ابروئے خمدار ہو سجان اند
مرد دل آئین ہیار ہو سجان اند
آپ ہی تو میرے نخت ہو سجان اند

غزل محسن

کیف تھکے ہیں کدھر کے دہرا نشین
دیکھو ٹھہر کر نہ لگے بہت سنبھل جانا
سر جھکا تے ہی لگی شیشے کو اکدم ہچکی
رات محمود مجھے آن کے محسن پوچھا
میں کہا زرنہ جو اہرے ہی پیارے

جام لبریں اوکے سے ہجرا شیشہ
ٹوٹ کر دے تو نازک ہم نہا شیشہ
روح مستوں مگر یاد کیا ہی شیشہ
دل کا کرتون یہاں نوڈ گیا ہی شیشہ
نقد الفت سے گراں ہم نہا ہی شیشہ

غزل سراج

اس منہ کی زلف شکن پر شکن کو دیکھ
ایدل اگر ہی ماندگی راہ غم تجھے
دیکھا نہیں جو گلشن امید کی گلی
کل گل ہواں باغ محبت سے دل میرا

ہر ایک شکن میں نافہ مشک حق کو دیکھ
حلقے میں پیو کی زلف کب العطر کو دیکھ
اس گلخوار غنچہ دہن کے دہن کو دیکھ
گر آرزو ہی سیر تجھے اس من کو دیکھ

تخلی غایت میں دیوتا کی شہین بختی
یکجہ سب تو اسے بہر اسباب با
فوجی ہو رہی کو کجی غم سے عا
دانش نگ کی کھٹے میں غیر شیشہ
محل شیشہ کی بے سبب سبب
بہی گلشن میں نازوں کی لفظ کا جواب
جلت میں نہیں سبب کی طبع رون ہو تیار
کون چھلک کر طبع سے ملا ہی با
نکھنیں ڈوب کر صفوں میں دھن جواب
ایک عاجز کی دریا میں رو دھن جواب
اور بات اس نہیں باجھ کے کجی کجی
سبب بختی میں یہ کیا چاہتی

اگر دہ باز شہر برف کے فکروں کے اس تہذیب کے ابروئے شمشیر زانو دیکھ	ایک پلین میری جان سے اٹھا کر لیا بیجا نہ کرو تو ان غروں کی اسیراج
غزل سمجھو نہ اسطر حکا کھلا کوئی باغین غنچہ تیرا ہی خطہ رکھے ہی باغین غنچہ بجا ہی گر کہوں نہ نقادہ غنچہ کھلا ہی طرہ نہ سر کے دہ غنچہ پہر اس پہن کے ہی کرو سرائ غنچہ	غزل سمجھو جباب بادہ ہی جیسا باغین غنچہ ہوئے باغی کہ میں بھری تھی کا ہوا فریب لے ہی باغین لعل کی تھیلی خیال اس رخ رنگین کا میں رہتا ہی خوش رہ کر یہاں کیوں ہی غنچہ
غزل محمد صین حاشق خندہ کو ہی لکے بھر کا تکیہ اس جگر سو نہ کو کا فی ہی فقر کا تکیہ چشم خود رشید کو ہو نور بصر کا تکیہ شاہ کا می سے طے غر و قدر کا تکیہ جسکے مقوم ہو اس کے جگر کا تکیہ سخت ہی عجب کد قبر کا تکیہ اس گہوار کو حکم ہی حشو کا تکیہ	غزل محمد صین ماہ رو رکھتا ہی جگر و جگر کا تکیہ دولت حسن خدا داد ہی کو کیا تکیہ گراٹھا کو وہ پر دیکو جمال اپنے سے درج با قوت سے ہو لعل جگر کا جو تکیہ باشن درد گہر کی نہ حقیقت جلنے جو میر نہ کبھی وصل صدم کا ہو تکیہ خوف جتنی کا نہیں در گرو اکرام
ردیف ہے نقشبند محمد کے خدا ہی نظر آئی اس برزخ کبر کی ضیائی نظر آئی اس چشم کے پر و میں خدا ہی نظر آئی	غزل فقیہ کیا ذات مبارک میں صفائی نظر آئی اطراف جانب میں تریا آئے رنگ جب حال نکل وصل ہو اتب تو کھلی آنکھ

پہلے اس کا پانچواں بیان کیا گیا ہے
یہ پانچویں بیان ہے جس کا ذکر
خدا نے ہی کیا ہے اس کا ذکر
نہیں کیا گیا ہے اس کا ذکر
عکس کی شکل میں یہ نظر آئی
کریا کو اس میں نظر آئی
طبع نازل کو اس میں نظر آئی
دوہ فکریں اس میں نظر آئی
یہ شگافی اس میں نظر آئی
نات اس میں نظر آئی
دست غافل اس میں نظر آئی

عالم کو دکھا حضرت عالم بیکار ہے
کو چین سنگم کے بہت لاکھ پڑے ہیں
اس سرور و روان خاصیت پر روان
ایک آن فقیہ خاک قدم کھد جان کر

اس نور الہی کی دہائی نظر آئی
اس دہر کی معدوم و فانی نظر آئی
امید و عالم کی دہائی نظر آئی
وہ ذات عجب فرہمائی نظر آئی

غزل نصیب

جب سہنیت کا فری ہواری نظر آئی
رکے میرے سبز ہوا بغ عنایت
آئیے صنم مجلس ندان میں ہوا کیف
دنیا کیا گورین تو بھی پڑا حسین
ہر صفحہ گلشن پہ نظر ایسے صنم کے
حاشی کو بٹا نسل کیا ایک نگہ سے
کب یا نصیب ہو کہ تیرے ظلم سے ظالم

حاشی کی وہین عقل سدا ہاری نظر آئی
چشمہ نوری گھا ابر بہاری نظر آئی
آنکھو میں تیر کی خماری نظر آئی
کچھ زیر زمین بھی قرار ی نظر آئی
باشد کہ عجب نقش و نگاری نظر آئی
کیا شوخ تیری ظلم گزاری نظر آئی
تجھ بھر کی سینے میں گزاری نظر آئی

غزل نیاز

دکھائے داغ دل نے گلستانے نے
جو رہتا ہے جھکوا الہی بی یو
دیر و حرم میں کوئی نہیں تیری اہ پہ
میں طمع جنوں تیرے ہاتھوں کے نکلے
کس طرح ہو گند و در جانان پہ نیاز

دشت دکھا رہی بیابانے نے
پیدا ہوئے ہیں جان کو خانانے نے
کافر نے ہیں مسلمانے نے
لاؤں کہاں روز گریانے نے
دربانے نے ہیں غیبانے نے

غزل خاں

تیری الفت میں ہو جان خواں کے
ایک امید بھی تجھے برائی میری

کشتہ خون میں میرے گرو مسلمان کتنے
رنگہ دلیں میرے حرمت داران کتنے

عقل کو دکھا حضرت عالم بیکار ہے
کو چین سنگم کے بہت لاکھ پڑے ہیں
اس سرور و روان خاصیت پر روان
ایک آن فقیہ خاک قدم کھد جان کر
اس نور الہی کی دہائی نظر آئی
اس دہر کی معدوم و فانی نظر آئی
امید و عالم کی دہائی نظر آئی
وہ ذات عجب فرہمائی نظر آئی
غزل نصیب
جب سہنیت کا فری ہواری نظر آئی
رکے میرے سبز ہوا بغ عنایت
آئیے صنم مجلس ندان میں ہوا کیف
دنیا کیا گورین تو بھی پڑا حسین
ہر صفحہ گلشن پہ نظر ایسے صنم کے
حاشی کو بٹا نسل کیا ایک نگہ سے
کب یا نصیب ہو کہ تیرے ظلم سے ظالم
غزل نیاز
دکھائے داغ دل نے گلستانے نے
جو رہتا ہے جھکوا الہی بی یو
دیر و حرم میں کوئی نہیں تیری اہ پہ
میں طمع جنوں تیرے ہاتھوں کے نکلے
کس طرح ہو گند و در جانان پہ نیاز
غزل خاں
تیری الفت میں ہو جان خواں کے
ایک امید بھی تجھے برائی میری
کشتہ خون میں میرے گرو مسلمان کتنے
رنگہ دلیں میرے حرمت داران کتنے

میں ملتا میرے نایکا پتا ای لیسلا کتنو کو کان کے بالیسے جھکایا تو وہ میں جسے دیکھا تصویر کہا وصل علی ایک تھا آئینہ وہ جسکے میں حیران کئے اٹھکے محو سے چلا شہر کی جانب جب میں مصحفی رویوں میں مہجری جاتی تھی اسکی تصویر کوئی سمجھتا ہے نہ سرکار تہ عاقل	پچان مار میرے مخوں نے بیابان کئے زلف پچان کے پے ہمیں پچان کئے پڑھتے صلوٰۃ میں آئے مسلمان کئے پھر نے میں زلف پریشان کے پریشان کئے لپٹے دہسے میرے خار مخیاں کئے ایک قرآن سے لکھے تاجہ میں قرآن کئے یوں تو کہنے کو میں دنیا میں سخندان کئے
--	--

غزل ولی

جسے عشق کا تیرا کار سی لگے ہووے آجک میں ہرگز قرار پھوڑے محبت دم مرگ تک بھی ہر دم مجھے عاشق پاک کو اگر تو ولی کے سخن کو سننے	اسے زندگی جگمگ بھاری لگے جسے بار جانی سے یاری لگے جسے عشق کی بقیہ یاری لگے پیار کی تیری بات پیاری لگے رقیبوں کے دلیں کٹاری لگے
--	---

غزل وفا

ہیں منظور گھر و تیرا دیدار کافی ہے برنگ شمع سوزان ہے تیرا پروا نہ ادھر میرا اس مرغ دل کے قتل کرے کو اچھاں عزیز و چشم گرماں ہے ہمیشہ اٹھتا ہے وفا کچھ فکر مت کر اس جہان میں اپنی غصیاں	دل مٹھوں کے لینے کو نگاہ یا کافی ہے تجھے ای دلربا اب محبت اغیار کافی ہے تیرے تیغ نگہ اور ابرو و حندار کافی ہے گواہی کو میرے اب دیدہ بیدار کافی ہے شفاعت کو خضر میں احمد مختار کافی ہے
--	--

غزل لطیف

بیاغ ہجر کا نجا و بگا کجود سے میرے	پیشانی تو ملی ہے مجھے قاتل سے میرے
---	---

ماں باپ تو غیب ز کا بایا ہی نظر
 دیکھ کر مہتاب تو نہ ہنسی جو رنگ کا نور
 نور کا خوشی ہی بلکت تھا کا نور
 چمن حسن میں بیا بولی ہی شاخ کا نور
 شب کو وہ بیدار رہا جیسے باغ کا نور
 شمعین خانوں میں غلامی شمع کا نور
 یادوں کی آگ میں شمع کا نور
 کوئی بیا بیا کہنے کوئی ہی شمع کا نور
 مہر و وہ کوفہ بیا بیا شمع کا نور
 اسکا کوئی کوئی شمع کا نور
 انگلیاں دیکھ کر تو اسکا نور
 ہاتھ پاؤں اسکا نور
 ۴۶

تا تیر تیرے عشق نے مجھ پر زری نہ کی	ہم کیا کروں نصیب نے کچھ یا دیکھنا
دلبر مجھے دلو دیا اسکے ماتھے میں	دل لیکھا میرا میری کچھ رہبری نہ کی
اسی رنگ شہری زری غولی کے ساتھ	خورشید نے بھی زری ہی کچھ شہری کی
زردیک تھا کہ پہنچ سکندربل حیات	ایک خضر و دان ملک بھلا کیوں رہبری نہ کی
بخشنش کے پاس گوہر دل تھا بلال میں	قیمت کچھ اسکی تو نے تو اب جوہری کی

غزل

کچھ نہیں ہی تصور صورت وہ دلربا کی	دلین ابو چہی ہی اس ناز میں اداس کی
غنیہ دہن وہ تیرا کوئی کب کسی سے	اسنے جو نہیں اشارت ہو تو میں مسکرائی
آئینہ پانی پانی کیونکر نہ شرم سے ہو	دیکھی ہی اسنے غولی تجھے جس بھانسی
تیرے لب دہن کی حشر میں کل اندام	غنیہ کو دلہنگاری گل کو پیسہ جا کی
کرتے ہیں کیا قیامت شاعر جو دہن سے	تجھے خوشخام خد سے رو شکستہ پا کی

غزل نمنا

خیال آتا ہی سیج گل کی بھاؤں میں سیمبر کے نیچے
 پہ خوف پہر ہی چھے رگ گل برنگ خادہ گل کے نیچے
 یہی ہی تسکین وقت آخر میں تیرے بیمار ناتوان کو
 کہ رنگ تیرے ہی استمان کا بجائے بالین کے نیچے
 چکر راتھا زرخ پہ اسکے عرق کا قطرہ وہ اسطر سے
 ستارہ جیسے ہو جگمگاتا فلک کے اوپر قمر کے نیچے
 چمن میں طایر یہہ جوش مستی سے چھپاتے تھے دیکھ گلو
 جو میرے گھر کو دیکھ لوین تو رکھیں منہ فارہ کے نیچے
 نگاہ خوریزر ابسی آفت کہ تیغ برق اسے ہو وے نام دم

نظر آتا ہے جوں جوں کا مافی
 درد سر، ہوشیاری، دل کے پہرے
 بون کی اسکی جوں جوں کی چوں کی
 نہ ساق سے قدم پر اس کے سر کو چھٹکا
 پاؤں آخو میرا دیر تری پانی ہی
 جو میں کہتا ہوں وہ کہان بریں کی
 ان کو دین سے جو اسے توجہ دیکھ
 کہ تو دین پر چاہا طرف الکل چل
 تیغ ابو اسے نظر کا کلمہ بھانسی
 سیمبر میں نکلیا سیمبر کی
 فلک آگاہ یہ کہین غور تو رکھ
 ایک پار تیرا اور رنگ کی چھوٹی چھوٹی
 آنکھ سے

جو فرق دشمن پہ دھیان گذرے تو اسے کھبر کر کے بچے
چڑھا وہ کوٹھے پہ جبکہ قائل تو سب کا روانگی خلعت
کہ تیری دہشت سے خور بھی نکلے چھاپے فہم کو پیر کے بیچے
یہی تمنا ہی مدون سے جناب باری میں اپنی عامی
کہ دفن اپن انجمن ہو سکے علی کے دیوار و دم کے بیچے

غزل است

آہی مٹی ایک سو رنجہ پیکھ ہٹ گئی آہٹ کو میری پاؤں چوکھٹے چھا چٹ	دہنوں کے بیچ دابے بان چھٹ پڑ گئی جھٹ پٹ کو اڑ کے چھٹ سے چھٹ گئی
کی چھیر چھاڑ میں نے جو معقول سے آ کھنٹ کیا ہوا اعلیٰ انداز بہر دوش	بلا اختیار شرم کے ماسے چھٹ گئی ہی ہی خردیں صبح کی چھاتی چھٹ گئی
اٹھ کی گھنٹہ دہوان ڈار ہی غضب	اگر بہار کے گلے سے لپٹ گئی

غزل سودا

گر کچھ میں ہی و خانو جھاگہ رکون ہی مالاں ہوں مدون سے میرے چاکے تلے	دلدار تو ہوا تو دل آزاد کون ہی پوچھا نہ یہ کھو پسین وار کون ہی
ہر شب شراب خوار و ہر ایک سبب سودا کو جرم عشق سے کرے میں آج قتل	آشفستہ زلف لٹ پٹے دتا کون ہی پہچانتا ہی تو یہ گہنگار کون ہی

غزل سودا

ساون کے بادلوں کی طرح سے بھر ہوئے ابدان کہیں سے گزری کہ آتی ہی جھنگ	بہر وہ زمین میں جس سے جھلک رہا ہوئے لخت جھلکے خش کو آگے دہرے ہوئے
ملکین تیری کہاں نصف آہو میں کو ہوں انکھوں کو تیری کیونکہ میں باندہ ہو گیا ہوں	افواج فابہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے جہاں زمین میری دلی زراعت چرے ہوئے

جو فرق دشمن پہ دھیان گذرے تو اسے کھبر کر کے بچے
چڑھا وہ کوٹھے پہ جبکہ قائل تو سب کا روانگی خلعت
کہ تیری دہشت سے خور بھی نکلے چھاپے فہم کو پیر کے بیچے
یہی تمنا ہی مدون سے جناب باری میں اپنی عامی
کہ دفن اپن انجمن ہو سکے علی کے دیوار و دم کے بیچے

غزل است
آہی مٹی ایک سو رنجہ پیکھ ہٹ گئی
آہٹ کو میری پاؤں چوکھٹے چھا چٹ
کی چھیر چھاڑ میں نے جو معقول سے آ
کھنٹ کیا ہوا اعلیٰ انداز بہر دوش
اٹھ کی گھنٹہ دہوان ڈار ہی غضب
اگر بہار کے گلے سے لپٹ گئی

غزل سودا
گر کچھ میں ہی و خانو جھاگہ رکون ہی
مالاں ہوں مدون سے میرے چاکے تلے
ہر شب شراب خوار و ہر ایک سبب
سودا کو جرم عشق سے کرے میں آج قتل

غزل سودا
ساون کے بادلوں کی طرح سے بھر ہوئے
ابدان کہیں سے گزری کہ آتی ہی جھنگ
ملکین تیری کہاں نصف آہو میں کو ہوں
انکھوں کو تیری کیونکہ میں باندہ ہو گیا ہوں

جو فرق دشمن پہ دھیان گذرے تو اسے کھبر کر کے بچے
چڑھا وہ کوٹھے پہ جبکہ قائل تو سب کا روانگی خلعت
کہ تیری دہشت سے خور بھی نکلے چھاپے فہم کو پیر کے بیچے
یہی تمنا ہی مدون سے جناب باری میں اپنی عامی
کہ دفن اپن انجمن ہو سکے علی کے دیوار و دم کے بیچے

بود و کی جمد عزون کے یہ بھرتے ہیں ملک
 انصاف لکھو سوئے اپنا بجز خدا
 نزدیک ہے ہے شکوہ تو منع
 مجلس میں چھوڑ کی جو حجر سے سجی
 سودا گیل کہ گھر سے کہ اب تھکو دھو
 لڑکے محمد اسود و عفت ملک ہو
 منصف جو لے میں ہو کھسے دور ہو
 ہیں لاکھ کو حسن تر سے دپرے ہو
 آئے تو بھر خدائے کہا مخرے ہو
 لڑکے کہ ہے میں تجھون دین بھر ہو

غزل آصف

یہاں شک نہ ہو میں اب جم رہے کہ نہ
 تو اپنی شیوہ جو رجھا میں گدے
 فقر کو ہوتا ہی ہر راہ میں کمال و زوال
 عرفی نہیں پتیر خوشنما صنم لیکن
 شباب آگے تیری دید میں سیر ہو
 جو وصل میں ہو جدائی تو کیا کرے صف

غزل ابرو

کھار ادا کر کے پھر اہی ہماری کچھ نہیں تقصیر لیکن ہوئے ہوا اس قدر بزار ہم سے وہ احمق ہی کہا ہی جس نے منہ جھٹ پیدل کرو مت آبر و کو	نو بہتر ہی ہمارا بھی خدا ہی کہو ہم نے تمہارا کیا کیا ہی سبھی کو کیسے بیوفا ہی موجس تمہارا دل ملا ہی مسافر ہی شکستہ ہی گدا ہی
---	---

غزل اشقسته

سائنس اگر جگہ زمین اڑتی ہے
پہاں ہم مارین جائیں کیونکہ بھلا

مسک جب تیری باد پڑتی ہے
کیا بُری طرح آنکھ لڑتی ہے

[illegible]

لوگ کہتے ہیں ابو الجحزین ہوا ہوا
کچھ علاج اس مرض کا کمال ہے پوچھا

غزلِ منت

گردہ بست کا فریب مہ بام پر آوے	یک ماہ دو دم ماہ فلک کو نظر آوے
بزرگان تیری جہن کے میرے دلیں لگی ہیں	نامنہ نہ دیکھا کوئی تخت جگر آوے
معدوبی کس کا جو ترے حکم کو ٹالے	رستم چونہ آوے تو وہیں بگاڑ آوے
تو برسہ بازار جہان جلوہ منا ہو	خورشیدِ فلک ہے کہ نیچے تر آوے
جون ماہ منور شبِ مار سمبھاری	قمت دہ اگر چاندی صورتِ نظر آوے

غزلِ سراج

خسبِ تجسسِ عشق شن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ تو تورمانہ تو میں رہا جو رہی سو تجسس رہی
شہرِ بخود نے عطا کیا مجھے اب لباسِ ہمنگی
نہ خود کی جنبیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دہی رہی
بہی سمتِ غیب سے اک ہوا کہ چمنِ سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخِ نہال غم جسے دل کہیں سوہری رہی
نظرِ تغافلِ یار کا گلہ کس طرح سے بیان کر د ن
کہ شرابِ صد قدح آرزو خمِ دل میں خمی سو بھری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لبِ ادرسِ سخنِ عشق کا
کہ کتابِ عقل کی طاق میں جو دھری تھی وہیں دھری رہی
تیری جو شجرتِ حسن کا اثرِ اس قدر سے یہاں ہوا
نہ تو آئینے میں جلا رہی نہ پری میں جلوہ گری رہی
کیا خاکِ آتشِ عشق نے دل میںوائے سراج کو

سچ پر چلنے والے کس حسیں دین پر
نہیں تو جھٹکنا ایسا کھانا ہے دوچار
بائیں تو ڈال بائیں کچھ کچھ کہ جس کو
گہریاں میں تیری تیرا کد میں نہ اند
جس کا نہ بد کوئی بات ہے کہ نہ لیں
وہ نہ تو بیرون سے آگے لگا دو لیں
عشق ہو غم نہایت میں نہ پھر دلا جا
چوئی کس تجھ کو وہ کسی کیسے آج
بود و معینان بود و غیب کی دل پر آج
چوئی تیرے ہی گم کو کہ پھر چھا جانا
دل کو کہ اس کے زمان با تو پیر پیر
کے آواز دہ در قلب نہ نہ لیں
نہ

ہم ہی سیر کو چین اور صبا بھی ہے	ہماری خاک سے گل دیکھ کچھ راجھی ہے
تیرا غرور میرا عجز تا کج با ظاکم	ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
جلے ہی شمع سے پروانہ اور مین کھنکھ	کہیں جہری جگہیں کہیں وفا بھی ہے
زبان شکوہ سوا اب زمانہ میں بہاٹ	کوئی کسی سے ہمد بھی آشنا بھی ہے
ستم رواہی سیر و نہ ہمد و صبا د	چمن چمن کہیں بلبل کی ابوا بھی ہے
سہمکے رکھو قدم دشت خار پر مخجون	کہ اس نوا میں سودا برہنہ پا بھی ہے

غزل عاشق

آنکھ کیوں تو نے بھلا ہے ملائی پیار	بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگا گئی پیار
دوستی میری تیری یار بجا دے لاء	گرچہ بدنامی زمانہ میں اٹھائی پیار
خانہ دلمیں سیر بھر کے ہی آب تر عشق	تسل تو نے جو نہیں اپنی دکھائی پیار
مین سوا سیر گیکو بھی نہ دیکھوں ہرگز	سا منے اپنے اگر ہو دھڑائی پیار
دل سے دل اکھوں سے اکھوں کو ملا کے تجھ سے	کس کو خوش آتی ہی اتیری ہمد آئی پیار
ہفت اقلیم کی شاہی نہیں خوش آتی ہے	خوشنماہی تیرے کو چکی گداہی پیار
چین و آرام عین گل گئی ہوش گدا	دلو کو عاشق کے نظر سے لگا گئی پیار

غزل سودا

جون غنچہ کو چین میں بند قبا کو گولے	پھر گل سے اپنا بے بلبل کھو گولے
آویجا و چین میں تر کے ہی می کشی کو	شبنم سے کہے بلبل یا لے گونے دے
باغ جہان میں اگر کچھ ہنسنے پھل نہ پایا	اک دل ملا کہ چین میں سیکڑوں ٹولے
ایسا ہی جاؤں جاؤں کرتے ہو تو ہمد و	اسدیل پکل جو ہونی سواجی ہے بولے
کم لوٹا ادا ہی ہر چند پر نہ انت	مند جائیں شمع عاشق تو بھی دلت گولے
چشم پیر آب ہو نین جون آئینہ جانی	رک رک کے پڑ گئے ہیں جھان تین بچھو

نہیں ہیں سیر کو چین اور صبا بھی ہے
نہیں ہیں ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
نہیں ہیں کہیں جہری جگہیں کہیں وفا بھی ہے
نہیں ہیں کوئی کسی سے ہمد بھی آشنا بھی ہے
نہیں ہیں چمن چمن کہیں بلبل کی ابوا بھی ہے
نہیں ہیں کہ اس نوا میں سودا برہنہ پا بھی ہے

آنکھ کیوں تو نے بھلا ہے ملائی پیار
دوستی میری تیری یار بجا دے لاء
خانہ دلمیں سیر بھر کے ہی آب تر عشق
مین سوا سیر گیکو بھی نہ دیکھوں ہرگز
دل سے دل اکھوں سے اکھوں کو ملا کے تجھ سے
ہفت اقلیم کی شاہی نہیں خوش آتی ہے
چین و آرام عین گل گئی ہوش گدا

جون غنچہ کو چین میں بند قبا کو گولے
آویجا و چین میں تر کے ہی می کشی کو
باغ جہان میں اگر کچھ ہنسنے پھل نہ پایا
ایسا ہی جاؤں جاؤں کرتے ہو تو ہمد و
کم لوٹا ادا ہی ہر چند پر نہ انت
چشم پیر آب ہو نین جون آئینہ جانی

پھر گل سے اپنا بے بلبل کھو گولے
شبنم سے کہے بلبل یا لے گونے دے
اک دل ملا کہ چین میں سیکڑوں ٹولے
اسدیل پکل جو ہونی سواجی ہے بولے
مند جائیں شمع عاشق تو بھی دلت گولے
رک رک کے پڑ گئے ہیں جھان تین بچھو

عشق ہاتھوں سے بڑھ گیا کہلے شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم ایک دن ہنسنے یا رے یہ کہہ سکا ہنسے بولا کہ سنا ہی آصف	ہام سے گزرے اور نشان سے گئے سنا ایک دن کہ جسم و جان سے گئے اب تو ہم طاقت و توان سے گئے یونہی کہ کہلے لاکھوں یہاں سے گئے
غزل رومی فندق پر تیرے دیکھے گشت نامی سرخی تعریف دہن کی کروں یا الکی نزاکت الماس نظر آتے ہیں یا قوت کے مانند خاتل مجھے ڈر ہی کوئی پہچان نہ ہوے سنے یہ غزل مجھ سے ہی ماب تازہ ہوئی	ہنسے نہ بے خبر جگر جانی سرخی مسی کی ادا ہٹ کہوں یا پانی سرخی پڑتی ہی کرن بھول یہ جب کا کی سرخی وہو ڈال ذرا گوشہ دامن کی سرخی دکھلاؤں تمہیں صافی گلستا کی سرخی
غزل فدوی ابو بھجی جگر ہو دستور درادہلے دیکھا نہیں تو احمد مختار کا لشکر گرمی سے عرق ہو گئے چٹے پوہر ہم دلوگوں ان شے تصویریں اسی کے اس بات کی پریش کی لئے شیخ ہوئے یہ بار گزیر خدا جائے ادب ہی ماحق کی یہ ہمت ہی غیر وہی عاشق راتوں کے تین چونک پوئید میں تم خدوی تو عبت اپنا گر بان ہی پارے	تصویر لکھی جانی ہی نرگس کا قلم لے جبریل بھی جس فوج میں چلنا ہی علم لے اس سایہ نرگان تلے ایک ٹھکے کے دم لے اور پھر میری عقلمندی سے طے راہ علم لے کہے کو چلے نام خدا نام مستعمل لے جنون کو صد اپنی ہی تو اس رتم لے گر تیرے سوا غیر کو چاہوں تو قسم لے گر خواب میں دیکھے ہمدانہ کے حملے لیتا ہی تو دامن طاق مستحکم لے
غزل ۵	

ابھی کم سن ہی وہ کہنا ہے کہ
وضع داری کا طیفہ کوئی دلخواہ نہیں
حکایت غنیمت و درنگ و ماہ بہین
بے بسا بے بسا کوئی گھبراہٹ ہے
کچھ چلے سے بے بسا کوئی گھبراہٹ ہے
ساد کی چوڑی رو کوئی گھبراہٹ ہے
بال کیے ہیں تو اس کو نہیں پوچھا
چوٹی تو بان کے بہرے کو نہیں پوچھا
ہانگ کچھ رہتی ہی تھی بے کسب
عاری کھانا ہی وہ آغیتے آغیتے
بڑی صورت کوئی کھانک کا دم چھوڑا
ایک چہرہ کی طرف رخ وہ نہیں کرتا ہی
رواں نہ ہی

سکو دکھاؤں آبلے دل کے	زخم ناز سے ہو میں چل چل کے
اسکی نیرنگی پر فدا ہوں میں	گل بنایا ہی اسنے اس گل کے
زلف ناگن نے آپ کی صاحب	دل لیا ہی ہمارا دل کے
تخمہ سوا باغ کا یہ کب احوال	پھول کھلا گئے ہیں گل گل کے
اس خطا اپنے کی کریں تو بہ	رنج کھینچے ہیں تہہ بل کے

غزل وفا

امی شمع شبستان تیری تصویر کے آگے	خورشید چل ہی تیری تصویر کے آگے
عشاق ہزاروں ہیں تیرے گچھین بل	اس ابرو سے خمدار کی شمشیر کے آگے
اسن چہرہ تابان کا بھلا کس سے بیان ہو	بس تخمہ صلوٰۃ کی تاثیر کے آگے
اس زلف مجھ کے میان دام میں پھنسے	بس یوں ہوں ہر دم تیری نچھکر کے آگے
کیونکر نہ چلیے مشت حرامی سے وفا وہ	اس عاشق بیدل دل دلیس کے آگے

غزل ناسخ

پھر ہمارا آئی چمن میں زخم دل لے ہوئے	یہ میرا داغ جگر آتش کے پر کا ہوئے
کس طرح چھوڑوں کیا ایک کی نہ تو چکا	ایک دم سے یہ کالے ناگن پالے ہوئے
واہ کیا تاثیر ہے اس روائت ناک کی	شعلہ جواز تیرے کان کے بالے ہوئے
جب شب تاریک میں ہم کوئے جانا کچھ	آگے آگے جلے شعلہ پسین ہائے ہوئے
پائے نازک سے جب کھا جباری قبر پر	پارے رنگ مر مر روکے چھالے ہوئے
دہ بری ہو گیا کرنا ہی اکثر فیسرے	اب تو ناسخ بھی ہمارا چاہنے والے ہوئے

غزل الفت

یہ رخ یا نہیں زلف پریشان کئے تھے	ہی نہان صبح وطن شام غریبان کئے تھے
برقی سی تیغ جو گل اسکی چمکتی دیکھی	طفل اشک آہی چمپے دہن مژگان کئے تھے

گلزار بہار بنادے و نادان نہیں
 حسن دلبری خود آرائی کاروان نہیں
 سکی دنیا کا خیال اسکو کی ان نہیں
 چاہے کیتا گیا گیان سے تو چمک دیا نہیں
 عطر طہائی تو پوشاک کی حاجت ہی
 سیکر کون سے کدو سے عروسی کی ہی
 یہاں سے میں جاؤں تو بار بار ملاؤں
 زینت کا لب لہاز بناؤں اسکو
 وضع داری کی وہ تصویر دکھاؤں
 عاشق زار بناؤں گا بناؤں اسکو
 اس قدر ملاحظہ کی اگر پیش ہو
 جیسے آواز زنی چرخ فانی و فنا ہو
 جن

عیمان زلف دلدار کی مو بہو ہی
 مگر آب شیرین لازم نہو ہی
 ہی دل کی حسرت ہی آرزو ہی
 نہ تیری سی رنگت نہ تیری ہی
 یہم انصاف اللہ کے روبرو ہی
 زینے کے قابل نہ جائے فو ہی
 یہ کشتہ یلگنہ کا لہو ہی
 زبان کو سنبھا لو یہ کیا گفتگو ہی
 چھری اور مزع سحر کا گلو ہی
 خداوند عالم گنہگار تو ہی

جہاد میں کیا اپنا حال پریشان
چلو قبر فراد پر فاختہ کو
کل حادے جی تیرے قدموں کے اندر
گشتان میں جگہ ہر ایک گل کو دکھا
ستایا ہی ناسخ میں تو نے ظالم
کیا چاک و شستے ایسا گریبان
شفق بن کے گردون پہ سوتا ہی ظاہر
عبت مجھ کو نہیں سکے دیتے ہو گالی
اگر اکے باری شب وصل بولا
رہے سایہ یخچن بادشاہ پر

غزل فخر

نو کس غور سے تم ایک بار آتے تھے
 اسی بھروسے پر تم دوستی نبھاتے تھے
 گلے میں آتے تھو اور مہر سے غفلت نہ تھے
 تمہارے مہر سے عجم گلاب بھی لگاتے تھے
 گلے سے لگا پاؤں پر منڈیر تھے
 ایک گلدن تیری کیا کیا جھاٹھاتے تھے
 کبھی زبان کے اوپر بھی پہناتے تھے

نہار بار جو ہم چاہ سے ملاتے تھے
ابھی تو شرط وفا ہو چکی اداس کر
ذرا تو یاد کرو جان وقت وہ کیا تھا
لبش کرو عجب دن تھے مہو تے ہی نہیں
اگرچہ روٹھ جاتے تھے پھر بھی ہم تم کو
ہر ایک سیخ ستم ہو چو کی تھی چھری
نہار حیف کہتے تو ہم فخر مت آ

غزل شکر

کوئی بات نہ ہو گا نہ تصویر مہر کے

کیا نکلے سخن عاشق دل کیسے کہہ رہا ہے

طهر حزن است بهر طهری
 چنانچه یزید است از ناطق زلف
 کاهن حرم که بود بستمی منظور
 می مولا که درین برادران
 عزم دارد که بوسیله این کلام
 ناله که بگویند تا ناله که بگویند
 سکه که توید که توید که توید
 بایان آن که این طهر حرم
 چنانچه بایان است که بایان
 زلف که بایان است که بایان
 بایان که بایان است که بایان
 دست و پا

کئی نگہ چمکے مارا ہی طمانچہ	بہنا ہی ہو جزو شمشیر کے نہر سے
یوسف کو کیا قید جو زندان میں خوش ہو	آئی ہی صد اکان میں رنجبر کے نہر سے
طفلی کا تیرے جنم کا میں وصف کہوں کیا	سن نہر سے جوانوں کے ہر ایک کے نہر سے
دیتا ہی دعا بھگو ناخوان بہر شریب	آمین کی صدائے نکلی ہی تا تیرے نہر سے

غزل ولی

جس کو لذت ہی سجن کے دید کی	اسکو خوش فتنی ہی صبح عید کی
کلمہ کے اوپر زلف ای دیائے حسن	موج ہی یہ چشمہ خورشید کی
دل میرا موتی ہو تجھے بالی بن جا	کا نین کہتا ہی باتیں جید کی
تجھ دہن کو دیکھ کر بولا ولی	یہ کلی ہی عین امید کی

غزل ستم

در دمندوں سے نہ پوچھو کہ دھڑکیے	تیری مجلس میں عینیت جدھر بیٹھے
غرض دید کی یہاں کام تکلف سے نہیں	خواہ ادھر بیٹھے گئے خواہ ادھر بیٹھے گئے
مفت اٹھنے کے نہیں یا س کے کو چھپتے	ایک بوتل کے لئے باز دھکاڑ بیٹھے گئے
پیر و مرشد کی قسم کہ وہی لینے دیا	جس کو بستر پہ جم اکھول کر بیٹھے گئے
کر کیا کام جو معشوق ستم نرہ جھکا	سیکڑوں مرغ ہو ابا ندھکے بیٹھے گئے

غزل طفس

مرغ دل است رویہاں آسپہا نامنہ	اس قفس کے قیدیوں کا آب دامنہ
تیرے ہی دیوار اب بنے پر کا گپ	روزن دیوار تک آنکھیں ملا نامنہ
قتل کر کر بھگواں سب نگینوں کوں کہا	قتل ہو جانا و لیکن تڑپھر انا منہ
بڑھنا مت دیکھنا خیر طے اصدیل	عشق کے قتل میں دست و پا ملا نامنہ
ایظفر تم کو ہیتہ جا ہے عشرت دم	اب تعین جا لیں نہ مہندی لگانا منہ

دست پا کے صوبہ کارون کے ملک
 رسیا چکن کینا
 تیری مہندی کا مجھے ریت اس جا
 ہاتھ نہیں چھایا بسے العنبر
 ہاتھ نہیں چھایا بسے العنبر
 جہاں مال ہو نفرت کی موت
 جہاں مال ہو نفرت کی موت
 رنگ پر کا اسے وہ نکتہ ہوا
 رنگ پر کا اسے وہ نکتہ ہوا
 چار یوں کا اسے وہ نکتہ ہوا
 چار یوں کا اسے وہ نکتہ ہوا
 بندھیلا اسے وہ نکتہ ہوا
 بندھیلا اسے وہ نکتہ ہوا
 نہ چھوٹے اسے وہ نکتہ ہوا
 نہ چھوٹے اسے وہ نکتہ ہوا
 جانچاں میں لجانے کا نکتہ
 جانچاں میں لجانے کا نکتہ
 ہرے خنجر قدم آن کا نکتہ
 ہرے خنجر قدم آن کا نکتہ
 آدمی چاہتے ہوا نہ جانے کے لئے
 آدمی چاہتے ہوا نہ جانے کے لئے

غزل

وہ صنم حال ہیرا کیا جانے	ہو نہیں کس فکر میں خدا جانے
اسکے مٹنے کی جھکو تہمت ہے	وہ کہاں میں کہاں خدا جانے
ہمتوروتے ہیں ہستے ہیں اغیار	قد بلبل کی زراغ کیا جانے
ہونٹ چاٹا کرے دہ ساری عمر	لب شیریں کا جو مزاجا جانے
سنکے احوال میرا کینے لگا ۵۵	اب جھگڑا میری بلا جانے
ایسے سفاک سے ڈرو یا رو	خون عاشق کا جو حنا جانے
بہ خدایت کیسے دست نہیں	ان کو دشمن ہی جان کا جانے

غزل اوصاف

وہ کہاں جیتے رہے جو یو فانی کر گئے	مر گئے آخر کس کس آشنائی کر گئے
عمر بے پایان ہے آپے اس قدر نازان ہو	مر گئے انکو نہ چھوڑا خود خدائی کر گئے
آری میں عکس اپنا دیکھ لوکے عزو	چار دہائی زندگی میں خود نہائی کر گئے
عیب جوئی کر کے اکثر وہ نوشتے ہے	اتھ سے اپنے وہ اپنی جگہ لائی کر گئے
رکھیا اوصاف اونچھے اخراج و دو کو	جو بھلائی کر گئے اور جو برائی کر گئے

غزل عشرت

شب فراق میں دل پر فلق ابھی ہے	سحر ہی دور میرا نگ فی ابھی ہے
ابھی لکھا نہیں میں حال دلکا ایقاص	ہواٹے شوق میں آؤ تا ورق ابھی ہے
ہنوز دفن ہوا ہی نہیں تیرا بس	کہ زلزلے میں زمین کا طبق ابھی ہے
ارادہ میر کا کرتا ہی جبکہ وہ کلرو	یہ ناز کی کہ حسین پر عرق ابھی ہے
کسی نے شام کے آنیکو کیا کہا عشرت	یہ فہرہ ہے آپ کے پھولی شفق ابھی ہے

غزل صیدی

بجاری ایلادہ سے ایک ہندوان یاد
 ہو سیکر می نظرمین تری سنا کلا پیا
 طس کی سنا سنا جانے کہ وہ یو یو
 پردہ کو زلف ناخون کی سنا کلا
 نرم کی ہی عکس اتنی نیند یو یو
 وہ ان عبادت کے نیند یو یو
 گاج کی آؤنی ہندوان میں وہ زنا
 ذلک ہون سنا کلا کی سنا کلا
 چلیان چلیان سنا کلا کی سنا کلا
 یاسا خاطر میں سنا کلا کی سنا کلا
 جہلے کو سنا کلا کی سنا کلا
 دست کی پر دہر المین دست
 کم دینا

باغ مفضل میں سیر کر کے لو جب دھوم مچا دی
 سو تیار اور چنبیلی گل سرین ملگا ب
 پان تو قتل ہوئے بارے کلب تل کر
 حافیہ ٹھیک تھا کیا کرے رحیدری خاک

ارادہ پائی نہ کہیں باد صبا گھوم رہی
 لکیتی کہت ہوڈالی پہ سدا گھوم رہی
 سیکلی تھی سو خزاں برف پاچوم رہی
 معتقل رہنیک طرح ہے تین توں رہی

غزل ناسخ

جب میں چاک ڈیرا نظر آتا ہی
دشتِ غیرت میں گلہابی جھرجھرجاتی ہی
میں پرست ایسے میں تُو ہین اگر مسجد میں
چاند سا چہرہ تاباں ہی مگر سیر بھی
بھاگتا تھا ہی میں پیکِ اجل بالین سے
اگرچہ سوں بند میں لیکن مجھے ناخن بردار

سینین روزن دیوانظر آتاہی
وہی کوچہ وہی بازار نظر آتاہی
خوابین غار حنا نظر آتاہی
زلف میں رنگ شب تانظر آتاہی
جہ مجھے قاصد دلدار نظر آتاہی
روزگار احمد مختانظر آتاہی

غزل الفتین

زنجیر میں بالوں کے پھانسیوں کو کیا کہئے
حاشیہ جو رہ جلتا معشوق کے کام او
دل چھوڑ گیا ہر کو دل پہ تو قہ کیا
تحقیق کو ظالم تک کچھ کام نہ فرمایا
سزہ میں لعن آج کو کا عہد سے بھر میں

کیا کام کیا دل نے دیوانہ کو کیا کہنے
کیا لطف ہی حل جا بنا پر و نیلو کیا کہنے
اپنے نے کیا یہ کچھ بگائے کو کیا کہنے
فراد کے اس نافرمانی کو کیا کہنے
فردوس کہنے تو ویرانی کو کیا کہنے

غزل علیہا و

دلو پالا تھا بہت سے خبر داری سے
حسن صاحب کی شرافت پہ نظر کر بیٹھے
ہے باطن میں خفا غیر وہ ظاہر میں خفا

ماز برداری سے ہشیار سے بھواری
جان کے بوجھ کے پہچان کی ہشیاری
یہ تو امید تھی شرط و فاداری

کام دیکھا دیا وہ ارادوں مباری
مرغ زرین فلک میں جو پہ طہاری
موتی اوپر سینوں کی مٹی کی طہاری
انچل اسطر کے جاری ہوں کہ تو طہاری
کڑی کڑی ہو سب تار زمین چھریاں
کو کو تار دھڑکیاں تیرے لیے چھریاں
سے وہ اس طے گھٹا جا جا بدھریاں
جس کی کلیاں بادل نیکرین غنچہ پریاں
جستہ کی نظر آئی جو گون کی بھین
باغ پری کی ٹوڑے کے آسمان پریاں
انچل کے لیے ہوں جاری وہ چھریاں
کیوں جو بھرتے تھے کہ چھریاں
پریاں

سہی پروہ ستمگا دے ہو کا پایا	اپنا ایمان لرز تا ہی یہ بھاری
شکر حق صبر کی دولت کہ شہ جگر	وصل حاصل ہو طالع کی مدد گاری
نا زخلف ادا خیم قرہ اور ارد	سب کے دشمن قاتل ہیں میری
سورہی آج لپٹا لپٹے صم سے بلہا	نیں آئی ہی شب بھر کی بیداری

غزل تھادان

مغشوق کے آنکھی شتابی خیر آوے	اللہ کرے لگی ہلید بر آوے
خوشید خجل ہو کے چھپرے کاندہ	مخل میں اگر آج وہ رشک تر آوے
کراہی شاہد فلک خوشہ پروین	کا نوین کرن پھول پسند کر آوے
کس کام کا وہ نکل جسے پھول پھل نو	پر شاخ وہی خوب کہ حبکو تر آوے
آتا نہیں دلدرا نظر کس سے کہوں میں	ہیں منتظر کھین کہ کوئی بل نظر آوے
شادان تو خوشی اپنے سے کہہ مطلع نانی	مغشوق جو آغوش میں تیرا کر آوے

غزل طیسر

ہو عاشق میں تیرا زانہا نیوالے	تسے کم دیکھے ہیں جوب تانیوالے
نہد کر قید محبت میں خبر میری ندی	دام میں جب کہ چنے دام چھو نیوالے
کل شب وصل میں کیا جلد کئی تھیں گھڑیاں	آج کیا مر گئے گھڑیاں بجان نیوالے
کل جو رستے میں ملاقات ہوئی تو بہ کہا	کہاں جاتے ہو طر حدار جانیوالے
گذری مدت کہ میر ساتھ پلٹے نہیں	کیا ہوئے یار و گلے ہو گلا نیوالے
یوں تو اوقات گذری ہی مزیدار ہیں	نیلے چہن عزیزدار دکھانے والے
ایکے ملنا ہو نظیر یار سے کہنا حاکے	کیا بھلا ہم نہ رہیں یار و بلانیوالے

غزل صا

ایک دن بھی تیرے ملنے کی شب تھہرائی	وہ رات گئی رات کی پھر شب نہ آئی
------------------------------------	---------------------------------

بنت ہستی کا بنادان ہے ہم وہ عورت
 لے لے تو خالت چھٹی کی طرح غریب
 ہو تیار کی بھاری رات میں صبر
 ماننے کے سہارا ہو تر شاخ کا
 کدو قدرت سے مال دہر و غلو
 جہنم میں صدالوں کا گھنڈو گھنڈو
 گہنا ہو لو کا جہاں دین ہر اویار
 بوجھان سے طاعن ہوں گلا تیرا
 تیرا نہیں سے کیم سے کیم سے کیم
 چوہا ایچو دین تیرا تیرا
 خار کا گلے کی طبعیت کا ہم تو تیرے
 میں کہوں بات تو تو تھار کا گلا تیرا
 اسے فریادیں

غزل حیات

لے آئینہ مانگ ہے جو ایجاز نکالی
وہ کشتہ الفت کہ دم نزع میں اگر
یوں آج تیرے کو چیکے باشندوں کا
نظارہ کا گر شوق تھا اس کو تو اسنے
ہم یہ بھانے لگے بے گھر و گھر

طلحات سے کیا راہ نمودار نکالی
نہر سے نہ نکسایت کھجواں نکالی
لاش اسکی بظاہر سربازار نکالی
کیون بام بہ کھر کی سربازار نکالی
میں دل سے جو ایک کہ شرر بازار نکالی

غزل محکم

ہوئے ہوئے بھولے بیزار ہے
تھاری ہی رُکا دکھا سب ہی
میلے پیچ ہم پر وہ قسمت
جنون کا تھک کو کچھ سودا ہوا ہی
مکڑو جب کہا میں نے عزیزو
تورک کریوں کہا چل اٹھ یہاں سے

بھلا کچھ تو کہو دلدار ہے
جو لہنے میں ہر سب اغیار ہے
ہوئی برہم جو زلف یار ہے
جو لڑتا ہی سربازار ہے
بھلا کچھ تو کہو دلدار ہے
عبث محکم نہ کر تکرار ہے

غزل خلق

مرغان قفس کرتے ہیں لعلہ سرائی
عاشق کو تو زگرے کہیں آنکھ دکھائی
اسن پار کے طنے کی جو امید مجھے تھی
جس گھر میں ہم رہتے تھے یہ ہم اور یا
بیار کی لے اپنے خبر جلد مسیحا
گلشن کی شخص کا ایک ہیرا بلبل
ایس کہیں سوا بھی ہوا ہوگا جہان میں

کیا فصل بہاری کی چین کے خبر آئی
کہ چاک گریبان نسیم سحر آئی
کیا راہ گئی بھول قضا تو کہہ آئی
خالی جو مکان بکھیر میری چشم بھر آئی
کیا فائدہ جو آج کل کام کر آئی
منقار میں لیچا کے وہاں بھول بھر آئی
آفت جو خلق جگرا فگار پر آئی

تکلیف ہے ہون سبک پیسہ کو تو زنگ
بھلائی تو تو شوق زانو کا لگان
چاندنی کیونہی اسے شک ہے تو زبان
پانی ایک دولا ہی تو بدی تو زبان
باغیان اس گل غنا کو شکر ہے
اوت بھولائی کے کہ دو نظر لالہ
دل چاہیں کہ حردی لگن تو بدی
دل چاہیں کہ لگا کر سب کی ساری
خدا کی ہو ہوا سانسے بن جاتا ہوتا
چاندنی را تین چل لایوں گام کو
جگمگایا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا

مرض ہی محکوم لب لف میں مغز کی ناز	آشنائی لب لیگوں کا شوق باقی ہی
تھک کف پاکی خجالت سے ہر ایک گشتین	حول پر قطرہ شبنم سے عرق باقی ہی
جگ کے اس غراب پریشانی ہی ہی تعبیر	غیر فانی ہی مگر جلوہ حق باقی ہی
جان نیا ہی تیر جگر کی سختی سے سراج	آشنائی سستی بیہ جاگزیں باقی ہی
شریت وصل بلا وقت سفر کا آیا	انتظار میں تیر دل بہت تنہا باقی ہی

غزل مقبول

تمنا کھیت کنی ابھی صیاد باقی ہی	اگر قید قفس گل سے بہن فرما داتی
لہو دہن کے نو دھویا تو کیا لیکن قیامت	ہمارا خون تیری گردن پائی جلا داتی
میں دیکھا باغ میں جا کر نہ گل ہی اور غنچہ	چمن میں گل ہر طرف فرما داتی
میں دیکھا لیلی مجھ کو اور فرما د شیر کو	وے ارا مان اس تصویر کی ہر زبا داتی
نہ سو ہی جگر میں اور نہ آنسو کھنچ کر	مگر خون محبت دلیں افساد باقی ہی
نقاب جگر میں سے اٹھا دی ہی کی پیکر	کہ تیرے درس میں ہو گیا کہا داتی
سرخ کے دے جو خستہ و غمنا ہو گئے یار	اگر اس وقت میں مقبول ایک سدا داتی

غزل سودا

ہم میں ارستہ محبت کی بردگاریے	سب سے آزاد ہو دلی گرفتاریے
شب غفلت ہی میری اور فقط صبح	خواب اور سو ہو سحر انگلی بیداریے
تجہ طلب میں ہر کہو آپ کو میں کہہ دیاں	طالب اپنا میں ہو اتیری طلب گاریے
می پرستی ہی ہی باعث امر و علق	تو بہ صد قوم نے کی ہی میری میخواریے
شکوہی جو رو جھا کا تیرے کس فرکو	مجھ پر جو گزری سو میری ہی وفاداریے
کام ازب تبین ہو تجھے ہمارا محال	کام اپنا تو ہوا جائے ہی بیکاریے

ہرگز تو جانا کس جہاں قفس
 میں نہ گوارا ہو میری ہر گشت
 اندر طلوع وہ تجھے کس کی شرم
 آج رجا دانست کی خجالت کی تم
 گھر کمان جلا دے اگر باک تو نہ لاری
 سو دھو تخت پر گزیند بہت لاری
 سنا اس طرح کہ تو تجھے کس کی
 خوب بیان اپنے لارہ میں لارہ کیا
 اسے کہہ دو کہ بیان بند کر دیا
 تجھ کو ہر دم و کما میں جاکر
 لطف ہم ہی کہو لافا پادہ رہی
 کچھ سنا ہے نہ جانے کس کی
 فتنہ

ہے کہ شہر تھان میں تو پر سے اکھوڑا
رہیو بازار محبت کی خریداری سے

غزل رضا

جب کہ لب لباب ہے سہماں گالی
کیا عداوت تھی تیری گالی میں اللہ
چھیر کر تیرے تین آپ سے ہم کھا تین
نرس و ہوس کے شکر لکھ مجھ تباہی
ہی رضا تیری زبان یہ تو پتہ تیرا
یہ نئی طرح کی اپنی بنائی گالی

غزل اسخ

مگر ان کھونہ یہ جانب رخ دلصیب پری رہی
میری چشم مندے مندے تک تیری فوج جوہ گری رہی
پس مرگ جسم نزار کا ہو خشک ہو گیا ب و لے
وہی خون و نادل خون شدہ وہی چشم کی نہ تری رہی
بھین گل کہ جسے بنایا بول کہا اسنے مجھ کو صب ہو تو
وہ ان تم تو پودہ لشین رہے مجھے آہ در پوری رہی
میرے پاؤں جس دھنڑ تو تھی بول و دواش تھی تیرے یہاں
کہ متاع بیش بہا ہمد ا جہاں جس بے ہنری رہی
نہیں ہوش و الون پہ کچھ حسد مجھے رشک جی ہی تو انہی
جنھیں تیرے جلوے کے سامنے بری طرح خیسری رہی
یہ جوابی آخر عاشقی کبھی ہوش ہو کبھی رفتگی
نہ وہ گریہ دل شب زمانہ وہ ناز کی محسوس رہی
دل اور جگر سبھی رکھتے تھے و لے ہو گانہ کوٹھی طرف

یہ غزل رضا ہے جس کا
مضمون ہے کہ شہر تھان میں
تو پر سے اکھوڑا رہیو بازار
محبت کی خریداری سے
یہ غزل اسخ ہے جس کا
مضمون ہے کہ ان کھونہ
یہ جانب رخ دلصیب پری رہی
میری چشم مندے مندے
تک تیری فوج جوہ گری رہی
پس مرگ جسم نزار کا
ہو خشک ہو گیا ب و لے
وہی خون و نادل خون
شدہ وہی چشم کی نہ تری رہی
بھین گل کہ جسے بنایا
بول کہا اسنے مجھ کو صب
ہو تو وہ ان تم تو پودہ
لشین رہے مجھے آہ در پوری
رہی میرے پاؤں جس دھنڑ
تو تھی بول و دواش تھی
تیرے یہاں کہ متاع بیش
بہا ہمد ا جہاں جس بے
ہنری رہی نہیں ہوش و
الون پہ کچھ حسد مجھے
رشک جی ہی تو انہی جنھیں
تیرے جلوے کے سامنے
بری طرح خیسری رہی
یہ جوابی آخر عاشقی
کبھی ہوش ہو کبھی رفتگی
نہ وہ گریہ دل شب
زمانہ وہ ناز کی محسوس
رہی دل اور جگر سبھی
رکھتے تھے و لے ہو گانہ
کوٹھی طرف

ہر طرف سے ناک و کلاں سے یہ سیر میری ہی ہے جگر میری
 مجھ کو سب کو کچھ ہی سمجھو کہ ہوئے یوں جدا کہ نہ پھر ملے
 میرے دلین تا دم واپسین پہر امانت انکی دھری رہی
 نہ تھی چشمِ راسخ خستہ دل کبھی خالی اشک سے دوستان
 شب و روز جام پر آب کی روشنائی سودن سے بھری رہی

غزل محکم

جب سے گل چین میں گل گل کے	کیون نہ کوٹے ہوا بچون کے
بحر الفت میں ڈوب ہی جاوین	پر نہ محتاج ہو دین ساحل کے
ناصحا کیون عبت تو بگنا ہی	ہم میں بالک فقیر کا مل کے
کچھ تو مجھ سے من پہر طلسم ہی	ہوش اڑے ہیں یہاں تو حافل کے
جاگ سنبھلے لیکن دل کو	دزد ہو جس نافرمانی کے
کر کے ہوش لے گیا دل وہ	لوٹ نیوالے شخص غافل کے
وعدہ وصل کر کے کر رہی	اسی شہنشاہ قوم باطل کے
تیغ فرقت سے اسی جا پیشہ	خوب ٹکڑے کئے میرے دل کے
قتل کرنے سے جو ہر ای محکم	گل گئے آج تیغ فتال کے

غزل

جو ہرے کب آلودہ ہے نصیر کو کی	پر قتل کے خضر ہے جگر کو کی
بے رحم ہزاروں کو کیا قتل جو تو نے	ثابت نہ ہوئی ایک بھی نصیر کو کی
گل میں نے چین میں جواں غنچہ کو کھیا	آنکھوں سے تلے پھر گئی نقور کو کی
آتا ہی جو اس پیر کے جھنکار کا عالم	پر میدان میں ہی بل گئی زنجیر کو کی
حاصل تھے کیا ہی میرے سمجھائے	کب نہا ہی وہ بت بے پیر کو کی

خواب دیدم کہ ایسا ہے غمناک
 کہ دین چلے کہل سے پہر آواز
 ایک دن تھے کہ چایا پر ہر سو
 ایک ہی شب ہی کہ صبا میں میری ہوا
 وہاں نہ تھے تین گلے تین
 ہم ہاں تھے تین گلے تین
 میں دھڑلے تھیں کہ پوسا دین
 تو ادھر غم سے تھیں کہ پوسا دین
 دیکھا کہ گئی محبت کی ہر دم
 آتش لگ گیا ہے ہر دم
 رات بھر تھیں کہ گدگد شہنشاہ
 جس کے ساتھ گدگد شہنشاہ

وامان سیم سحری وقت نشان ہا

غزل نور		
---------	--	--

مواجائا ہوں تیرے حجر کے مار پیار
 ارہ تو سر پہ چلا سیر و لیکن میں تو
 بدترین ہو چکیں پھرتے ہوئے غبار روئے
 یاد کر کے وہ تیرا چاند سا کھرا بھر
 نور دنیا ہی ازب کہ جدا ہی ہے تیرے

سیر کھانی میرے دلبر میرے پیار
 شوق میں تیرے کہا جاؤ نکلاؤ ارے
 ایک دن رات کو جہان سار اُڑے
 جیٹھا گلتا ہوں فلک کے ستار اُڑے
 رنگ رخسید میرا ہر گاہ کے بار اُڑے

غزل طور		
---------	--	--

بزم میں روئے گئے یار کے سمجھانے
 دل بیتاب تار میں کیا کیا لکھا
 ہاتھ گردن میں نہ ڈالو نہ لوتہم ہو وہی
 محتجب ہے ابھی کہیں میخانے سے
 وہ سجاویرے جاے میں مرجاتا ہوں

عزل الطير

ناب اس کے دیکھنے کے لئے لائے گئے
آدم زادہ کوئی پیمبر رہا نہیں
دار اوراد نے جمہر سکندر سا بادشاہ
عالم تھایہ زلیخا کا یوسف کی چاہ میں
دیکھا نظریں نے چین میں جو آپکو ۶

غزلان

بھوکارو پسر دھج قبر آف چلیا ہست ہی

سنے کے اس قصہ جانو کہ آیا نہ فرما
 ایک لکھ بچوں پہانے وہ کلا آخر کار
 اب رو بیا کر تلبیک بچیان بچہ و شمار
 چاہیئے اے جہان سے کلا یا اکبار
 رو بیا جوین بھی کو داغ نہ چھوئے نہ کئے
 اس کے اچانک سے لکھ پوچھ کر
 رو چکا کہ کئے دل خوب واجبہ نہ مال
 پوچھ کر اٹک کیا ہیں بھونڈن مال
 کس کیا حال کہ تو جان نادان ہیں
 اتنی سی بات میں آنسو غل سے قہاں
 اے سب سے تھے کہ تہا بجا کی کو دیا
 اب تو سہا ہی کوئی نہ کو بہت دوا

جھکڑا نور کا کھڑا غضب کی سجاوٹ ہی
 خبر لیجو یہ کہے پاؤں کی اٹھ کھیل آہٹ ہی
 کہ ہی ٹھوکر چس کے دلبین اٹھتی کھڑکھڑاہٹ ہی
 اجمی کہتا ہوں دروازے کی گنڈی کھولہ وچ کے
 نہیں تو سر ہی میرا اور صاحب کی چوکھٹ ہی
 اسے ظالم یہ کیوں آیا نہیں معلوم ہی محبہ کو
 بلائیں جس کی دل لیت پڑا سینے میں چٹ پٹ ہی
 بلائیں جب میں لیتا ہوں تو یوں کہتا ہی وہ ظالم
 تجھے میں خوب سمجھا ہوں اسے تو ایک کھٹ کھٹ ہی
 پھل جانا جب غل کا نکیہ اپنے پہلو سے ۵۵۵
 تو یاد آتی ہی کسی وہ مزے کی مجھ کو کروٹ ہی
 کہا میں نے اجمی تک منہ سے بولاناے مرتا ہوں
 تو کیا کہتے ہیں چل جھوٹے اڑے پہ پہ بناوٹ ہی
 بجاوے کے طرح اٹا سراپا اس تیرے دل کو
 کہ لا کھوں وضع کی ہر ایک موقع کی لگاوٹ ہی

غزل

چشمہ خورشید میں نیا پہاڑ لگے
 خانہ خورشید میں ہم ٹھکانے لگے
 جیون بگولا ہرمان جنگل میں ٹھکانے لگے
 جو کہ جو ہرے نہاں صاف دکھائے لگے

بال لاف ہمارے خسار تک آگے
 آقا جیو جسکو جناب مینا دیکھ کر
 دے دیا سر میر جس کو گارو اسے سب
 عشق بھی سبقت کرے تیغ خوب یا کر

غزل مولائی

تو کیا تیرا سہارا ہے
 دور دوری جہاں سے لپٹا لیا ہو کر
 دہرہ سمجھنا تھا اگر سارا زمانہ الجھا
 غصے لہانہ کبھی میں نے کہا جانا انکار
 کہیں کس صلیب کی داغ بیل جھانکنا
 زنگ لگنے کا شعلہ جھانکنا
 ہیں بڑا دیرینہ وہ دہرے لگا لگا ہوتا
 باقی رہی بناوٹ وہ بگولا کروٹ
 عسکری قانون سے پیچھے ہوئی دیکھو
 چوہ نہ پتہ کیسے میری دیکھو
 برابر کین علی تیرا بیٹا دودا
 دل جھک کر لاس کے لاس تیرے
 اُفت

تمام عشق میں شاہ و گدا کا ایک تہی
زینجا ہر گلی کو چین کے تو قبر صحرائی
تیرا دیوانہ جسے اٹھ گیا صحرائے دوست

غزل طبعیہ

سیکی چین کی ہنسنے نہ چاہ کی گٹھری
نظر پڑی نہیں ہرگز نہاہ کی گٹھری
پس از وفات بھی لا کر ہماری تربت پر
بجائے سبزہ رکھی لاکے گاہ کی گٹھری
مترہ سے اسکے پراہی مقابلہ یار ب
ادھیہ ہل ہی ادھر وہ سپاہ کی گٹھری
تھا کر طرہ و ہزن کے چین کی سرشام
مناع صبر سڑی ادھاہ کی گٹھری
حضور میں تیرے رحمت کے جھلکے نہکتا
کہ سر پہی سیر بارگناہ کی گٹھری
رکھے ہی کون جنون وادی محبت میں
بنیغیر ابلہ بازار و آہ کی گٹھری
بہم ہوا تھا جو کچھ یہاں طواف کچھ سے
کرشمے نے وہ تیوگی تباہ کی گٹھری
اُسی تو غرق ہی مکر فراق کا پہاڑی
ہمارے سینے پر اسکے کون کا ہی بارے
پڑ ہی ناز واداکا بہم و بہر لشکر
زمین نظیر کی ہی گرم اسیم ہی کیا خاک

غزل مصحفی

لاف جو بی تیرے عارضے جو گلشن مارے
آئین رخ پر صبا طیش دامن مارے
کیا غضب ہی جو تو غریبین کے بال پھر
اور نظارہ تیرا دیدہ روزن مارے
ہیں ہم خوش حال انھوں کا جو تیرے کو چین
خاک پند لیا کوٹے ٹیٹھے میں آں مارے
دشمن و دوست کو اُلٹے تیرے ایک کیا
ہاتھ پر تھہر نہ کوں شیخ و برہمن مارے
وہ جو انکھیں میں تیری ہزن خونی کا فر
قافلے لوٹے لے سیکر دن ہزن مارے
ہم تیرے واسطے ای عزت سی کی کتبک
قیس کس طرح پڑ پھرتے ہیں بن مارے

میں نے جو تیرے دامن میں چھو لیا
خون و شکر سے بڑھا کر میرا دامن پر لدا
ڈال کر سو گیا یہاں بے بعد ناز وادا
چپ ہوا اب کہ نہیں میں زبان غلی لویا
جسے دامن کو لگا دیتے جو وہ سرشا
نہ خانہ و درہم و پاسبان میں تھا جلد
جسے ہی نہ تیرے اس طبع کی محبت باہم
سراٹھا کہ ہم کیا اس کے بعد طوفان
اب کین شربت کجائے نیک طبع
بیتار کی کافر نے جو کس کی قس
ہم نے جو کس کی قس
ہم نے جو کس کی قس
ہم نے جو کس کی قس

صنط مضمی با کام تیرا در گذرا
لبیک غم میں کیسے کوئی تن میں مار

غزل

تھا صد ادا دے جبر مار کے آجانی کی
آپ آؤ نہ کبھی خط نہ کتابت نہ بھیجے
خیم زبانی سدا سیدہ بھی بیانِ مدام
تو طے غیر دینے میں آنکھوں کے پنے کھول
ای صبا ہر خدا کچھ مجھے تیرا سب
گر بزار ہی یہ میرا رحم نہیں آنے کا

جان جانی ہی چلی جبر میں دیوے کی
سیکڑوں راہ دکھائے مجھے ترسا کی
آرزو جہین ہی بس مجھے گذر جائے گی
حیف مدحیف کہ بس جا ہی مجھ کی
یائے لاکے ملایا مجھے لپی کی
جنتِ چشم سیری خون ہی تانے کی

غزلِ حکم

تیرے در پہ ہم آکے پڑے ہیں صنم نہ سفر کے رہا نہ وطن کے ہوئے
تیرے پھر میں باقی ظلم و ستم نہ قبر کے رہے نہ کفن کے ہوئے
تیری الفت سرد سے اک دلبر گرے چشم کی راہ کھفت جگر
رہے روئے سدا بادیدہ نم نہ شر کے رہے نہ جلن کے ہوئے
جو کہ پیغامِ دل تھے وہ ہونے کے غم بھر تھارے کو کھونٹے کے
نہ ہوئے ہیں وہ حال ہم سے رقم نہ جگہ کے رہے نہ دہن کے ہوئے
چلا گھر سے نکلا بسیر چین ہوا شاید یہہہ سنکے وہ اپنا سخن
ہمیں کہہ سکے کہ سطر جسے ہم نہ شجر کے رہے نہ چین کے ہوئے
دم صبح جو آیا ہی بادہ یحوش یاد آیا ہی اپنے صنم کا عوش
ہوئے پھر میں رو رو کے ہم مبدم نہ خبر کے رہے نہ سخن کے ہوئے

غزلِ تغیرِ ہوی

نہ کہتا تھا نہ بات نہ کہتا تھا
پتہ نہ تھا نہ پتہ نہ پتہ نہ پتہ
مجھے کدھ کام تھے اس جگہ کیا
اب سے فقر و غنیمت اب ایسا نہیں بن رہا
بلکہ نادان شہر نہ کہ محبت کھاؤں
تو نے خبر سے میں دونوں میں کچھ
ان اب اس شکل سے خلاص کی صورت ہوئی
میں شہر کھاؤں نہ پتہ نہ پتہ نہ پتہ
بے غم و غم و غم و غم و غم و غم
ایک وقت میں سدا یہو جناب اودھ
اب بعضی جو تو قرآن اٹھا لاؤں
مگر وہی معصی روا نہ نہ کھاؤں

دل کہیں میرا گرفتار ہوا چاہتا ہے وہ تو پر دیکھنے نکلتا نہیں باہر ایدل دیکھ لینے دو مجھے اور بھی یار و اسکو باتیں کرتا ہے رُکا وٹ کی خدا خبر کر روزِ گل کھاتا ہوں ہر وقت سے تیرے لیے رات و صبح کی کھنگلی میں کئی مٹے نصیر	پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے جس کا تو طالبِ دیدار ہوا چاہتا ہے سندبا وزنِ دیوار ہوا چاہتا ہے یار و ہمپرستم یار ہوا چاہتا ہے سیندبا بخندے گلزار ہوا چاہتا ہے ونِ جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے
---	--

غزل جرات

در دغم عشق نے مارا مجھے بات میں کس کے کروں اسی جہر بان ڈوب گیا پھر نہ وہ پایا ہی یار چونک پڑا سنتے ہی آواز یار بچر کی شب دیکھے اب کیا کھائے اف نہ کروں نام کا جرات ہو نہیں	اب نہیں دم لینے کا یارا مجھے ہیان تو رہتا ہے تمھارا مجھے بکس محبت کا کف ران مجھے میں ہی سمجھ کہ بکا را مجھے دن تو گیارہ و سترے ہی سارا مجھے چیرے اگر عشق کا آرا مجھے
---	---

غزل احمد

لب اس گر غنا کا عقیقہ قیمتی ہی کا کل کی عجب موج نمایاں ہی غضب ہے در زیر شب زلفِ عارِ منکی شفق میں کہتا ہوں وصل میں کہا خوب ہو گیا کیا ناز ہی کیا خوبی کیا جلوہ لگتی ہی سر وہی نام نہاد مجھے خراماں کیوں ہو دیکھیاں اکی صباحت و صلاحت	دندان بدخشان کے ہمہ رنگی گئی ہی اور اسکے سوا پلگوئیں پھر مصفا ہی کیا خوب طہر مدار و غنچہ دہنی ہی جو باتیں بیاں کر کم سخن ہی رفتار کہتے سپہ ہزار کئی ہی تصویر ہی قدرتِ مہولہ سی ہی وہ یوسفِ کفان ہی یا حورِ علی ہی
--	---

دردِ فراق کا جامہ پہن لیا ہے یار
پولیس دیکھتے ہیں عیشیہ چھو نہ ہمار
دل رازِ دردِ فراق سے نہ مطلق قرار
خوفِ فراق کا ماتِ پیرِ دل کو یار
اور موتِ احمی کی دیکھ لیا ہے یار
سے پہچان لیا ہے اسے فانی بوجہ
میں احمی کا ہوں فراق کی تم کو چاہ
تہ کیا میں نے اگر یہی تو پھر ہو گا نہ
ساقی مجھے بھی دے اس کا لون لگا دے
جس سے دلِ فراق سے کس پر ملے ہو
کسے کان ان و دم کا کیا تیار ہو

غزل خلیق

تیر نگہ یار نے مارا مجھے	ابو نہیں جیسے گایا راجھے
عمر میں اپنی کھوا سی مہربان	چاہ کے ایک دن نہ پکارا مجھے
ہم سے خفا غیر سے ہو ہم کلام	ظلم نہیں اب گورا مجھے
بحرالمین تیرے کہانگ رہوں	یار لگا اب تو خدا یا مجھے
کس کے کہے حال دل اپنا خلیق	مجھ کو اب کوئی پیارا مجھے

غزل فراق

چمن کو چڑ جانان سے صدا آتی ہے	ماز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے
کون بھرتا ہے دم سر جو رات کو دھام	ٹھنڈی ٹھنڈی تیر کو چکی ہوا آتی ہے
کسی میں دست خفا سی کا ہون زحمتی یار	جو ہر ایک خم سے پھر کو جفا آتی ہے
التجایا کی رکھتا ہے سر شام سے ل	رات کیا آتی ہے اک سروہ ملا آتی ہے
چھوڑ جاتا ہے جو وہ جھکو کیلا گھر میں	درو دیوار کو روئی صدا آتی ہے
دو شمس تا بحر اور کمر سے تار پا	جو ہین بل کھائی ہوئی زلف دوا آتی ہے
جہین آتا ہے جیسا ہے من پوچھوں جا کے	مرض غفل کی کچھ نکو دوا آتی ہے
صبح کس طرح ہو گی شب تا ریک فراق	نہ تو نیند آتی ہی جھکو نہ تھا آتی ہے

غزل کج

جاگ دامن کے جانان کیر دیوانے	قید خانے کئے آباد پریشانوں نے
نیم بسمل بہتہ ٹوٹتے مجھے دیکھا قاتل	شور عالم میں کیا ہے تیر بجانوں نے
بلیدہ سر کل مشکین کے شہار میں آ	دل دے زلف پریشان کے پریشانوں نے
غفران خاک کے پلو نکا ہو کیونکہ بھلا	دھونڈھا ہی عالم بالائیں بھی انسانوں نے
میر دلدار پہ دلبر شب مہرا کی رات	غشش کے حور پری قدسی ظلمانون نے

طرنگہ کی دم دیکھا پہن سہری
 دست بردار ہو دلکشت اب اس کو بھی
 یادیں پریشانی کے لہریں یادیں وہ بھی
 تھوڑے لکھ جھک سکا کبھی کبھی
 ہم غزل ہو پوچھو اس کا حال
 بس یہ کہ تو ذرا غم نہ لگایا
 جھکو پہ چور لاشہ آہن ہنسنا
 جھکو ہی کس کو سنا دے اسی کو
 صلا کھانسی میری جو کس سے نظر
 قریب تھا اب اس سے جو جھکا
 چھل کر اس کا کمر کھنکھاتا
 زندہ دل اس کو کس کے کھنکھاتا
 سنا

غزل شیخ عبدالغادر مخلص و فاضل

شب بچران میں جو آتا کوئی	بایں فرقت نہ اٹھتا کوئی
برقی پھر کیوں نہ پشیمان ہوتی	بیعتداری جو دکھاتا کوئی
پھر دھوان دھار نہو تا گردون	مگر لکھوئے کو جب آتا کوئی
مصحف رو نہ مہرانا ہمسے	پاس قرآن جولا تا کوئی
وہ نہ آئے جو میرے گھر چلے	اُنکے گھر لے جاتا کوئی
کیون نہوتا میرا سینہ گلزار	داغ بچران جو مٹاتا کوئی
بیکلی دل پہ ایسی ہوتی	غنیہ لب پاس جو آتا کوئی
سیکھوتے تھے و سب مل ہوتے	تیغ ابرو جو دکھاتا کوئی
سرخ لب وہ دکھاتے تو وفا	اشک خونی نہ ہستا کوئی

غزل سودا

ساق سین کو نیرے پیکلے گوئی گوئی	شرم سے شمع ہوئی جاتی ہی تھوڑی
نیکوئے کہیں تجھ لب سے کیا تھا دعویٰ	اتہلک آئی جد کرتے ہیں پوری پوری
آگیا رات میں جون نردختا میرے ہاتھ	ور نہ جالادون کو لا گا ہی تھا چوری چوری
ابر چاہے کسیت مجھے ایسا قاتی	دے تو بھر کے تو اب پالیاں کوئی

غزل

مرے دم ای بی وفا دیکھنا تجھے	ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تجھے
ای پریر دین دیوانہ کیوں نہ ہوں	بال کھولے بار ہا دیکھا تجھے
مگر لب لب سے اسے ہنس دیا	جسے ایملگون قبا دیکھا تجھے
مارے غیرت کے نہ نکلے آفتاب	بام پر چڑھتے صنم دیکھا تجھے

میں نے یہ شعر لکھے ہیں کہ جو میرے نام سے آئی وائے
 غزل شیخ عبدالغادر مخلص و فاضل
 غزل سودا
 غزل
 حال معلوم ہے کہ یہ حال اس کے ابو میرا
 غزل
 میں نے یہ شعر لکھے ہیں کہ جو میرے نام سے آئی وائے

دیکھیں صبا نہ ہر چہ جان بوسے گلشن بھی نہ لائی تا قصہ	فائدہ اتنا ہوا دیکھا تجھے سب سے ہوا ہی صبا دیکھا تجھے
غزل عشرت	غزل عشرت
تارک نہ دیکھیں جس پر غم اٹھائے وہ رشک دہ قہبان آیا نہ میر گھر تک میخانہ جہانیں کیا کیا غم نہ پائے غریبے آگے گدھا نہ کچھ تماشا نابت کی طرح عشرت مجھ کو بھی جام	بالین پر میرے جاناں نہیں تم آئے پر دلیکے لحد پر لاکھوں دھلائے پھر نے میں مت ہو جو جام پلائے کیا کیا نہ روپ ہمیں تیرے لئے بنائے تا ز لہم بر آید مستانے مانے
غزل حکیم	غزل حکیم
خفا ہے وہ سب پر ہو گیا ہی مے ہی جو رک ٹک کے وہ مجھ سے یاد کہے ہی جو بلبل بگل ناز آبا ذرہ لے خبر وہ سچا کہ تیرا کہے کون تیرا پیام آتش سے	تو خون غم سے دل اوپر چڑھ گیا ہی میری آہ کا کم اثر ہو گیا ہی خزان سے کہیں خنجر ہو گیا ہی مریض اب چراغ سحر ہو گیا ہی حکیم اس سے سب کو خطہ ہو گیا ہی
غزل حرات	غزل حرات
بجلی ایسی گیا ہی سو نہ وہ گل نہ زخم ایک شیر کا سادل پہ لپٹا ہی تا توں ہوں کہ فرقت سے تیرے رنگ کا روڑو تو تین ہوں حیران مجھے کیا ہو گیا جب تک کیوں نہ تیری شکل گل پڑی نہ	گل نہیں پڑی کسی کو نہ کسی پہلو مجھے یاد آ جاتی ہی جب وہ جنبش ابرو مجھے اب صبا کھیری اس پہلو اس پہلو مجھے جو نظر آتا نہیں آنکھوں مالک نہو مجھے ہر سہتا تو نے کیا ہی کیا جادو مجھے

چونکہ یہ سب سہاگن کے
لیونہاؤں کے تھاری ہی سہاگن کے
اتنے دن غم سے جو سب سہاگن
اب گلا گوتے کہ دم تو غم کا لادون
بولامیں میری کو نہیں ایسا کہ
ایسا غم سے جسے سب سہاگن کو
تیرے گل کا کیا اسے کوں نہ
بمکنا باب کو کہنے کے تیرے دل کا رمان
جو نہیں کیا جو دریا سب سہاگن
میں ہوا اس دریا سب سہاگن
گو طوطی کی جان پہ سہاگن
کوسا لہستہ صوف بوجہ غم نہ
دل

باین سیر تو اتک کچھ فرق آیا ہین کیا کہون جرات جو سیر واقعا تل کا گلا	لیون کیا چاہتا ہیں جو آیا باب ہر سونجے دامتے چھوڑا تو چھوڑ گئے بازونجے
غزل درد	
جی سیم میر موتو نکا مار نہ ٹوٹے ہم پائے بہر شہ چلے صحر کو کھل کر	سب اٹک سسل رہیں ورتا نہ ٹوٹے ہر چوب پکاری کہ میرا خار نہ ٹوٹے
عیادتے بلبل لے لہار کو قفر میں کل مات حرامی نے دی منیا نہیں بچکی	میں ی تو بلست یہ بیہ گزار نہ ٹوٹے کھنے لگی میالے سستی خماری نہ ٹوٹے
دل درد کی باتیں نہ کرو سستی جانی	یہ رشتہ ناز کی ہی کہیں ناز نہ ٹوٹے
غزل دوق	
سر بوقت دین اس قافلے کی رہا ہی خصت کے اندھان خون زنجیر کھڑکائی	یہ نصیب اللہ اکبر لوٹ نیکی جائے مژدہ خار دشت چھوٹو میرا کھجائی
ہن مد طاقت لگی تھی ضعیفے سینہ میں واہ واہ شور عجب تیری چھڑکا نک	دیکھئے اس ملک اکیو کو کچھ سمجھ جائے استخوان میرا ہا کر سحر کھائے
زحمین بھی فوق کو تیر ہی بس انتظار	جانت دیکھ لے جی کہ ہوش آجائے
غزل مسان	
شعر و کتب کو جو کھڑا دکھایا آپ نے آفرین تو سے ہر چادر و واسطے	مفت پرو ایلو محفل میں جلایا آپ نے عاشق کو دلہ کیا کیا گل کھلایا آپ نے
خون میرا تیری گود پر بیگا حشر تک ہو گیا سسر زار دسری جہانیں جزد	ہاتھ سے غیروں کے گرجو پاگل آپ نے جب سیمہ برگ خدا قدموں لگایا آپ نے
بات کہنے سے ہوا جیو تمہے یا رکے	استقدر ستان کا دل صاحب جلایا آپ نے
غزل است	

غزل درد
 غزل دوق
 غزل مسان
 غزل است
 غزل درد
 غزل دوق
 غزل مسان
 غزل است

تسم کھا یو ظالم تو می کے پینے سے	و کھو ہونے کے ہم آزدہ پنے جینے سے
اگر میں پاؤں اکیلا تجھے کہیں ہی ہا	تو بس لیے لگا رکھوں پنے پینے سے
چھکتے چاند کے میں گرد و جطر ح تار کے	عجب فزائی تیرے کھڑے پر پینے سے
وہ سنے عرض کو لٹا کے اس طرح بولا	کسے عرض ہی عبت منہ کے لگے پینے سے

غزل علی

ہم سے ہوا جھوٹا رکے بردے	لینے میں سکند کے ابا قبال کو زردے
تعریف لکھی جاو گلب اس فرخدا کی	یوسف سے کسی ایک میں خزاہ میں ہر
آیا ہوں تیرے در پہ مجب و خدا کے	مشکل میری حل ہر خدا آپ ہی کر دے
تو شافع امت ہی میں ہوں عاصی جہانین	امید تیرے ہی ہی ہر کار کو کر دے
ہم دے میں مشتاق و رخم رسالت	بر و انہیں جنت کی ہی زام کو کر دے
ہی کون ہو تیرے شفاعت سے جہان کو	آزاد کرے خطا امان روز خسرو
بس فیض تیرا عام ہی ایسا قی کوثر	یک جام محبت کا تیرے عاصی کو کر دے
چہتا ہی اگر فسر اقبال علی تو	سرا پنا محبت سے اسی خاک دم

غزل معین الدین

راضی ہوں سہی میں جو کچھ دل بکریے	چاہے جہا و جو کرے یا و فاکریے
دس ارفیق جگا جدا ہو گیا ہویا	وہ اپنی بکری کو زردے تو کیا کرے
جسے ہمار د دست کو ہرے جدا کیا	وہ بھی مراد اپنی نہ پاوے خدا کرے
کہتا معین الدین تھیں پیر و ستان	آسان بھوئی شگین ملک کرے

غزل

دوا ز کیا نرم میں شب کے کسی نے	بیہوش کیا چہر کو دکھائے کسی نے
دیکھا جو میں نے دست کلائی نکل آئی	دی گالیان لاکھوں مجھے جھٹکا کسی نے

چو بلا کلام عمر نیت وہ ہر وقت
 لگ لگی کیسا کیا جھگڑا ہی کا فضا نہ ہوا
 دے تو صاف تھی ڈاڈا کو دت صلا
 پراپنے سے کہ نہیں یاد کا میں نہ دیکھا
 دوزخ و نوحہ میں گین پیر کا دلا اس
 ہی اسی ذرا کا ذکر کر نکالا اس
 بیک بولا کہ وہ ہی تھی عانی ہر
 اس نظر کو دکھا دے تھی از ہم خدا
 جس دہوئی کا بیان کرتا ہی تو قدو
 دیکھو میں ہی تو اس شکل کا لکھتے
 تو جہاں ہی یہ ہوا و زمین آتا جھو
 رستے خود تین نکلتے جو دکھتا جھو
 لگ لگی

لکھ دست رازی کا خیال آیا تو ہنسی	جھکا دے میرا تھ کو ترنگہ گینے
کہہ تھ میرے سینہ پہ گلہ ستہ نرگس	مارا مجھے دیدار ترسا کہ گینے
سہجائے مجھے دیوانہ سا اس شوخ نے ہنسا	دل چھین لیا مفت میں بہلا کہ گینے

غزل

میرنہ نہیں ہوں کہ تجھ جیسے دل پر چڑھا	پھر دین مجھے تو مجھے میرا چڑھا
یقین ہی کہ ہر کدوہ دل پر چڑھا	مثال قبلہ نمادل میرا دین چڑھا
آہی وہ نہ پھر جسے غم میں ترا ہوں	بلا سے خلق یہ گو خیر چڑھا
پھر زمانہ پھر ہے آسمان ہوا چڑھا	بنوت ہم نہ پھر ہم سے گزرا چڑھا
کچھ دیوے جو باؤ کو اپنے کھڑے پر	تو کیا عجب ہی کہ آئی ہوئی گھٹا چڑھا

غزل سیمی

تھاری زلف کو ای بارجم ابھی تھی	ذره سی عمر میں طرز ستم ابھی تھی
فراق یار میں کیوں کر اٹھا دکھا دے	میرا تو ضعف سے آنکھوں میں دم ابھی تھی
مرا نہیں کہ پس مرگئے درگزر	تو نے عشق میں ہمد قسم ابھی تھی
صنم کے جام محبت میں دیکھے کیا ہو	کہ شکل سکی میں آثار جم ابھی تھی
وہ شوخ جانب صحرے بھی گیا نہیں	کہ دشت غیرت باغ ارم ابھی تھی
ابھی تو میرے رُک فاشا ہوں نہیں	کہ بدرقہ پہ لطف و کرم ابھی تھی
فدا ہی تھی سیمی تو جان دل سے صنم	بر اسے سینے پہ ورد و ام ابھی تھی

غزل

مجھ کو چاہ دمن دکھانا ہی	میرا یوسف کوئے جھکا نا ہی
دیکھے کسی پیاس بھنی ہی	خیر آباد لا تا ہی
ساتھ پیاس شرب لیلی کے	ساتھ مجھ کو یاد آ تا ہی

گدڑی دین کے گنے لگے خوش باب
 خندہ زن ہم سے یار کو بہت خراب
 حال سنگرز واد شہو کا مال خراب
 اس کے لظافہ کی کھٹکے جلا آگئی ناب
 اس کے سینے سے وہ کچھ کچھ چھان
 یوں لولا چلا کہ کچھ نہ زرب من جان گیا
 لکے منہ چاتی ہے خلاص با ناز و داد
 لین با بن جری اس رنگ پرستی کو
 حلو کے سرد دلا کوئے شہنشاہ بہر خد
 تیرے صدمے سے تیرا دل آتا
 بیج نہ کر کسی عشق کو دل آتا
 با قضا محبت کا پلا چہ نالایا تھا
 پاکیزہ باب

زہر قاتل مجھے جلاتا ہی	ترش رو ہو کے ہنہ بھرتا ہی
چاند غیر سے ڈوب جاتا ہی	شبکو وہ ماہر و نہاتا ہی
کسلے خاک میں جلاتا ہی	دل میرا ہی مثال شیشے کے
شاید اس واسطے جلاتا ہی	شمع محفل کا محب کو سمجھا ہی
لہن ترانی کسے سناتا ہی	دید بازی کی چشم میں رکھتے
ابندہ بھی تہے اٹھٹھاتا ہی	میں ملنے تو خوش رہو پیار کے
غزل سنو	
مگرے بخت خیزگان کے دل کا گار کئی	نیم جان میں چہرے پر چشم کے بیمار کئی
آج دیکھے تیرے کو چلیے گویا گار کئی	کوئی سکھاتا ہی کئی شے کو بھی گار کئی
یہ بے بہانہ کے ہر نیکو میں آزار کئی	عشق ہی شرط ہی کیا ہی مرض الموت کئی
ایسے میں دیکھ لے گنبد و ستار کئی	شیخ بھگوانہ ڈرا اپنی بڑی بگڑی کئی
ایک طرف نظر آتا ہی حریف دار کئی	یہ سہ بازار میں اب کو نہ کہہ گڑے کئی
غزل	
سنبھل ہی چلی زلف کی رنجش کے آگے	شرمندہ فری تیری تصویر کے آگے
رانگے کا تو کچھ بس چلا پھر کے آگے	عاشق کا تو کچھ بس نہیں عشق کے آگے
جانا ہی تھا کافر نے پیر کے آگے	بلوئے کہ میں تیغ لگے ہی کیا قتل
تیرے تو چلتی نہیں تقدیر کے آگے	اس درد کی دوا رو نہیں بن صبر کے چنے
غزل سنو	
جگر میں آگ بھڑکا یا نہ کیجئے	بہن آتھ رو جایا نہ کیجئے
منہ تلوار دکھلایا نہ کیجئے	میں کشتہ تیغ ابرو کا ہون صاحب
اشارہ لاکو فرمایا نہ کیجئے	پھر کافر رہ نہائی میں آتھیں

کیا کیا ہے یہ سب کچھ
 کیا اسٹون تھم دھان کدھری تار
 غریب یا روتن کس غلب کو بین ہی
 اینا بھلا کس دل ادب پر امطلب تھا
 شہر کو دے کو یا کس ہر کمانی بستی
 دل بھلا کس لہجہ زبان بستی
 کیا کیا ہے یہ سب کچھ
 تو بڑا غلیظ ہی جل نہ سنا نہ بھا
 جھل زاری کوئی نہ سنا نہ بھا
 ایسے کدھ لڑنے کو کدھ بھلا
 بھلا کدھ لڑنے کو کدھ بھلا
 دامن میں بونہ لڑنے کو کدھ بھلا
 اب کدھ

ملا و بگا کوئی افون کا بیڑا
زکوٰۃ حسن بوسہ دو فدا کو

لیا کیجئے و لے کیا نہ کیجئے
اسی ل کو جھڑکایا نہ کیجئے

غزل علی

جبریل امین جسکی سدا خاک قدم لے
نام اسکا لکھا حق نے لانا نام ہے اپنے
کر شان سے جاو گی محبت کی سواری
خود کی کو تیرے آتش و زور سے دہی
ثابت کیا بھجے تیرے فیض کے عروج
ہم رہتے تیرے جسٹے ہی بوسہ کفاح
آتی ہی عجب فوج ملک عرش یمن سے
ایسا قی کو تیر ہی تیرا فیض عجب عام
محبوب خدا اور نہ محمد کے سوا ہے
لے رہے ہیں ملک فرش سدا اپنے پر وال
محروم نہو جاوے در فیض نبی سے

کرتا تھا عجیب لہر عرش پہ دم لے
 نہ پایا افاک میں عزت کا قلم لے
 عرصات سے جنت میں بھی فوج ام لے
 گر گزرتی تھی گیارہ آدم لے
 انکار پہ کفار کے اقرار صنم لے
 بیجا جی سے مصر میں مالک نے دم لے
 بس تحفہ وصلوۃ سدا سوئے حرم لے
 می اپنی محبت کی پلا جام کرم لے
 اسبات کی انجھ سے خدا ہی کی قسم لے
 جس راہ میں چلتی ہی تیری فوج علم لے
 کہا فلک میں سٹھاسی علی گزشتہ غلے

تتزايد

مستزاد سراج

هر صبح ملک بر فلک عالم بالا
تسبیح کربن سلمه الله تعالی
تجلیه فرود ز ما که تار و کی جملک دیکم
شاید که نمودار شود اجاک من جهان

قذیحہ سجن کا
من کا لئے من کا
آکھو نہیں نہیں تاب
سور حکم کر کن کا

[illegible]

کھنڈ غم تماش بمہ دل کے چین کا ہی جس کے جل پر تجھ عشقے رنگا ایسا قی مگر د تجھ جام مین کا تو تب مین زالا ہی بات مین کا کچن کچن پھر مین آنسو کے رنگ کا	ایسے سوسہی انجھداسی کی خبر کے بھولا ہی عجائب بہ ہزارا گل دلہ تجھ ابرو کے خونیر کے شمشیر کی اوچھڑ کہتے ہیں آج کے جوانمرد جوا لا ہر جانی اگر سوختے یہ ہوشن سوا ہون مجلس میں محبت کے ہوا نشہ دو بالا نسبت تیرے جس کے ہی پھولوں کی پھوکری تجھ لب کی نرالت کے گن جھاڑ کا پالا دیدار کی سحرن ہی تجھ آنکھوں میں سراج آج اچھلیوں سے پلک کے لاس ہاتھ مین مالا
--	---

مستزاد معج

ہم سے کبھی مل گیا جون غنیمت کھل گیا مت کیجوشنا کربال کہیں مل گیا اس جا ہلاؤن دہ آبستی مل گیا یہاں کے جو دیکھا بس دیکھ کے جل گیا کہنے لگا بہ بات	اس کلن چان منسب کا تیرے یار خوشبو سنی بالوں کے معطر ہوا گھر بار ہیگا دل رنجور تیری زلف مین جانا بس گری پر یگانہ بین سنبھلی گھاؤہ گیا نعرہ کروں جو قوت اگر کوہ کو پاؤن بس تھکے نازک بدنی جن کے کھڑا یہ زندگی لائی تھی عدم سے مین اسجا سب فائدے کے قافلے مین ادھر ہی تیار ذر پر تھکا دیکھ دھر قبضہ اوپر ہاتھ
--	---

پچھلے رنگات بہ رنگ لب
دل چوٹا پیچہ زخم زدہ کھلا موت گل
رنگ کا فدا کر مین زنا جب باطل
کر دیا ہمارے وطن اس لانا کا قاتل
ایک نیا مین جلدی بہ ہر جہاں
لوگ تھے لگاؤ کے ہمارے کب دی
باغی صحن مین چھلکے انسان کے
کس سے اس یوسفانی کے کونوں میں
دو زبان جان کی کاؤں پر کیل سہا
جو سا کھن آہستہ کیل سہا
بہر زار دلوں کو غنیمت بہ بھانپنا
بزم عشرت کی بہ بھانپنا بھانپنا
دل کی رہی

اور اندر نہایت یون کی عبادت یہاں کی عبادت دیکھئے مجھے نعمت سو پونجے بستر جی سے کرے خدا کیا کچھ ہو مجھ کو و کھلا دون کرمت نا قوس کو سنکر ہی تجھے بھی لغت مانند قلندر ہی عجب فراغت پدیک میں جو احباب میں ایسی ہی آفت از بہر نفس ہو جنہیں طرافت	ہی حین فقیر و کی طرح کھج لکھو ما گنج خرابات میں مک گھوٹے ہنرا بھرت عشق آئین میں سائین اسی ہولا مرشد میر مادی میر مالک میر داتا ماتھے پیر حفظ الف اللہ کا کھینچو تم ہونہ گرو پیر نو بندہ ہو چیل میں خاک نشین ہوں جو گردہ فقر سے رو مال چھری لیکے جو تک صیغون اہسا گر سیر کمان پر میں جا کون تو بولون ای برہمن بت کہ عشق بت ممدرا خوش ہستے میں چارابرو کی تہلکے صفا نہ ہو غم درد نہ اندیشہ دکالا درویش بلا نوش بلا چہر میں میان دوست افعی کو مسل کر کرے فیونکا گولا آزادوں کے پیچھے میں غزل بہر توست اب اپنی تو بولیں کچھ شہار چو نہ
---	---

مستزاد کمال

ہوتا ہونہ رخصت رہ جائے نہ حشر جب بر سر تربت	ایک تو گلے سے میرای بار تو لگ جا ہی دم بہ دم آخری وقفہ نہیں دم کا کل دشت میں مجھوں کے گزر ہو گیا میرا
--	--

نہیں مانی ہونہ چاہت کی پہ دعا
یا خدا عزت و حرمت میری تو بول
میری بلو کیوں نہ زبات و مروت
ہم نفس دھیان رہا یاد لپہ ہم میرا
شاد رہی تیری شاد و در طبیعت کی
پیر صلیح ہوئی رانی دوست میری
افت اس صیغہ کو کی شہر میری
درین تیرے لگی اہمی ہی صورت میری
یاد جس در خدا کی کا وہ غایتی
دبیر ہورہ اخلص کو دم کرتا ہ

رو یا میں بندت گرتا تو نصیحت اللہ کی قدرت سوصفت کے اقصوں وہ نالیکی طاقت کیوں لاہو تشریف فرمائے حضرت پیار تک اپنے سوکس میں طاقت ای ہوا اپنے جس تمی محبت با چشم قنارت راہی کو پر بہت راضی ہر رضا ہوا در گوشہ عزت		لگ گور سے کر یاد وہ بیہری لیلہ باحج جو تو ہر لحظہ دہر آن ہمیں آ اس دم نظر آوے تجھے اس ت کو جو دیکھا پھٹتا تھا پہل سے جسے کہ جس کا یکبارگی جاتی رہی اسے وا کرین کیا جھل میں پہلے ریشون کے ایشیج جی صاحب کیا چلتے ہو ریش کو اب تھے منڈانا آنکھ بھایا عورتو ذرا اور کرو تکلیف کو تے ہو میرے آیتام و مان سے جو تیار کیا دور کا شکوہ ہی نصیب تو ہی گردش آخر کو وہی دشمن جان ہو گیا میرا مت خاک نشین تو کی طرف دیکھ تو منعم چاہے ابھی با یک آنہن کر دے میرا مولا رکھو نہ کمال اتو ہوس دو نو جہان کی دست طمع کھینچ کے دے پانو کو بھیلو
پہر آپ کی نکت اللہ کی قدرت ایکان طاقت پہر شکل بہ صورت	ستر ادب	ہی نام خدا و اچھڑ کچھ زور تماشا کاٹ ایسی غضب قہو محسن اور جھکڑا میں جو کہا میں ہوں تیرا عاشق و شیدا فرمانے لگے ہنس کے سنو اور تماشا

اصلاً نہ رہا کچھ کثرت ہوئی وقت کیا حکم ہی مجھ کو ای برطرقت عیسیٰ کی طرح میری کرے معیت مک سوچو نو دلین اشد کی قدرت یک تاک کی اچھل ای دے فضیحت اب دیکھئے کیا ہو چون چون کر حضرت لیکن اٹھ ہی ظاہر تیری شوکت		الہی تصوف میں جو تھا فرق ہم شاہ ہر وہ جو لعین کا مجتہد اٹھا کعبہ کا گردن طواف کہ تجا نیکو جان ارشد میرے حق میں بھی کچھ ہو گیا آیا ہوں پر تو روح القدس اس عید میں بھی یوں چاہئے بے سائنہ رسیا کی کھیاں تو مار گرن ہر طرح میرے غیر ہمیشہ ترسا کر ہر وقت ہم بندہ بھی حار دیوار میں باز دھکے پیچھے جو ہم ان یک ترسان ہو یہ فرمانے لگے کوٹکے ہا خوشیہ چہا شام ہو شیخ ہی حساب چروں لگے کیا آکے درختوں میں سیر ابو ہی دلیف اور قوافی میں غزل چو تاشاعر وکی رو بہ دہو نرم میں اٹا
تیری کا کل میں صہم لطف کر اور کرم سچ کہتا ہوں بھلا جانن کر نہ ستم قتل کر ڈالا مجھے	مستزاد ہمایون	جا بھنسا طائر دل میرا صدق پر ی تو نہزار کسی ڈھپکا اسے کہ نہ ذری ہجر کے جور کی اب تاب نہین ہی مجھ میں دلبری رہو ذرا بہر خدا کہ تو میری تیری سی کی ہری پان کی ہر سی پان

پھر لپٹائی تو یہاں کہیں نہ جاتی
سب سے کرم کا قدم وہ نہیں مگر کھاتی
دیکھ کر کچھ نہ کہہ سکتا تھا
جو میں کہتا ہوں وہ انکھن بکھاتا
چشم دم سے جا رہا تو بڑی ہی
مگر اچھل کر میری چون سے لڑی رہی
سراٹھائی کی بھی تھی چھوٹی یاد
وہ ہم اتر کر چمکے زمین ابرو تو
تیری پانی میں وہ ابرو جو کجی رہا
بارہ لکھوئی ان کی کجی رہی رہا
جو میں نے کی میری ہر جگہ دیکھی
پتلیان غور گاہی نہ لڑی رہی
نہانت

بھور و نہیں اگر کہے درواز کی چوٹ
 ہر جا میں ہو چاند نہ گونگا ہو وہ کیوں کر
 سرخی تیری آنکھوں کی اور ابرو کی کچا وٹ
 کیا جیتی ہی اب نام خدا واچھے آما
 ایک بوسیکے صدمے دہوان ہمار کلاٹ
 اسے وارے بالیدگی اور چینے کی رگت
 اور جامہ شہنم کی وہ چولکی بھاوٹ
 مت چھیر و مجھے دیکھو ابھی کہنے لگو گے
 چولی سیری ٹوٹے ہوئی دہن بھی گیا پٹ
 اسی عشق ادھر آؤ مہاراجون کے راجا
 کر بیٹھے ہو تم لاکھوں کروں کے ہی سرچٹ
 وہ سچ پری پھولوں کی فخل کے وہ تھکے
 پردے تہائی کے وہ سونیکا چھر کھٹ
 پھر نہ ہی سما آنکھوں میں اتک ہی اٹ
 باہر جو پٹ سونین آجائے رکاوٹ

مستزاد سراج		
تجدد زلف کی بہار بانی جسے خن من	ای ناہ آہو	پر شک خطاس
ہر غنچہ دلنگ ہوا بھول حسن من	ایشو نہیں و	تجدد کھ کی ہوا
ہر خار سی ہی اسی لپک تجھ کف پا کو	ہی تجھ میں اکت	از سب کف
جو وقت مکے پانون تو بیل کی تین	اید لبر گل رو	ارنا زو آو

دولت وصل کیا نہیں جوں دیا
 اب نہایت میں خجانت نہیں جوں دینار
 پھر دی میں ہون کی گوئی جوں دینار
 وصل عیان سے کہو ناہوں جوں دینار
 خیر کہ دیکھو سے دل یا کھلا نہ ہی
 جہاں نہایت میں جوں دینار
 کہو نہایت میں جوں دینار
 این دوخت افغان جوں دینار
 نہایت با نام رسید
 روز پیکر شہر

اے آیت خوبی	مصحف ہی تیرا منہ	اعراب خط و خال خط چشم ہی مطلق
پدر رسانی	بسم اللہ ابرو	ہی سورہ اخلاص کی خواہش میری نہیں
سن بات ہماری	عشاق کے اوپر	ایک روز کہا میں نے ستم نہیں ہی مناسب
بولاکہ بلا سے	کر رحم ای خوشخو	یتیم اب میں تجھ غم سے ہو کب کفن میں
کیون زلف لپٹے	مانو تو کھون میں	سو گند میرے حال پریشانی تو ہوں
اب ہر و ف سے	کھو لو غم مکیسو	جمعیت دل بند ہی پر ایک شکن میں
بیمار ہوں غم کا	ای شوخ شفا دے	ایکجا رطوف سے پلا شربت دیدار
کیا کام دوا سے	حاجت نہیں دارو	رکھ شوق اپنی دلیں تیرے شعر کو سننے
آتا ہی پریر و	ہر آن سراج اب	ہی مجھ کو برہ درد جگر میں نہ بدین
کہا طبع رس سے	کر تا ہوں نہیں جادو	تو دیکھ میری طبع کو ہر ایک سخن میں

مستزاد اکبر

دیوانہ بنا کے	اس عشق نے یار و مجھ دنیا سے اٹھایا
پھر شانہ بنا کے	زلفوں میں پریر و کے گرفتار بھرا یا
بھر بھر کے پلایا	پھر شوق کے شیشے میں شراب عقل کی اپنی
مستانہ بنا کے	پھر میرا تماشا سارے عالم کو دیکھا یا
افسوس اسباقی	یہم دختر زر گشتی ہی ہر ایک کے مو سے
میں نہ بنا کے	کیا نام را تیرا یہ کیا تو نے ملایا
کس کروڑ سے	بیدل کیا دلہن نے عبت لیکے میرا دل
دردانہ بنا کے	پھر اپنے لگا کان کے بالین چھکا یا
مجلس کیا روشن	نزدیک مہینوں کے صنم رات کو بٹا

پر دانہ بنا کے
مرد کے گویا دوست
بیگانہ بنا کے
کر اپنا تو طالب
مردانہ بنا کے

پھر اپنے شمع رو کے اوپر ہم کو جلایا
غیروں کو بلا کر وہ اگا پاس بھانے
ہم دوست یگانے کو لگا دو رہانے
اکبر کی ہی عرض ہی اب حق سے شب رو
دنیا میں اگر رکھنا ہو تو رکھ لے خدا یا

مستزاد معزز

کھا کے سو طرح کا
بانی ظلم و ستم
تیرے بن گندہ
یاد کر تھک جو صنم
آؤ کر پاکر و جی
پاپ ہو جاو دیر
غیڈی تو جان
کچھ نہیں تیرے کم
پوٹلا انا جی آن
تیا زور اتنا ظلم
ویچہ دی دی خل دی
کچھ نہیں بخش نہ کم
ہجھو مید وصال
کشتہ نماز تو ام
ثم باشد کن

میں نے اتنا تو تیرا عشق نبھایا آ آ آ
ولے افسوس مجھے تو نے بچا آ آ آ
خود بخود شب کو یکا یک میں کہوں کیا تجھے
دل پر درد دہم پہلو میں کڑا آ آ آ
کا ہے کس کھائے کہ تم روس و سوہنیت
جات ہی جان میری مٹی کر آ آ آ
سانو گھائل کتی تقصیر گری تھی ٹینڈی
چندر ری جان دی تیری ترچھی ہی گاتا آ آ آ
ابھی کائے چوک ڈھالی سانگ کھرا پاس
جان دوہن دو گر و گے مارا آ آ آ
زار دی زار دی زور و خودی زور تو سی
ویچہ معشوق و عاشق آ آ آ
وقت سستی چو کشیدیم ترادر بر خویش
دیدہ ام از تو صنم خدا آ آ آ
صرف اللہ و نہی ہجرا آ آ آ

ما تم اتم اتم اتم اتم اتم اتم اتم
 حیف صد حیف ہی افنوس صد فوس فوس
 چھد گیا زخم جگر سے میرا بھا اتم
 بین ہم محض زیرے سب شعر مسلسل موزوں
 یہ غزل جس نے سنی اس نے سرا اتم اتم اتم

لیسے مثل صنم
 آیا پیغام جل
 اب نکلا ویکاد م
 شک نہیں سہیں
 تازہ تر تازہ رقم

محمسات

محمسن سو دا

چارہ گران لمور و کاتھامین بیجارہ
 نہ عشق لیلی و شیریں ہو نہیں آوارا
 کہ شکون و شیت میں و کوہ پر پھرون مارا
 صبا بلطف گوان غزال رعنا را

کہ سر کوہ و بیابان تو دادہ مارا

اتر پہ نالیکا ہے ہی اعتقاد گل
 ولے نصیب جو تو نے کیا نہ اگل
 جو تو سنے تو برا ویر کی مر اگل
 عز و حسن اجازت مگر ندادی گل

کہ پریشانی نہ کنی عندلیب شیدا را

مجھے تو روزی ساقی ہی کی ادا بھائی
 جو پوچھائیں تو کہاں مجھے سو دہائی
 کہ پہلے جام کی عی خاک پر چھڑک دہائی
 جو با حبیب شینی و بادہ پیائی

بیاد آر محبتان بادہ پیارا

فرب مجھ کو دیکھتے ہی خط و خال داویر
 جو چاہے تو کہ گرفتار ہو نہیں بکیر
 کہ دیکھ کر من نہ مانیکو غمہ کیا ایدھر
 نہ جس خلق تو ان کرد صید ایل نظر

جام و دانہ نہ گیر نہ مرغ دانانا

ایچہ روز باقی تو رشتہ کی آرزوی
 ایچہ سرور دہوی

غزویں تیر کو بہر بہانہ میں کیا اندکری
 ہر چند وصف تکمیل کیا نہ آتا تری

عشقیہ ظاہر سر پر کئی کلمہ جو دوری
 محسن حرف بہ ناز

و لے بہین نہیں معلوم سر عالم غیب	ٹھاسا حق نہیں ملکین پہ تو ہی لاریب
جز آفتد رتوان یافت در حال غیب	جو فکر قیج میں اب سر کو لے سو غیب
کہ خال ہر دو فانیست روزیبار	
چمن چمن میں پڑا شو بہر طرف غوغا	ہو گئی گرد جو اس فوجان کے سر کو رکھا
شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا	ہر ایک مرغ نے ہو باغ باغ دی بہر دعا
نقدی نہ کند طوطی شکریا را	
جو دیوین جام چادو کیقباد کا کھتخت	نصیب کر کے سعاد کا تیر میر من رخت
بشکر صحبت اجاب و ہشتا شئی بخت	گند شنگان کے طرف سے کہ نو دل کو بخت
بیاد آد عزیز بیان دشت پیارا	
بنائلی تا کرے خلق کو خدا شئی نیست	اگر ہی راجا بخت کرے خدا شئی نیست
نہ انم از ہم سبب رنگ شستا شئی نیست	کر گئی ہستی کو انکی تو جو فانی نیست
سہی قدان سہ چشم ماہ سبارا	
کہ سنکے لوٹوں ہوں شکر شگفتہ حافظ	کلیہ تجھ ہی پہ میں راز نہفتہ و حافظ
بر آسمان چہ عجب گر زگفتہ حافظ	عرض عجب میں پہ درائے رنقہ حافظ
سابع زہرہ برقص اور دسجارا	
محسن آزاد بر غزل حافظ علیہ الرحمہ	
و لے گزے میان بستر کرے پابند	اگر چہ زلف ہی بس تھی ان عاشق کو گو کند
غلام نہ گریست تو تا جوار اسند	نیرے تو چشم کے پیار میں ہی ہر چند
خراب بادہ لعل تو ہوشیار اسند	
کہ جا کے کہئے وہ کس سے ہمارا راز و با	دلوں کے عید کو پاتا ہی کون یاد ساز

نفاذ قدرت شایعہ قدیم بنیاد مدام
 ہستہ نگار گاہ فتنہ بکھلا دینے لگا
 بدنامی فرخندہ کار چو نہ چلا نکور
 ہرگز نہ نامہ در نظر قلمی نہ دیت جو
 شمس غامی نام تو حوری نامہ پاروی
 شمس خرام نامہ تو تو کوہ لہریاں
 چون یہ بستی عشاق و یاران
 چاہیں کہ انھیں خالی سے ہم چلا
 از جنت آدم طاق با قیوم گردون
 ازین نمودن کشان آدم جانم غنی

ایمان کو نہیں جس پر ہو پردہ	از صبا و مرا آباد شد عمار
دل نہ عاشق و معشوق را ز دار است	
بہار نہاںی خسار نہاں ہر ماہ حسین	ہی جس کے رنگ سے سبیل حمید سر زین
جو میر سے کہنے کا دل بچا اختیار نہیں	گزار کن جو صبا بر نقشہ زار و بہرین
کہ از زمین و بستر چہ پیوار است	
بغیر بکے لوہی نہیں ہر جی کی ہوس	شکر یہ جا کرے یلین کس طرح سے
ہوا تو ہونے کے ہرہہ بی نشان خرس	نہ من بر آن گل عارض غزل پر ایم و بس
کہ غنایب نواز ہر طرف ہزار است	
بہار سیر نور کمنی ہی گلشنوں پہ لطر	ولے نہ لسی کہ صبیحی ہواں پر پر و پر
کہ روغن کیا ترے آگے نسیم وصف سحر	بزیں زلف و دنا چون گذر کنی سنگر
کہ از لطا اول زلفت چہ سو گوار است	
اگر یہ وعظ و نصیحت میں سیل و دن پرین	عرض جان گل مقصود ہو و یوچہ پین
جو چلتے تھے وہ تھ تو اسکی جھین	بر و بیکدہ چہرہ ارغوانی کن
مرو بصومعہ کا بجا سیاہ کار است	
کہان میر تابا نہ جو ان کے ساتھ و کون	سوار ہو کوئی مر کتبہاں مثال پون
خدا ہی جانکر اپنی کاکس طرح بدین	تو دستگیر ہوئی خضر بی خجستہ کہ من
بیادہ میر دم و ہر بان سوار است	
زمانہ ہی ہو گئے تھے میں عین آباد	مگر نہیں کسی عالم کے کچھ بنیاد
جو چاہے تو کہ میں نون چاہے ہوں آباد	غلام قافلا زان زلف تابدار مباد
کہ بستگان اندوہ رستگار است	
مستبصر	

یہ نئی ہی کا شکر ہے
 باندہ نور و سیاہ چاند
 پارتیبا عشق میں بجا نہ ہو حالت
 شکر یہ جا کرے یلین کس طرح سے
 نہ من بر آن گل عارض غزل پر ایم و بس
 کہ غنایب نواز ہر طرف ہزار است
 ولے نہ لسی کہ صبیحی ہواں پر پر و پر
 بزیں زلف و دنا چون گذر کنی سنگر
 کہ از لطا اول زلفت چہ سو گوار است
 عرض جان گل مقصود ہو و یوچہ پین
 برو بیکدہ چہرہ ارغوانی کن
 مرو بصومعہ کا بجا سیاہ کار است
 کہان میر تابا نہ جو ان کے ساتھ و کون
 خدا ہی جانکر اپنی کاکس طرح بدین
 بیادہ میر دم و ہر بان سوار است
 زمانہ ہی ہو گئے تھے میں عین آباد
 جو چاہے تو کہ میں نون چاہے ہوں آباد
 کہ بستگان اندوہ رستگار است
 مستبصر

رختانہ

چھٹی ہی بہ تو کوری مجھے بھاری لگا
کوئی سادی ہی میرے واسے لاری لگا
لو کھر دہرنت داتک تارے کیا چیز
اسے بوجانی ہی کجنت گنوا ری لگا

بی بی منڈانی جوسی لائی تھی آئی نہ پسند
بیگما جی نے وہ سرائے سے پائی لگا

دیکھتا سی اچا کہ جسے ہوئی بہ تو کہو
پھٹ گئی آپکی جو ساری کی ساری لگا
تمی عجیب کی لکھ جیسے بہ کاری بوٹی
واچھری بن گئی ایک جھونکی کی لگا

اتھات کا کہیں چھو گیا تو بولین
تیرا مقدور کہ تو چھیرے ہماری لگا

رختہ

روشن تھا بہ کچھ رخ نیلے آئینہ
چمکایا ہے ہر گلے کیار و آئینہ
مشاط آئینے کو تیرے باادب
بٹھلایا دیوے کھنچ کے رات آئینہ
غیر یہ کہتی ہی کہ اسے چوری کروں
کیون دیکھا تو نے جان میرے آئینہ
سنگھ جو تیر ہو کسی اور طور سے
نظرون سے گر پڑے دہجے آئینہ

آئینہ اکدم نہ ٹھہرا تیرے حضور
پکڑا ہی تیرے گلے نے جب روئے آئینہ

رختہ زنگین

میں وہ تو اوڑھنے کی نہیں کلک اوڑھتی
با جی مجھے سگا دسے جھلا جھلک اوڑھتی
برسات جھکو کہتے مین جی جن ہمارے
سیر ہو اسکے ہوئی ہی باد لک اوڑھتی
گرمی کے کارناک بن آئی ہی بڑ جان
تڑکے رکھ پڑا مین انجھل کی اوڑھتی

دیر جو پسند دیکھ کر مجھ کو خوش
لو کر کھینچنے لگا تو کن ہی کلک پڑا
مرد وین رو دیا دارو سے قطع پڑا
نہر غنیمت دلا اذقارہ در شہر پڑا
باشد کہ بہر خواہی غنیمت بیان پڑا
مسدود
سینور دیرہ لنگھان کا سہا پڑا
پیشہ قی ہو سوسو کا کھنچے دیو
شکل نہ تھی روبرو جھٹکا دیا جھوڑ
لیکن ہو سوسو بے فواید خرب خن او
جھوڑیو شہب گشت وادہ تیرے قاف
رو سحر سیر شود یاد مین بہاؤن

نہر ہی دیکھنے سے لکھو رکا کجی ہو	نظر سے لوجو گیا تو گمان ناچر نور
امروز دیدہ کہ یادم ز پر کجا است	
کہ توئی دوست زید بن کچم انصا است	
نہر کجا تجھ ساو نام خدا کوئی بیباک	کہ ایک اشارہ ابرو تو تو را ہی خاک
جہان جہان کو مارا کیا برابر خاک	را نہ صید ہو جو نہ زینت فراق
پھر سے غصے نہ پھر ہی تو تو آتشاک	تیرا ارادہ ہی اب کیا کر چاک کوماک
کسی مانہ کہ دیگر بیخ و ناز کشی	
مگر کہ زندگانی خلق را و باز کشی	
نہ پوچھ میری حقیقت کہ تیرے عجز میں	نہ پاس کوئی ہی دلوں زاد کوئی غمخوار
پڑا ہونے کج نفس میں برنگِ مہلک	لے ہی ہے میرے تین جھت درود یوار
غرض گذرتی ہے اسی طرح میری اہل دنیا	کئی ترانہ زبان پر ہی اور کئی شہاد
من و خیال کوست بہا کج خانہ خویش	
سرود بخود دی و آہ عاشقانہ خویش	
ہزار و حب سے سین آہن ہو فاکو مجھ آیا	ہزار طے سے احوال اپنا دکھلایا
ہزار فن سے سو سو طے سے ہر جایا	ہزار باتیں بتائے کچھ میں چل پایا
کی طرح سے نہ تشریف آدھر لایا	پرا حسیال مجھے اور جتنی آب آیا
پڑ بستر اقم و مردم کم بہانہ خویش	
باین بہانہ گر آدم کج نہ خویش	
ہیں تو نہ دیکھا ہے یہی ہی روانا آہ	اسکی آٹھون ہو دیگا ایٹھان تباہ
ہی جو شد تین کہ نہ رہے شام گاہ	دیکھ بھل گیم ہمیں شام تین و اللہ
ہمیشہ ایسے ہی ہونے کو چاہا جابجا	ہمیشہ یوں ہی رہے مہدم فغان آہ

نہر ہی دیکھنے سے لکھو رکا کجی ہو
نظر سے لوجو گیا تو گمان ناچر نور

نہ پوچھ میری حقیقت کہ تیرے عجز میں
نہ پاس کوئی ہی دلوں زاد کوئی غمخوار

نہر کجا تجھ ساو نام خدا کوئی بیباک
کہ ایک اشارہ ابرو تو تو را ہی خاک

فرار و سبزد از خلق آه و زاری ما بدین فرار اگر ماند سبزی ما	دل حزن کو نهین است یک ره آرام اگر چه سبب بی بهن تیری ہی جوڑ تو نام مثلاً آئینه حیزر کا پھر یہاں ہی مقام	سببے بھکوی ہی سوچ صبح سے تا شام خوشی سے بھول سنا نہیں ہی کیوں یہ مقام مثلاً آئینه حیزر کا پھر یہاں ہی مقام
گوش گل پر سخن گوئے کہ خندان است بر غنڈ لب چو فرمودہ کہ بالانست	نہ ہوگا بھجا بھی بوس کی کشتہ عمار نہ آئی ہوئے گل اس طرف اور نہ خاستہ مین کیا کروں نہ رکھوں کر نہ خستہ خیم	نہین ہی قابل تحریر میرا درد و الم مازہ دشت مین جانا ہی اور نہ طرف الم یہ عمر گذری اس طرح بھکوا ہی ہمدم
نہ بگشتی ز گل و نہ خراشتی از خارے درین چمن بچہ دل خوش کند گر خارے	وہ کون ہی کہ نہیں تیر غم چستہ جگر تیرا ہی ذکر ہر ایک کو رہے ہشام و بحر کہاں تلک مین کروں ضبط رازا ہی الم	وہ کون ہی کہ نہیں تیر غم چستہ جگر تیرے تو خنکا منظر ہی جہاں اوپر بھلا بتا تو مین لجاؤں تلک کہ کس پر
بجان رسیدہ ام از جو رہے نہایت تو کجا روم ہم کس میکند حکایت تو	کہاں پہ آہ و نالہ یہ لوح و افغان تیری جفا کی رو دی آئی ہے سبب ہاں اودا بچو بچو تو کہا پوچھتے ہو کیا	کہاں یہ حسرت اندوہ اور یہہہ کہاں کہاں یہہہ اغیار سوراخش سوزن وگر نہ بھکوی ہی اپنے ہی تھے سب پر الم
جگر بزم تو معمور دل ز غم شاد است		

زمین قدر تو قدر د آباد است
 سم آٹھانی اس کی زمین زیادہ مجال
 غنڈ لب غنڈ لب سے سبب تو ہو گیا غنڈ لب
 پر تلک انکوں سے سبب کا ہو گیا غنڈ لب
 نہ تاب ہم مین رہی نہ زمین ہی کمال
 نہ تاب حزن ہوا جانا ہی ہو گیا کمال
 کہاں تلک کوئی ہو جو کس کا ہو کمال
 خدا کند کہ زمین غنڈ لب سے کمال
 ولی نامہ کہ دیکھو تلک بردار
 مت تمام شد
 سبب میر حسن دیوی

وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ



در مطبع حیدر مطبوع



این قالب فرموده گردانوی دودود
 اقلب علی بالسیاسه و بنسار
 آندود و جواد که شود ازین ازل
 از بهر خدایان کن بهر قیاس
 چون گدازم از موی تو که از آب
 یار که نشن بود باد حباب
 خوش ای که ز می هست موی غازی
 پنهان ز تو تن بود ز غم آن کین بار
 گوشت جو غم فاسک لاله عذار
 او جمل قدای دل غم فاسک
 جامی که ز غم فاسک لاله عذار
 در حرم سلطان که در بار گدار
 ۲۱

غزل حافظ علیه الرحمه

دل مبروز دستم صا جلدان خدا را ده روز جبر کردن فضا زیت فنون	دردا که دانه پنهان خواهر شد آشکار بنگی بجائی یاران فرصت شمار یار
کشتی نشکنا گیم ای با ذوق بر خیز در طایفه گل دل غش خواند و بلبل	باشد که باز بهیم دیدار اشتنا را ات لصبوح جویا اینب الکنار
ای صاحب کرامت شکرا نه سلامت آسایش دو گیتی تغییر کن در حرفت	روز تغدی کن دروشین منوار باد و ستان مروت باد شتمان مدار
در کوئی یکنامی مار گذر زدا دهند آینه سکندر جام جنت بنگر	گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را تا بر تو عرصه دار و احوال ملک دار
کسکش مشکو که چون شمع از غیرت بسوزد گر مظهری حریفان این پاری بخوانند	دلبر که در کف او مومت سنگ خارا در رقص حالت آرد پیران پارسا را
آن نخوش که صوفی نام الجنا فیش خواند هنگام تنگدستی در عین گوش مستی	اشتی نسا و اهل امن قبله اخذ را کین کیمیا هستی فارون کند گدا را
ترکان پاری گوشتندگان عمرند حافظ خود پیوسته این جزو می آورد	ساقی بن بشارت پیران پارسا را ایشخ پاکد امن محذور دارا را

غزل لیلی

گر بجزد بختر اجرتب بحبان را شد سیری ز خد قامت چو گانی من	غالب آنت که نام من سکندریان را گوئی بنگر که هین زخم زده چو گان را
گر به یعقوب زد گهت پیران تو اول اگر کشد از خط تو بسیار زلف	به صبا باز بد بوی میر کعبان را چاه زنجیر بود زنگی تا فرمان را
شیر زکان جمل آمد ز صف آرائی تو	گر به پیران چشمت نگر دوزگان را

نقد و نعت گزینت با نام که بخت
مادر خیزد بگردد و کند ایسان را
دل سنگین بخت و کرم و کرم و کرم
دل سنگین گزینت و کرم و کرم و کرم
کرم و کرم و کرم و کرم و کرم و کرم
میکشاید و کرم و کرم و کرم و کرم
شاید و کرم و کرم و کرم و کرم
عجب اینجا که از دوزخ و کرم و کرم
چرا که نیست بشیر و کرم و کرم و کرم

ایضا

میکشاید و کرم و کرم و کرم و کرم
شاید و کرم و کرم و کرم و کرم
عجب اینجا که از دوزخ و کرم و کرم
چرا که نیست بشیر و کرم و کرم و کرم

باز دارم تا شدم جزو جلال مدعی	در حریم قرب خواری اعتبار آمد مرا
در میان مرگ بجز انم منجیر کرد عشق	جان بدر بردم که مردم غنیار آمد مرا
تا نگردد دم بپاه غمزه ملک دل گرفت	آه زمین لشکر که خاقل در حصار آمد مرا
چشم مردم را بخواه خوش لب زبانه کرد	قطره خونی ز چشم اشکبار آمد مرا
صبح بی شام قیامت گوگرد روشن کنم	تا جهان بر روز این جهنم تاریک آمد مرا
از سوید آید لعلها برای آب چشم	کاین غبار از خاکپایی یادگار آمد مرا
ایضا	
نشان ناو کش غیرت و من بهار دلف در	کمی قوت فرد تر بود کاش آن سست بود
معلم سر کند هر لحظه کلک آن طفل بد خو را	بخون غلط که مشق سر بریدن مید بود
نزدید صنعت مشاطان استماد نیکو را	بسی بوستان پیرام حاجت باغ نبود
گوگاه فرزند در راه درخت بیابانگر	بر آن چهره بهشتی زلف کافر خال بود
بیهیض نماید در فسون چشم تو در تیر	اگر گویم خدا اعجاز موسی داد جاد بود
گرد دل حصار سازد و کرم ندانم	که آنجا نیز دست افتد کند اندر گیسو را
عجب نبوده سکار مردم آهوا این عجب کار	بد و بد چشم مردم تیکاری شیوه سورا
دل تعمیر دهد از چنبر زلفش زیند ام	خلاص از چنگل شایین میریت تیهورا
ایضا	
تهی از صافی دور دی شده حممانه ما	آتش شمع شوا پر شده چانه ما
صبر شده کار جنون از تو بچکا اطفال	سنگ برین ز تندازی دیوانه ما
عقل و عشق است نه باز کجای برتاب	بد و سلطان مخالف ده دیوانه ما
هر چراغی زدم آحر که کند کسب سرخ	هر کجا شمع ز خاکستر بر دیوانه ما
هر شمع خانه کویت گریه روز شب	بخلط حلقه زند بر و کاشانه ما

گرمی و آواز با فغانه گریه و ساقط
عقل و جنون شود از بس تشویش
لا فایده داری بجهنم ازین پیش
کاش از کعبه در بودی بخیر از ما

عقل و فانی
سایه بکش سلف نام را
گذران در دل غم ایام را
تا ز غم خالی گم کنی دم را
ای رفیق از بادیه برون جام را
خست شام فراوان آفرینش
نست صبحی غلام این شام را

توبه ز می کردم و آمد بهار باز مگر جامی از ان لب سخن	ساقی توبه شکم از زوشت کان سخن زان دهم از زوشت
دل که فدا ده آنزلف بسودان و گفت من و از دایره خط تو امید خلاص مهر گونا که کم می به بسو بیک شمش گفتی آن توبه چون سنگ چون شکست من کنم سینه و او سنگ اگر الفصاف دی خون من یز و میزند بش ز دیوان چاب ذکر می خوردن ایمانه همین خنده شنید	غزل تعین برینا مرا گر این چاه و گر این سب است چون کو میس گرم ققه مور فلک است باده از خون دل غیش که دست در سب است چکنم ساغر می شنبه عمار شکن است در و فامر حله فرق من کو کهن است کا بجز در هیچ حسابی بود خون من است دستایست که فسانه هر سخن است
ما خراب عم و محمانه ز می اباد است خیز و از شعله می تشش نرو در فروز سبیل کنسار هم از میسکه و شیر افقا بجز از ناک که شد محترم از حرم می گوش اگر گوش تو و ناله اگر ناله است گفتش خشم و شیرین که دل نبود گفته نیست گرفت در ازادی حشمت زاده شهنشانی سیرخ و زلف هر که نیما شود ناله گرم گوید	ایضا ناصر از باده سخن کن نصیحت باد است خاصه اکنون که گلستان هم شده ادا بختی بر خانه پر پیس که بی بیاد است زادگان را همه خرد و شرف از بعد ادا آنکه البته بجای نرسد فریاد است کا که سخن این کوه کند فریاد است نه که هر کس گر قنار تو شد ازاد است دیدن روز شباعی دور زاد است آهن سر دچ کوبی دلش از فولاد است
غزل حدی علیه الرحمه	

این باد روح بود از این سخن است
وین آن زندگانی از آن جفا کوش است
ای باد بستان گشت ناله در بیان
وین رخ آتش گشته ناله در بیان
بوی نیست بگذرد با سیم است
بوی صبح که کتی نوره است
بکاروان کجاست جلوه است
این قاصد از کلام من که عنوان است
وین نامه در پیش آتش ناله است
در راه باد عود و سر آتش ناله است
با خود دران زمین که کوئی خاکی است
باز آن طعنه بود ز زنا و زنا است
صاحب را در دیده چو کار در است

چون کوش روزه دار بر کشد کبر است روزی که بنویس کند روز و غم نیست هر روز عشق بیشتر و صبر کمتر است دیدار در حجاب و محالی برابر است سوزان دیوه سخنش همچنان تر است	باز آنکه در سراق تو چشم امید دار دانی که چون می گذر ایسم زو بگاز گفتم که عشق را بصوری دو کنم صورت ز چشم غایت اخلاق در نظر همچون درخت باد یعد بر برق ثوق
---	---

غزل حافظ

که مونس دم به دم عالمی دولت است ز لوح سینه نیار است نقش روی تو که باشکستگی از زلف به در دست حوالتم بخوابات کرد روز نخست نمی کنی ز ترخم نه طاق سلسله است چلاف عشق زدی سر به بار چاک است که خواجہ خاتم جم یاد کرد با نخست بیانم و دلش سخت بود و پیمان است گناه باغ چه باشد چو این گناه است	بجان غم ابر حق قدیم عهد درست سرتنگ من که ز طوفان نوح در دست کبن محاط و این دل شکسته بجز عالمم بخوابی بکن که مرشد عشق شدم ز عشق تو شید آگوه و در دست دلا طبع بر از لطف مینهایت تو زبان موبد بر آصف دراز گشت در دست نزار بار اگر عاشقی نگار مرنج حافظ و از دلبران فاکم جو
--	---

غزل یویدی

بغم و درد مبتلا شده است تا با خیال آشنا شده است این کهن دیو تا نباشد است هر ف تا واک ملا شده است تا توان غم شما شده است	دل من از عشق بنوا شده است گشته از اهل درد بیگانه می راحت نه خورده ام بکدم دل من از دست آن کسان ابر دل زار یویدی ای بخوبان
---	---

روایت نای غزل حافظ
در دهان از درمان غیث
چهار ماه اینست پیمان غیث
دین دل بر دهن قصد جان کند
غیث از جور همان غیث
در بهای بوسه جان طلب
میکنند این داستان غیث
داد میکنان بده از روز وصل
از شب بر آتش جان غیث
خان مافردن این کافران
ای مسلمانان چه در این غیث

هر زمانم در دیگر میرسد همچو حافظ روز و شب بخونین	این حریفان بر دل جان لعلیات گفته ام سوزان و گریان لعلیات
ردیف جمیم	غزل محسود
جمالت را هزاران صاحب تاج چنان بجز تو ما را ساخت عاجز چو جا بر بام وصلت یافت عشق جهان شد تیره بر من تا نهنفت بگر خون کرد زلف مشک چین را جدا از آفتاب عارض تو جال خود ایاز از وی پنهان داشت	بسیک گیر بجان گشتند محتاج اگر در ماند به بیش باز در آج شده او را مکان بر چرخ معراج زمن آن ساعد صافی تراز عاج گرفت از قند مصری شکرت باج شید روز بر من چون داج بماهی بیندش محمود ای کاج
ردیف چه	غزل آصف
مگذران غم میمیکده در خاطر هیچ ای که همان می مست شد غیر شراب گفتگی در میان ز نسبت دل پیش من از به حرفی سخن جام به است می خورام در لغو غم فردا بگذرد کرد بیرون ز زمین صد خم می باد فرو صفتی رنج ز غوغای خرابات مباحث	سپاه منظره و جا ساخته در آخر هیچ خاطری می طلبی نیست مرا خاطر هیچ مصلحتهاست در بنجا و کن ظاهر هیچ سحر پرداخته باشد سخن ساحر هیچ غم فردای قیامت کند کافر هیچ بست در روی زمین غم می وافر هیچ از تو باید که در آنجا نشود صاف هیچ
غزل محسود	ردیف حا

حرام باد به بجز بایکله خدایت
 فدای باد به لعلش کنم زار خدایت
 جیب من شود شامی و قند گدایت
 روان جیب در آید زار بار خدایت
 ملکیت از جم و جام گذشتند آید
 میان خلق از آن ارد و خدایت
 حال نیستی لعل جالب استانی
 بود حرام که نوشند و خدایت
 حو را ز صد خون دل جوش آید
 چو زباده به شمع در نگار خدایت
 صفت نوب و تقوی پس از چو
 دیو یا چو ادرادی دیو چار خدایت

غزل حافظ

اگر بیهوش تو خون عاشقت مباح سواد زلف تو تفسیر جاعل لظلمات	اصلاح ما چه است کان ترا اصلاح بیاض و دیو تبیان خالق الالعباد
ز دیدم شده حیدر در کنار روان لب تو آیه کیمیا تو هست قوت روح	که خود شتا بخند در میان آن طاح وجود خاکی ما را از دست تو روح
ز چنگ زلف کندت کسی نیافت خلاص بیا که خون دل غلغلتن بحبل کردم	نه از کاخ چار و ویر غزه نجاح اگر بذهب تو خون عاشقت مباح
نداد لعل لبش بوسه بلبش اصلاح توبه و تقوی ز ما مجو و اعظ	نیافت کام دل من از ولعده لجاج زیر بند عاشق و مجنون کی یافت ملاح
پیا لعل حیات که بایاد تو کشیم دم دعای جان تو در زبان حافظ باد	و سخن نشسته بتراب کند لک افداح مدام تا که بود گردش مسا و صباح

ردیف	غزل محمود	نخ
خبر از حال ما گرفت آن توخ خوابی کرد در هر گوشه چشم	چو او دیگر نه دیدم و لسان شوخ نباشد که سید لقا از آن شوخ	
خدا را چند خواهی کرد شوخ خروش از دست او دار نه پیران	نباید بود ز نسیان جاودان شوخ کسی کم دید مثل آن جوان شوخ	
خرد حیران آن شوخت کاه خواب از عشق او شده زان محمود	بعاشق آشکارا و نهان شوخ ایا از دست بس زاهران شوخ	

ردیف دال	غزل حافظ
علامه هر گسست تو تا به دار اند ترا صبا در آید هدهد غمناز	خراب داده لعل تو هر بخت یار اند اگر نه عاشق و معشوق را زار اند

نیز زلف و دیوانه گشتی که بیست
که از بین و بیست بیست بیست
نزد آن که چو صبا بر بنفشه زار و چین
که از نظار دل زلفت چه بود و گار چین
دیده زلف و پیش ازین کن کن
که با کمان دور و دور خاکسار اند
نهیست نیست ای عاشق من و
که مستی تا کانت گدا گدا
نه من بر آن گل عارف غزل ایام و بس
که غیب تو از هر طرف بر آید
تو دینگار شوی غریبی که
پیاپی می روم در هر مان و آید

پرو بمسکده و چهره ارغوانی کن خلاص حافظ از ان زلف تابد امباد	مرو بصومعه کا کعبه سیاه کار بند که بستگان کند تو رستگار بند
غزل عشره	
از بچگی من چاک گیربان بگردد که بت شکم گاه مسجد زخم آتش	وز گریه من گوشه دلمان بگردد از دهن بن گبر و سلمان بگردد
از بس که بزندان عنمت دیر بازدم دامان که تنگ دگل حسن تو بسیار	ز خنجر به تنگ آمد و پشیمان بگردد گلچین بهاری تو ز دلمان بگردد
در بزم وصال تو بهنگام تماشا که گریه و گداز و گاه جگر سوز	نظاره ز جبین مژگان بگردد ای عشره از وضع تو جانان بگردد
غزل حافظ	
حسب حالی نه تو شستم و نه دیامی چند ما بدان مقصد عالی نه تو ایم رسید	محرمی گو که فرستم به تو پیغامی چند آن کر لطف شما پیش بند کامی چند
چون می از خم ریسو و گل افکند نقاب ای گوایان خرابات خدا یار شمرست	فرست عیش نگه دار و برن جامی چند چشم انعام بدارید ز انعامی چند
زاهد از کوچه زندها سلامت بگذر قذا بهمنه با گلن علاج دل است	ما خرابات نکند صحبت بدنامی چند بوسه چند بر آئینه بدشای چند
عیب می حکم جو گلفی بزنش نیز بگو پیر میخانه به خوش گفت بدرد کنش	نهی حکمت مکن از بهر دل عامی چند که گو حال دل سوخت با جامی چند
حافظ از ناب رخ مهر فروغ تو بسو امروز دیگرم بفراق تو شام شد	کا مکار نظری کن سوکانای چند در آرزو وصل تو عمر تمام شد
غزل محمود	

آمدن از نام زبانه بگردد
ای پیده بپوشد که نیم جهان دوست
بستم خنجر به تنگ آمد و پشیمان
گلچین بهاری تو ز دلمان بگردد
نظاره ز جبین مژگان بگردد
ای عشره از وضع تو جانان بگردد
حالی که داند دید سر فستاد
محرمی که بران غلام شد
محمود زخوی که بران غلام شد
شفقت خان گرفت غلام شد

غزل حبیب
آمدن از نام زبانه بگردد
ای پیده بپوشد که نیم جهان دوست
بستم خنجر به تنگ آمد و پشیمان
گلچین بهاری تو ز دلمان بگردد
نظاره ز جبین مژگان بگردد
ای عشره از وضع تو جانان بگردد
حالی که داند دید سر فستاد
محرمی که بران غلام شد
محمود زخوی که بران غلام شد
شفقت خان گرفت غلام شد

تب قدرت در میسکده رحمت باز بر کلاه حرم امین نیم ای کعبه حسن گردن طوع من و طوق خم زلف بینا گر بگویم نیرم سستی می خشر کند بایچکس انجرا از عالم آزادی نیست دزد اگر خرقه زاهد ببرد منبوت است خون حلقی بخلف بخوری ای لب یار مردم صومعه را نیک ششم نیست	خشم کن قوم که در میخیار است زین دو همد و که بر طرف تو طرار است سگ این سلسله ام که چاکا گار است ایزد دم در صف آن قوم که شیار است مگر آنان که به بند تو گرفتار است صرف باوست که آسوده بسکار است که تو ضحاک و زلفین سپه مار است کافر من اگر این طایفه زین دار است
--	---

غزل حافظ

نه هر که آینه سازد کجی دهد کلاه داری و آئین سروی دهند و گر نه هر که تو بینی ستمگری دهند که قدر گوهر یک دانه گوهری دهند که آدمی بچشم شیوه بری دهند که خواه خود روشننده بچشمی دهند جهان بگرد اگر داد گستر می دهند که در گرد اصفی کیمیا گری دهند نه هر که سر سبز شد قلندر می دهند که لطف طبع و سخن گفتن بری دهند	نه هر که چهره برافروخت دلبری دهند نه هر که طرف کلج نهانند نست و فام و مهر کوباشد ر بیا موزی هزار نکته پیش ز خالت مرا بیا ختم دل دیوانه وند استم تو بندگی چو گدایان بشتر طمزد کن بعد و چهره هر آنکس که شاه خوبان شد غلام همت آن اند عافیت سوزم هزار نکته بار یکتر ز مو انجاست ز نظم و گفتش حافظ کنون د آگاه
--	---

غزل شاط

عمر گذشت و نماند جز ایامی چند به که بایاد کسی صبح شود خامی چند

تجلیف بود در نیم عالم جز عشق
نمود و نند و نداشتی اندامی چند
ز غمت بایده عابد بود در دست
فواج بر خیزد بر آن آبی بن کاهید
طبع خالک نیز در جنت بر افکند
مراغ از دام بر آید به بوسه ساز
شمار ببال که از طبعه خفا نمود
نیمه بام بود از سرش عالم چند
غم داشت به بناگاهش بر افکند باز
کردل غمزه بودش تو یغما چند
پشتی بر سر کوی تو بود فروخت
در بیکر دلی از شعله او خامی چند

ایضا	
طاعت از دست یاید که بی باید کرد	درد دل دوست بهر حیل و بی باید کرد
منظر دیده قدمگاه گدایان شده است	کاخ دل در غور ادراک شوی باید کرد
شمع عشقش بر این نفس مفتح بخورد	زین پس خدمت صاحب کلمی باید کرد
روشنائی فلکی را اثری بر ما نیست	خدا را ز گردش چشم سیمی باید کرد
شبه که خوشید جهانبان از نظر است	قطع این حله با نور همی باید کرد
خوش همی میروی ای قافله سالار براه	گذری جانب گم کرده روی باید کرد
نه همی صف زده مژگان سپید داشت	کشور خضم تنه از سپهری باید کرد
گر مجاور توان بود بمحین از نشاط	سجده بهر کعبه گاهی باید کرد
غزل وصال شیرازی علیه الرحمه	
مگر چون من بخواهی آن مه نامهربان دارد	که مشرب بهر نهدی با سنگی فغان دارد
ز کوتاهی بال پرندیم جلوه برقی	خوشامرغی که بر شاخ بلند تیان دارد
بنالبلبل از یکجا بخان با صد هزاران گل	در آتش مشکبیک گل دارم باغبان دارد
سلم زانکه ترسم ره برد گلچین گذارت	و گر نه هر گل از بلبل هزاران دارم
همی فرقت با رخساره خوابان گلستان را	که آن ساد است دین بازی خزان دارد
مگر دست بجا وعده فردای نداد	کسی اعد ز جابر در گیر میغان دارد
نوازی بگوشت زانکه دارد دوسفر یاری	خوش است اما نه آهنگی درامی دارد
وصال شب اگر مشکوفشانی میکند	ز وصف آن لب شیرین بی زبان دارد
ردیف	ذال
ذکر لب تو هست بسی بخوان لذت	آری که هست طعم شکر در دهن لذت
ذکر چمن کجاست نرا در جهان دگر	ز آنکه تو هست ذکر تو ای در دهن لذت

درد دل دوست تو میکشتم بجای
عشق را ست منت شیرین زبان لذت
زین پس خدمت صاحب کلمی باید کرد
خدا را ز گردش چشم سیمی باید کرد
قطع این حله با نور همی باید کرد
گذری جانب گم کرده روی باید کرد
کشور خضم تنه از سپهری باید کرد
سجده بهر کعبه گاهی باید کرد
ذکر لب تو هست بسی بخوان لذت
ذکر چمن کجاست نرا در جهان دگر
ز آنکه تو هست ذکر تو ای در دهن لذت

غزل حافظ
ردیف
بوسفم گشته باز آید کعبه خان غم خور
کعبه بخران شود در کعبه گلستان غم خور
ای دل غمیده حالت بشود در کعبه
و آن شیرین دیده باز آید لبان غم خور

چرخ گل بر کنی ای مرغ خوشخوان غم خور	گر بهار عمر باشد باز بخت چمن
دایما کیسان نباشد حال دین غم خور	و در گردون گرد و در جزیرا دما گشت
چون ترا وحشت گشتی با نوحه غم خور	ایدل از سیل فنا نیا د هستی بر کند
باشد اندر پرده باز بهای نهان غم خور	بمن و نامید چون واقعه از سر غیب
جمعا میداند خدای حال دران غم خور	حال ما و فرقت اجاب و ابرام رقیب
تا بود و در دعا و در سر قرآن غم خور	حافظا در کج فقر و خلوتش بهای تار

غزل نویدی

ای از رخ تو در دل گلزار ناز ناز	وز موسی شست ناله تا ناز ناز ناز
ای گلشن دار بی گل و تو تا کی	نالم چون غنایب بگلزار زار زار
شب ز نیم بیاد قدت سرو فامین	صد جوئی خوش دیده خونبار بار بار
باشد ز باغ حسن تو گلچین رقیب من	درم بسینه ای بت بخار خار خار
دی شب خیال زلف تو میداشتم که بود	هر سوی هر تن من بیار مار مار
دور از دیار و یارم و یار و یکس	تا چند باشد آه باغبان یار یار
گر به چرخه سر در دل خسته نویدم	افتادش آه بابت مکار کار کار

اردیف

غزل عینا

خسرو حسن بوجائی زده بر خرقه ناز	که بعد واسطه آنجا ز سر عرض نیاز
سفر کعبه کنم تا به خرابات رسم	ز آنکه سالک تحقیق رسد از راه حجاز
نبرد برگردن محمود بنم گر بسیرم	نام فترک غلان تو از لاف یاز
ختم کردم سفر زلف بتان ناچیزم	شب تا یک دلق خطر و راه دراز
پری از صغوه دل شاد که بالستیم	بگنجدی که پرد مرغ حرام کند بانه
آخر از زلف در خند من بتی افتادم	از فرازی به نشینی که ندیدم افزاد

هنگامی که پیش از آن غزل سپردی بخت
عاقبت در پیش تو میگردیدم در دل بخت
دل اینها بهار بهار بهار بهار
رفتن صغوه میسر نشود از چنگل باز

غزل کیم

بنال عشق که بر کس نیست با نغز
اگر ز گریه شدیم صوم از نغز
نیامدی و سیاهی زده با نغز
نیغز به نغز به نغز به نغز
چقدر در دوزخ و دوزخ و دوزخ
شب فراق تو در دوزخ و دوزخ
مرا بخت

مرا به عشق طاعت کنند و میدهند کلمه عاشق و دیوار است ای ناصح	که رفقه است ز دست من عیال و فرسوس بگوش او زود نپند پیشمار فرسوس
ردیف شین	غزل نعت الله
افروخته شمع رخ و هر گل زده آتش تا بر تو لعل لبش افتاد باغ سوز دل صوفی بود از ناله مطرب تا بسته درویش ز خاکستر گرم است سرتاقدم گرم ولی خلاء شو فم از یک نگر گرم تو چون برق گذستم	اند دل پروانه و بعل زده آتش خمخانه بگوش آمده در لعل زده آتش مستانه ترانعه قفل زده آتش برسند جمشید بخت زده آتش در نور و عروجم بتزل زده آتش اند ز نظر فکرت آت زده آتش
ردیف صاد	غزل حافظ
از رقیب دلم نیافت خلاص محبب خم شکست و بنده سرش گوو از بگری برون آورد همچو عیسی است جام می که بدم مطرب بار بی بزد که بخرخ مطلب از عشق جوی نه از عقل حافظ اذل ز مصحف رخ دوست	مثل القاص لایحبت القاص سن بالسن و انجروح قصاص ترک سر نایم کند غوغا مرد را زنده میکند بخواص مشتري همچو زهره شد رقص تا که خالص شوی چو زرقان خواند الحسد سوره اخلاص
ردیف صاد	غزل حافظ

بیان که مینویسم و بی جان از آن عارض
 که با تو در آن در آن از آن عارض
 معانی که در آن است و بیجان از آن عارض
 ز حسن لطف بود یک بیان از آن عارض
 بانه پای گل سواد از آن عارض
 خجل شد سبک و بیجان از آن عارض
 ز غریب و نو و رشید بیجان از آن عارض
 نیاز مانده آسبان از آن عارض
 گرفت ناخوش و بیجان از آن عارض
 صلاب یافته و بیجان از آن عارض
 بشم رفتن با سمن از آن عارض
 بخون شست دل از خون از آن عارض

در نظم دلکش حافظ چکیده آب حیات		چراغی خون شده جانان چنان جان حیات	
	غزل حافظ	ردیف ظا	
کرد عذار ماه من تابوشت خط از جوی لبش که آن ز آب حیات خوشتر است گر بغلامی خودم شاه قبول میکند که بهوت میدهم کرد مثال جان و دل روی کشاده ای پر چمن بچمن آید خال سیاه او بران عارض سیم رنگت من آب حیات حافظا گشته خجل ز نظم تو		ماه ز حسن رو او را ست فدا و غلط کشته روان دیدم خمیده آب چو خط باد مبارک او در دیده بند گیش خط گاه آب میکشم آتش عشق بمجو بط تندخو چو زعفران مشک کاتب شد سقط رست بشک مانند آن بر رخ ما رنقط کس نهوای عشق او شعر گفته زین نمط	
	غزل حافظ	ردیف ظا	
ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ بیا که نوبت صحبت و دوستی و وفا اگر چه خون دلت خورد لعل لبستان چه ذوق یافت دل من که گفته از شوق تو از کجا دایم وصال تو بکج زلف و قیوتان دل بسند دیگر بار بیا بخوان غزل خوب تازه و شیرین		که کرد جمده کوئی بجائی ما حافظ که نیست با تو مرا جنگ و با چرا حافظ بجان دل ز بیم بوسه خون بها حافظ مرست تخته دجان بخش و لمر بها حافظ بد منشن زرسد هر گدا حافظ اگر بگستی از آن بند و زان لا حافظ که شمرت فرح بخش و غمدا حافظ	
	ردیف عین	غزل محسود	

عیب باشد که در نظم این زوایا
 زانکه که در بیرون از نظم این زوایا
 عاشق بیدار و عاشق در خواب
 میکند حال از این گویای نوار شمع
 غنچه لب از عشق تو جان میدهد پرور
 زار و زود چو جامه و زار و زود
 عین این خوشتر چه باشد زین
 گود از دهر بر رخ او مطلع افراز شمع
 بعد گل نمودی و نشید از دایه
 چون با او دزدی ز بوی لاله در گلزار شمع
 ردیف عین
 غزل حافظ

سحر بوی گلستان می سدم باغ بچهره گل سوری نگاه می کردم چنان بحسن جوانی خویش بد مغرور کشاده ز کس رعنا و دید احرار گهی چو باد به پرستان پیاله اندر د زبان کشیده چو تیغی بر سر زش بون نشاط عیش و جوانی چو گل غنیمت دین	که تا چو بلبل نیل کم علاج دماغ که بود در شب تیره بروشنی چو چراغ که دشت از دل بلبل هزار گونه فراغ نهاده لاله را حمر بجان بدل صدراغ گهی چو ساقی مستان کف گرفته ایام دمان کشاده شغاف چو مردم نغراغ که حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ
ردیف الفاء	غزل محمود
فرخ آن لحظه که ساقی به باد صفا فرصت عیش بگهارد و به جام کف فایض النور چو غر شیشخ خوبان است فال از مصحف و یثوب هر کس که گرفت فرق در صومعه و دیر نباشد ایشخ	که من دل شده دارم ز غم جگر صفا که بخرباده گلگون نبود وجه کفاف دعوی حسن اگر ماه زند باشد لاق هست برو چه شش پویه اوست خلا اگر چه محمود سوی دیر رود دار معاف
ردیف قاف	غزل حافظ
سباد که چمن هست مبتلا به فراق غریب عاشق و بیدل فقیر و سرگردان کجا رودم چکنم حال دل کرا گویم اگر بدست من افتد فراق را بکشم فراق را بفراق تو مبتلا سازم	که عمر من همه بگذشت در بلای فراق کشیده مختار دوده و دغاب فراق که دامن بستاند هم سر را فراق آب دیده دهم باز خون بهای فراق چنانچه خون بچکانم ز دید آن فراق

من از کجا و فراق از کجا و غم از کجا
 شکسته باد ز دست نامه با فراق
 ازین پنج حرفی نیز نم توانی ای فراق
 چو بلبل حریز نم توانی ای فراق
 غزل سعیدی

ردیف نام
 چشم بدست دو کرا بیل شمای
 ماه و شمع جمع و میر قبا بیل
 جلوه کنان بیرونی باز نیای
 موندیم باین صفت منمای
 معنی را بیل معنی نیست
 روی تو بر قدر خدا نیست دلا بیل

پرده چه باشد میان عاشق و معشوق کوسه شرم نظر کنند و بر سببند گر تو برانی کسم شفیع نه باشد با که بگویم حکایت غم عشقت نام تو میرفت و عاشقان بشنیدند سعدی ازین پس عاقلست و بشاید	مده کنند نه مانع است و نه حایل دست در آغوش یار کرده حایل و بر بود ارم در گرجیج شمایل این همه گفتیم حل گشت مسایل هر دو برقص آمدند سامع و قایل عشق بچید بر فنون فصایل
---	--

ر دلیف میم	غزل سعدی رح
ما در کس نگر قدیم بجای تو ندیم هر ایک از دایره جمع برای رفتند باغبان مگر کشاید رده و دیشین باغ گر نسیم سحر از زلف تو بوی آورد بوی محبوب که بر خاک حسا گدود انجمنی تو صحن چشم فلک نادیده حال درویش خیانت که خال تو سیاه چشم جادوی تو بویو سطره کل کجیل عشق باز به طریق حکما بود و سله ایکودلاری اگر جان منت می باید سعدی یا عشق نیامیزد و عفت با هم	اشد اند تو فراموش کن عهد قدیم ما با ندیم خیال تو به یکجائی مقسم آخر از باغ بیاید بر در و شش نسیم جان نشایم بوغات نسیم تو نسیم نه عجب باشد اگر زنده کند عظم نسیم وی بشیر تو دلدار ایام ختم چشم در شین خیانت که چشم تو نسیم طاق ابروی تو بویو سطره و نسیم چشم بیمار تو دل میبرد از دست حکیم چاره نیست در سطره الا تسلیم چند پنهان کنی آواز دل نیرنگیم

شب آن نیست که در خواب چشم ندیم	خواب در وضو نمکند اهل نسیم
--------------------------------	----------------------------

فلک زنده کند تربیت باد بهار
سنگ باشد که لاشن زین بود بهار
بوی بر این مگر کرده خودی مستنوم
گرمی هم گویند صفای است قدیم
عاشق آموختن ندارد که ایستد
در دایره یک نه گردد بهار
توبه گویند از اندیشه معشوقین
هرگز این توبه نباشد که گناهان عظیم
ای دیفان معصوم بداید زمی
که غوازم نشستن بود و دست پیغم
ای برادرم غمش آتش بود و دمار
بنی این شعر خیانت که بار باریم

مردم از خاک گردنشان بر خیزد طبع وصل بمیدام و اندیشه بجزر عجب از گشته نباشد بدر خیمه دست سعد عاشق نیانمزد و شهوت با هم	گر به بالای عفاش گذری عظم مرم و گرا زهرده جهانم نه امید و نه بیم عجب از زنده که چون جان آوردم پیش تسبیح ملایکش رو و دیو و جیم
--	--

ردیف خون	غزل مسیح
----------	----------

طایق محراب دعا یا خدایم ابرو بستن یا قیامت یا بلا یافته نشو بشهر پرتو نور کجستی یا شعاع اقدس است کافو منم گذار و ظالم و مظلوم کشن حلقه فترک زلفش دام چمن لعل فریب نغمه خواب پریشان رسته نغمه سرسج	قبله حاجات عالم یا رخ نیل بوست این یا نهال یاغ جان یا قامت دجوت این خنده صبح قامت یا فروغ روست این ساحری آفرین یا گر گنج دواست این یا کند عنبرین یا پیش جادوست این مشک تا مرست این یا کال کل عسل بوست این
--	--

ردیف داو	غزل حافظ
----------	----------

مطرب خوش نوا بگو تاز به تاز به نوبه نو با صنیع به ابعی خوش نشین بگلوتی برز جبات کی خوری در نهام خوری ساقی همین ساقی مستی ام بیا لیس شاید دلر بانی من میکند از برای من	باد ده دلکش بگو تاز به تاز به نوبه نو بوسه بمان بکام از تاز به تاز به نوبه نو باد به بخور باد و تاز به تاز به نوبه نو رو و کز پریم سبزه تاز به تاز به نوبه نو نقش و نگار و رنگ بگو تاز به تاز به نوبه نو
---	--

باد صبا چه گذری بر سر کوئی آن پری	قصه حافظش بگو تاز به تاز به نوبه نو
-----------------------------------	-------------------------------------

غزل نرسیدن بزمی علی از احمد
بالک الملک لا شریک له
وصدہ لاله
عاشقان جان و دل نثار کنند
بر در لاله
مسطح یافت در زینب معراج
خلعت لاله
صوفیان گزشت مطبلند
بکرشان
باغبان قدیم
مقتضی

طوق لغت نکند بر ابلیس مومن را الغیم شد روز خوش در خیمت در میان جهان شمس تبریز گر خند اطلعت	چرخش لا اکه الا هو چرخش لا اکه الا هو مبوه کشل لا اکه الا هو خوش بخوان لا اکه الا هو
ردیف	غزل صدی ح
ایام عالم سوز من از من چرا برنجیده کیش ترا بهمان کنم ناجان دل فریاد ای جانم جان من بر من مگر سلطان من من عشق ز تو ام از جان فدا تو ام رنجیده رنجیده از من گناهی دیده بگر ز عشق چو شدم مگر شدم و بخون من عاشق دیوانه ام از جهان پنهان گر من بهیرم در غمت خنم فتد در گردن البر و خوش بالا من و دلبری عشاق من من سعد دلخواه تو ابرو تو چون ماه نو	ای شمع شبافوز من از من چرا برنجیده جان تو چه شمعان کنم از من چرا برنجیده کیش بیام بهمان از من چرا برنجیده تازه ام یا تو ام از من چرا برنجیده دایم گناه بخشیده از من چرا برنجیده چون لاله دل پر خوش شدم از من چرا برنجیده تو شمع و من پروانه ام از من چرا برنجیده فردا بگیرم دهنم از من چرا برنجیده لعل لب حلوا من از من چرا برنجیده من باز نیکی خواه تو از من چرا برنجیده
ردیف	غزل سعدی
تو از هر در که باز آئی برین غمی و غم حالت گویی بجای تنج از دست نهاد بر یور با یار ایندو باز بر و رفتی چو بلبل در گل بنید زان شب درخت آید	دری باشد که از رحمت برو و خلق بگشاید در آن معروض چون بویف جان خوش نماید تو چنین جان غمی که زیور با یار آید هر در رویت از حیرت فرو بسته و یار آید

نویسنده این کتاب که در دوازدهم دی ماه
که چنانچه آفتاب از عالم دور از جای پیدا
و صاحب منصفی از حال سبکمان بیند
نویسند که او به بر خیمت دیدار آن بر
دعای گوی که ای در شمعانی از من
که اگر غمت نیست از من دل فریاد
ملک از شمعانی از من دل فریاد
چو یارم زلفت از دست تو آید
قیامت بجای سعدی که در دوازدهم دی ماه
سعدی است طوطی را در دوازدهم دی ماه

ایف

تو هیچ عهد نه بستی که عاقبت نه شکستی
بنای مهر نهادی که پایدار نباشد
حکم شکستی و رفتی خلاف شرط موت
چرخ چون تو نباشد هیچ خانه ولیکن
گرم صواب نمایی بر دود داغ جدایی
بیا که با سستی و کبریا و رعونت
گرت گوشه چشمی نظر کنی با سیران
هر آن کس که به بند رو بود که گوید
گرت کسی پرستد ماقش نکند من
عجب مدار که سعدی بیاد دو بنالد

مرا با تش بوزان نشاندی و نه شکستی
مرا به بند بستی خود از کند بختی
با قیاطر و اکنون که آگینه شکستی
کس این برای نه بند درین چنین که بستی
شکجه تاب ندارم بر رخ و رسته
بزی بر پائی نهادم و پائی بر سر هستی
داوی در دمن اول که بگیا ه بختی
که من بخت بددم بر هستی و دوستی
تو هم در آینه تنگر که خوشیست
که عشق موجب شوق و حرمت مستی

غزل وصال حلیه الرحمن

خویم آن کو که بخت بگذراند روزگار
شاد شیرینانی بعت خاطر فریبی
هر دو با هم گاه بیگ و طریق مهربانی
صحت هم هر دو را چون تن افزوده جا
خویم این و مثل آن همچون گلستان نسیمی
بدل این کیرا دل و بر زبان آبرای یک
هر چه در دل داشته ام گفته با هم شنیده
نه در زمان نه به عیششان هم غزانی
چنین عیش از وصال آنرا که میباید

بانگ سرو قد در کنار جویبار
یا انگار بختی ندیده گویی نیکار
نه بدل از یکو گربار نه بر خاطر غبار
گفته ام هر دو را در گوش جان گوشوار
نه فکند و غیرشان با نیکند و درین شرار
نه تمنا می نهانی نه عتاب آشکار
آن حر از دلنوازی آن مرین اعکار
نه ز بجزان در شراب و صلتان بجزار
کو مبادوش شوکت شای دهم بهار

غزل نیک

حال و خط جان فرا تو دارم

در دهنم را و فغان تو دارم

ای عکس و اگر که شای

که باز کنی و اگر که شای

قصه دل و جان ما تو دارم

چون شوق جانم با ای دل

در دفتر شعر خود نوید

صفت جانفر تو دارم

مستزاد

مستزاد رومی

دل برد و نهان شد که پر و جوان شد خود رفت بکشتی آتش گل از آن شد آن جلوه عالم نادیده عیان شد از هر طهارت بر طور روان شد خود وند سبکش بشکست روان شد خود بزم نشین شد شور دل و جان شد در صورت منصور نادان بچکان شد هر فرق که دیدی دارائی جهان شد کس در همه عالم مردود جهان شد	هر لحظه بشکل آن بت اعیار برآمد هر دم به لباسی دیگر آن یار برآمد که نوح شده کرد جهان به عافق که گشت خلیل و ز در نار برآمد یوسف شد و از مصر فرستاد قیصر در دیده یعقوب جوانوار برآمد یونس شده در بطن سمک رفت بدریا موسی شد و جو سینه انوار برآمد خود کوزه و خود کوزه گرد و دگل کوزه خود بر سر آن کوزه خریدار برآمد خود گشت صراحی و می و ساعز و ساقی خرد آن می و سرشت به بازار برآمد فیانی که همین بود که میگفت انا الحق منصوره آن بود که بردار برآمد این جمله همین بود که می آمد و میرفت انا قبت آن شکل عرب و ارب برآمد رومی سخن کفر فتنه است و نگوید کافر شود آن کس که بانکار برآمد
--	---

مستزاد صام

در حضرت شاه جز ناله و آهی نومید نیم نیز گاهی به نگاهی یعنی که دو چشمش ببند و کسبای ای یوسف ثانی در هر ترک چای آلای که بد و زند در غیب کلاه از این جام است حاجت بگواهی		آن گیت که تفریر کند حال گد را کز غلغل بلبل چه خنجر باد صبار را هر چند نیم لایق درگاه سلاطین شاهان چه عجب گریز از نگار را بر خرمن گل مار سیه خفته که هست حیفست که محراب بود ترک خطا را تا چاه ز بخندان تو شد مکن دها صد یوسف لگشته فزولست سمارا اندام تو در سب قبا شرط نباشد از لاله سیراب بقدر تو قبا بر شعر من و حسن تو گر بند بخوانند بر محبت عیسی نبود دست قضا را
--	--	---

مستزاد کمال

بی هیچ گناهی باری به نگاهی امروز بگلزار در کوئی تور آهی در باغ طرب نیست آغنده کلاه آینه خورشید زین واقعه آهی		ای ریخته سودا بی تو خون دل مارا در باب دمی کشته شمشیر جفا را باد سحر از روضه رضوان خبر آورد ای سرو روان هست مگر باد صبارا کس نیست که بر بوی گلستان و صالت چون لاله زار غم چاک شده حیب قبارا هیبت که در دور دست رنگ بیاورد آن دم که بر آرم ز دل سوخته یارا
---	--	--

سبیل نتوان گفت	هر بخیر بر زلف ترا با همه غلبه	
نسبت بجایا ہی	هرگز نکند هیچ خرد شک خطارا	
ای دوست چه تدبیر	از حال پریشان کمالت خبری	
در حضرت شایا ہی	کس نیست که تقریر کند حال گدازا	
مخلص صایب		
بودند شیخ و برهمن اندر دعا می تو	دی چون مردم بکعبه دیر از برای تو	
عالم پرست از تو و خالیت حاشی تو	ز نار و سبزه دعا و شنائی تو	
در هیچ پرده میت که بود نوای تو		
فرد قدیم قادر قیوم از ازل	سلطان لایزال و معبود لم یزل	
هر غریب را ز حمد و تجریت بغل	ای آفریده کار سپهر مه و زحل	
هر خار میکند بزبان تنائے تو		
ایشان بلند مرتبه از افسر اند	پیغمبران که راه سائی در تو اند	
هر چند کائنات گدائی در تو اند	ای بهتر می که خلق همه کمتر تو اند	
ایک آفرین نیست که داند سرای تو		
شتم ثان سینه ساعت پراختیار	از قننه نائی انجم و از جور روزگار	
یک شست خاک نمین چو بود دلائق شمار	وقت تا تحقیق خود سازم آشکار	
هم از جهان ستانم و سازم فدائی تو		
ناصر چه سان شمای تو شاو داد کند	آنجا که جبرئیل سخن نارسا کند	
صایب چه زره است که جبار افند	جائی که جان نثاره مصطفی کند	
نمیت	ای صد هزار جان تقدیر شد تو	نمیت

شکوه از دیکه یار باز آمد
خزده ای دل که تو بهار آمد
تو بی جان بهیشت را آمد
بامید امیدوار آمد
تو بی عیش پایدار آمد
آن دعاها همسوار آمد
فضل حق که چهاره کار آمد
آرمیده ز غم دل ناز آمد
روغنی یافت روز با ناز آمد
گشته ز روشن چو شب تار آمد
نیمی زب طغرل تار آمد
کان بسی سر و کلمه ناز آمد

شسته آن دلنواز دمسازم	مونس جان و دمسازم
شده عیش نشاط انبازم	بهر دازم به تخت خود نازم
عالم خرمی برافرازم	
کان دلارام همکارم	
یافت اعظم مرد دل رشتا	بخت دوستی آن عبا
غم دل شد بدل عیش و مصفا	خانه تاریک بود یافت ضیا
از پی در دم بهر دو	
کان طبعی بهر دل فگار آمد	
قرم می که بخت عرض بیدار می	عشق تزیین داد دانه
کل خسار آنچه رخ نماید بسمل العیب زلف آنچه بدست افتد با دامن چشم سیاه بچرخ نظر آید غمش آنچه سر زنده یا قوت لب طالع مروارید ناسفته دندان ۳۰۳ غنچه دانه صبر بود آن چند آنکه معطر از دهن دل غمزه این قدر که احتیاج باشد تیل و فرفاغی اگر خواهد که زنجین بوسه این قدر دل را نزد شربت فواکه که شیشه آنچه حوصله گنجد ما البقا و غنچه قدر پا زهر پیغام آنچه ضرور است بختل و شتام آن قدر که تلخ است از حب الخجل خواب غمزه اگر باشد هر سه دانه بیاورن کردن بقدر دراز مشکبان و شغال ناله میزند و فندق سر انگشتان ده دانه طبا شیر سینه قدر مجموع در دادن تحمل نموده بدست مهر نرم سائید و از دانه خرشتر و شیر سینه صاف نموده در آب چشم خلایق باند و دیگر بشتیاق ریخته و آبش شوق جوش نیاید بچرخ طاقت گردانید تا با بوم آید آنکه در حله یا قوت نموده پر در دست و در شیشه بوشانیده	

بسته بهت و صاف است محبوب و خوش
 یافته صلیح ناست این جهان از نیک
 قدر تنه دل نماید خداوند بار
 که بختی دل و نیک است غمزه زنج
 غمزه زنج و دل و نیک است غمزه زنج
 صبر و شوق و دل و نیک است غمزه زنج
 عین خراب و نیک است غمزه زنج
 بهر دانه و نیک است غمزه زنج
 عین و نیک است غمزه زنج
 نایب و نیک است غمزه زنج
 آنکه نیک است غمزه زنج

غزل سعدی

ی به بالا چون مسند برای رخ چون ه	زلف ای همچو صبر لب و لب و لب
آفتاب عاشقان دماهتاب د لبران	فصله آزاد گمانی بصرم بار و رخ
در میان روخ اند کشید رخ و ط	در دمندم مستند من گرفته ت و
ت و پ آمد نگار من مرا از عشق تو	داروی در دم تو داری بر میان و
الوب بر لب و ب نهاده باشد تا سحر	م ی در پیش باشد بسته باشد در
ای نگار اگر تو ما را یک شبی بهای	نقل خایم از لبانت ب و دادس
شاعران بسیار گفته شعرهای بر نمک	کس نکتة شعر چون سعدی

بحر طویل

دوش رنم سوی بازار بی دیدم دو خنجر دو گیسو چو سپه مار زده
 حلقه جگر رخسار چون رخ همتاب بدن صاف چو سیاه دو ابرو
 چو محراب پری رو عطر بود که موی نگو گوی دلم بر دجادی من سیر و
 پارا ناگهان سوئی من آن دید بخندید و بر سید مرا گفت کجائی و جرائی
 تو جگر ریش که دارد دل خویش هم مرهم بر ریش کم چاره شمارا گفتم ی
 دلبر جانى بخدا جان جهانی تا ابد با جوائى خوشتر باش زمانى گویمت
 راز نهانی که کنی گوشت ز سر بوش کن بزم چو فرقه سر مرا گیر و آغوش
 شوم از خنده بهوش شود عقل شمارا گشته به چهره بعد هر مراد و بخت
 بزم آهست شهبانه بهر چنگ و چخانه شیشه ملا و در کشته من چو شده
 چهره دست برست نهاله چو شد کاک ماغم ز نهان رفت حجام از کو
 پا جا کشیدم بر سر گنج رسیدم قفس دل شکر بکلیدم تا زگی یافته

جانم پیش این قصه چه خوانم لذت یار و فارا

شوی جگر زلفی در فتنه
 من آن دستم وقت روین تم
 کرده پای از دست خود بستانم
 کس اندر چپ سینه بهینه
 بر آرم دما از بزم و
 گشتم گردن پیشه را از کین
 تو از نو کم نادک اندیزند
 بود شمشیر کوفتن جنگ را
 از غیبت بهر پیشه دلگش را
 یک حبه مال گرس بر کف
 قطار لاله و بر بزم زلف

اگر بر زخم پنجه در دال جان	فد بهیت و خوف من در جات
بدوزم بر رخ ستان دود را	شکافم بچخال فالوده را
درین دور ثانی که رستم منم	تباشته بگز گران بشکم
من آن شهسوارم که وقت بود	هر آرم بیک مشت از پنبه گرد
ببنگام چشم و تر دونه اش	کنم عرق انگشت و دال اش
چنان می کشم رشته خام را	که سازم خجل رستم سام را
من آنم که گر پ جولان کنم	چو خانه موش ویران کنم
حضر سازم از خنجر آب دار	بکلو و جغرات در وقت کار
هفتن منم که گشتم تیغ خشم	تراشم بیک ضرب یک سویشم
من آنم که بگریزم از گوز خر	بگوزش کم سینه خود سپر
بنام و نشان جعفر در دمنند	چو گوز خرا آوازه من بلند

رباعیات

کل گفت که من مذہب دینی دارم	باروح رسول ممیثینی دارم
رنگم ز محمد است و بویم ز علی	خلق حسن و خوبی شینی دارم

رباعی

ترا بعلوم عبرت اگر نظر بخشند	از آن بهت که صد گنج پر بگر بخشند
زایر رحمت در پاچم شود صلاب	که قطره من آتشین بگر بخشند

رباعی

استم ز غم عشق زو ستم ستم	دل در طلب وصل تو ستم ستم
بویدم را عاشق بد نام تو سنی	منکر نه توان بود که ستم ستم

رباعی

در دولت بیای سلطان مونس
خاکان که در کینا زان کینا
شسته بهیت کل گشته
بنت تاج و تخت سلطان اوجیل
فردیاست
علاج در دسم را اگر نیند
مرا بیدگر سرش بگز آید
فرد
مردم از حسرت بنجامی دل دارند
بهر کوی خفا خوشتر از دم یاد دارند

سر تا به پا خطیم در راه ششمالی این عذر می نویسم بر کلمه نظام

فرد

چون نوشتم تو از محنت پیران گند اول از دیده خونین گم نشان گند

چستان

یکی مرغ دیدم ز پا و نه پر نه از شکم مادر ز پشت پدر

نبرد آسمان نه زیر زمین فکر همیشه خورد گوشت آدمی

چیت آن گل که در چمن بود یا سمن شکل یا سمن نبود

بشکند روز و شب شود غنچه غایب این بغیر من نبود

چه چیز است آنکه باشد گرد و غلطان و نوازش زنده دارد و یک جان

خرآن باشد که این معنی نه فهمد ز بر کستر بود آن مرد نادان

چیت آن اثر دود و سحر دارد کرد و سوراخ سر بر در دارد

بر که کشود این معنی را دانم از عاشقی حشر دارد

گل می دیدم که او بجنار باشد سمع نه از بوی نه از گلزار باشد

نه اورا کسی خوردی کسی فرو شد

ولی بر تخت بارار باشد

عجب دیدم در شهر کیشانی رضا میان هر دو شهر خوشتر و شیر

ولیکن هر دو شهر زاده زن

برو باشد هر مغرب کا محی

لگت تو ناگه او برین الگ بجای نه اندک گدس کوکای پیا پیوست

تمت بالخیر

تکلیف تالیف عذر و علت
بنامه حضرت علی بن ابی طالب علیه السلام
بجمله و کلام و غیره
از منشی ابی بی بی
مؤلف محنت چون در دوستان
عازم محنت شده در سبب الدار
گفت سال و طاعت و غیره
احمدیالاه و دیار الدار

شد عازم خلد چون تجدین صدیق ازین جهان پر غم	
گفت چنانکه که گردید « صدیق جهان ز سونی عالم	
رعلت حضرت عمر چون کرد	
خلق را بهیسه اری از ماتم	
بزبان گذشت تا ریش ۲۵ جاهد عدلی رفت از عالم	
کرد چون روح حضرت عثمان	
عزم دار ایت ز دار فنا	
باغم سال رعلتش از عیب ۳۰ گفت بے آیتند و بود دنیا	
صلوات علی	رسا ید چون روح علی را
	ملایک از خلایق سوئی خالق
رقم کردند سال انتقالش ۴۱ ز فوئش سرو پاشد خلایق	
این سه توار ترح در شهادت امام حسین علی	
اشد عمنه از مولوی روم	
من چه گویم که بار اوقات	آه بیرون آمده از اسم ذات
اندکم که بر حسینا رخ غاکشیدند	سریع از بیرون
روح الامین بختا طلبی پریدند	
تا رخ تولد رعلت امام عظم حتمه علی	
سال بنیاد بوحیثه بنیاد	در جهان داد علم هفت بهاد
سال عمرش رسید تا بنیاد	در هفتمه اشن فات افتاد

تا رخ تولد رعلت امام
 شایع حتمه علی
 در فوئش سرو پاشد خلایق
 و دلائل صد و پنجاه و پنج
 وفات یافت از جگر بیرون
 سن
 تا رخ تولد رعلت امام
 شایع حتمه علی
 در فوئش سرو پاشد خلایق
 و دلائل صد و پنجاه و پنج
 وفات یافت از جگر بیرون
 سن

سینش کمال ۹۱ و عاشق تمام تولد	و عاشقش ان نو معشوق اسکند
پیو سلطان ملک برتر شد	حاضر مجلس تبرید
روح قدسی بعرض گفت که آه	نیل حیدر شهید اکبر شد

بعون بیت پیر گلشن روزگار و صادق قراورق لیل و نهار نگین خنجر

الاشعار که فی الحقیقه رشک عالم زار غیرت موم نوها که حرب کله نقطه خال

عاضله خاتون تا و هر صرع غیر قامت بر قد جان دوز رحمتی بن ایتام و

سبحی پایاخته ام جناب فیض مآب فیع الدرجا سر پاست و بر کافای بزم حب

ولد جناب قاضی نو محمد ضایع لکشرکت نور الدین ضابطا رخ ۱۲ شهر محرم ۱۰۸۴

۱۲۷۷ هجریه مقدمه طبع حیدر واقع شهر بمبئی حلیه طبع آری استه کیا

کتبه بیدترین شیخ عبدالقدیر لکشرکت شیخ محی الدین اللهم اغفر لکاتبی محمد و آل محمد و آل

آمین
 الهی هر آنکس که این خط نوشت
 عفو کن گناهش عطا کن بهشت

من نوشتم صرف کرم ردگار
 من نگام این باند یادگار

